ھو الکل
جامِ جہاں نما
نتیجہ طبع
عالیجناب ہز اکسلنسی راجۂ راجایان سر کشن پرشاد
کے سی آئی ای - جی سی آئی ای - مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ
پیشکار و سابق وزیر اعظم دولت آصفیہ المتخلص بہ شاد
تلمیذ حضرت آصف غفران مکان علیہ الرحمہ

هو الكل

حامد و مصليا

السفر وسيلة الظفر

غرہ صفر المظفر ۱۳۳۵ھ ۲۳ دے ۱۳۲۶ف ۲۷ نومبر ۱۹۱۶ء روز دوشنبہ

مین اپنے بنگلہ کرمن گھٹ سے جہان کل ہی یعنی ۲۹ صفر ۱۳۳۵ھ کو بغرض تبدیل مقام بوجہ اسکے کہ بلدہ کے مکانمین پلیگ کا متاثر چوہا نکلا تھا۔ کچھ دنون قیام کے ارادہ سے معہ جملہ علایق و متعلقان و ملازمان ضروری آیا تھا بہ تعمیل فرمان خداوندی حضرت اقدس و اعلےٰ خلد اللہ ملکہ چار بجے شام کے روانہ ہوکر اسٹیشن نامپلی پر پہنچا جہان میرے ہمراہی و سامان سفر پہنچ چکا تھا۔ چھ بجے پینتیس منٹ پر بوائی پاسنجر ٹرین بعزم بمبئی روانہ ہوا۔ مولوی طالب الحق صاحب صدر ناظم اسٹیٹ۔ مولوی حکیم مقصود علی صاحب ڈاکٹر محمد حسین صاحب۔ بالکشن راو صاحب لعل بادشاہ صاحب قادری میری مشایعت کی غرض سے وہان آے تھے۔ ان سے ملا اور صدر ناظم صاحب کو ضروری ہدایات کرکے رخصت ہوا۔

میرے ہمراہ جملہ متعلقین کے علاوہ قاضی بشیر الدین صاحب حسامی مولوی نجم الدین صاحب رضا ثاقب۔ اسسٹنٹ ڈاکٹر سید برہان و حکیم عبدالرحمٰن معہ دواخانہ یونانی و انگیزی و ملازمین شاگرد پیشہ وغیرہ

بھی تھے - بارہ بجے شب کے میری پانچر واڑی جنکشن پر پہنچی - ٹرین ٹہرتے ہی اطلاع ملی کر
راجہ اندر کرن صوبہ جو میرے بے ریا دوست راجہ مرلی منوہر بہادر آنجہانی کے خلف الرشید
ہوتے ہین اور گلبرگہ کے صوبہ دار ہین مجھ سے ملنا چاہتے ہین - چنانچہ مین نے راجہ صاحب
نیز مولوی ضیاء الحسن صاحب اول تعلقدار گلبرگہ سے کہ جو میری اہلیہ مسرت محل کے چچا ہ
ہین ملاقات کی - یہہ دونون بغرض خیر مقدم جہان پناہی اپنے صوبہ کی حد تک آے تھے -
صوبہ صاحب نے حقوق محبت قدیمہ کے لحاظ سے مجھے مجبور کیا کہ مین اسٹیشن گلبرگہ پر جہان
اُن کا مستقر ہے قیام کرون اور ان کا مہمان ہون - مین بھی اُن کی خاطر شکنی گوارا نہ کر سکا
اور تین بجے اسٹیشن مذکور پر پہنچتے ہی اپنے کمپارٹمنٹس کھلوا دئے صوبہ دار صاحب اول تعلقدار صاحب
اپنا فرض منصبی ادا کرنے کی غرض سے واڑی جنکشن پر ہی ٹھیرے لیکن اپنی جانب سے
میر ناصر علی صاحب سررشتہ دار ضلع وسدا شیورا و پیشکار تحصیل کو میری سربراہی کیلئے متعین
کر دیا - ان دونون نے مفوضہ خدمت کو بخوبی انجام دیا - پہرے دار و سوار بھی مقرر کر دیئے

۲ صفر ۱۳۳۵ھ ۲۴ دی ۱۳۲۶ف ۲۸ نومبر ۱۹۱۶ء روز سہ شنبہ

صبح کے پانچ بجے حسب عادت بعد چار نوشی کے ثاقب صاحب کے ذریعہ سے اطلاع ملی کہ
راے روپ لعل صاحب ناظم دیوانی گلبرگہ و مولوی سید محمد مہدی صاحب مددگار اول
بغرض ملاقات آے ہین دونون کو اپنے سیلون مین بلوایا اور تقریباً ۵ امنٹ تک اُن سے
بات چیت کرتا رہا -

میرا عزم بالجزم تھا کہ روضۂ بزرگ و روضۂ کوچک پر خود حاضر ہو کر آستان بوسی کا شرف
حاصل کرون لیکن تحصیلدار گلبرگہ و نیز دیگر اشخاص معتبر سے معلوم ہوا کہ ان دونون مقامات
پر طاعون کی کثرت ہے مجبوراً ارادہ فسخ کر کے ثاقب صاحب کو حکم دیا کہ وہ چادر و شیرینی
و نذرانہ وغیرہ ہر دو عتبات طیبات پر تحصیلدار گلبرگہ کے ذریعہ روانہ کر دین اور سب کو حکم دیا کہ

مقامات پر کوئی شخص ہمراہی کا نہ جانے پائے۔

دس بجے دن کے میرے سابق مترجم پیشی سید محمد علی صاحب جو منجانب محکمہ پرائیویٹ سکریٹری
اس خدمت پر مامور تھے ملنے کیلئے آئے ان سے بھی پانچ منٹ ملاقات کی۔ بارہ بجے تک پیٹنگ
تپ بینی مین مشغول رہا۔ ازان بعد کھانا کھاکر اگرچہ قیلولے کا وقت تھا مگر بندگانعالی خلد اللہ ملکہ
کی اسپیشل کی آمد تھی لہٰذا انتظار کرتا رہا۔ ایک بجے ۲۵ منٹ پر سواری مبارک اسٹیشن گلبرگہ پر
رونق افروز ہوئی اور بیس منٹ قیام رہا اس اثنا مین مجھے سلام کی عزت حاصل ہوئی۔ اور حکام عائد
گلبرگہ کی ٹرین داخل ہوئین۔ اسپیشل مبارک روانہ ہونیکے بعد مین نے اپنے سیلون مین آرام کیا
چار بجے بیدار ہوکر سید برہان سے اپنی مزاج کی کیفیت کہی جس ٹرین مین روانہ ہونے والا تھا
لیٹ ہونیکے سبب سے ساڑھے چار بجے کی گاڑی ساڑھے چھ بجے شام کے اسٹیشن پر آئی
راجہ اندر کرن بہادر صوبہ دار گلبرگہ و راے روپ لعل صاحب ناظم دیوانی و معین الدین حسن صاحب
فرزند اقتدار جنگ بہادر سوم تعلقدار و مولوی سید محمد مہدی صاحب مددگار اول تعلقدار
اور ڈاکٹر محمد حسین صاحب جن و مولوی غلام محمود بیگ صاحب مددگار صوبہ دار و دیگر معززین
سے خدا حافظ کہکر سات بجے روانہ بمبئی ہوا۔ اسی پاسنجر مین نواب فخر الملک بہادر بھی مع اہل و
عیال و اسٹاف بلدہ سے بعزم بمبئی روانہ ہوکر آرہے تھے۔ میرے اور اُن کے ڈبے ٹرین
مین مسلسل لگادیے گئے۔ ٹرین روانہ ہوتے ہی مناظر قدرت کی سیر مین مصروف ہوا اور وقت
معینہ پر آرام کیا۔

۳ صفر سنہ ۱۳۳۵ھ ۲۵ دی سنہ ۱۳۲۶ف ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۱۶ء روز چہار شنبہ

پانچ بجے بیدار ہوا آٹھ بجے ٹرین اسٹیشن ڈھونڈ پہنچی۔ چاے نوشی سے فارغ ہوکر پلیٹ فارم پر
اترا ثاقب صاحب جامی صاحب۔ عبد الرحمن پلیٹ فارم پر حاضر تھے حکیم احمد علی صاحب
بھی جو اس ٹرین مین تھے اُن سے ملاقات کی۔ ڈھونڈ سے ایک اسٹیشن تک مین

نواب فخر الملک بہادر کے ڈبے مین گیا لطف رہا۔ پونے بارہ بجے ٹرین پونے پہنچی غسل ہوا
حمام کیا۔ لباس بدلا۔ کھانا کھایا۔ سوا بارہ بجے جب ٹرین اسٹارٹ ہوئی تو مین تھوڑی دیر تک
نواح پونا کی دلکش و دلفریب سینریان دیکھتا رہا پھر آرام کیا ہنوز بیدار رہ ہوا تھا کہ اسٹیشن
مالوی پر نواب فخر الملک بہادر کے سیلون کا سلنڈر ٹوٹنے سے گاڑی رک گئی اور قریب
ایک گھنٹہ کے لیٹ رہی۔ ساڑھے تین بجے وہان سے چلکر لونا لے گھاٹ اور کھنڈالے
گھاٹ کے ۲۵ سرنگون اور گھاٹیون کی سیر کرتا ہوا پونے دس بجے شب کے اسٹیشن بندر بمبئی
پر پہنچا اُسوقت میرے چھوٹے داماد اقبال چند عرف چھوٹے دولہ راجہ مع مارتنڈ راو جو پیشتر سے
اقبال چند کے ہمراہ بمبئی آئے ہوئے تھے اور میرے منتظم پیشی سید صادق حسین غبار جن کو
مین نے ۲۶ محرم ۱۳۳۵ھ روز جمعہ کو بلدہ سے بغرض انتظام مکان روانہ کیا تھا اسٹیشن پر موجود
تھے ان کے علاوہ میرے جدید منتظم دفتر انگریزی سید عبد الحسین بھی آگئے تھے ان سب سے ملا
گیارہ بجے شب کے میرے جسقدر ہمراہی اسٹیشن بلدہ پر رہ گئے تھے وہ بھی مع سامان آپہنچے
مین نے کھانا کھا کر چند پنسل اسکیچ کر کے آرام کیا۔

---

۴ صفر ۱۳۳۵ھ ۲۶ دے ۱۳۲۶ف ۳۰ نومبر ۱۹۱۶ء روز پنجشنبہ

عادةً پانچ بجے بیدار ہوا۔ ساڑھے پانچ کو میل ٹرین مین عزیزی تاراچند عرف بڑے دولہ راجہ
اور عزیزی خورشید علی عرف دولہ نواب بھی مع متعلقین بلدہ سے بمبئی آگئے۔ تمام ضروریات
کے بعد سات بجے پلیٹ فارم پر آیا۔ موٹر منگوا کر مع عزیزی اقبال چند و غبار صاحب بغرض
معاینۂ مکان روانہ ہوا۔ میری روانگی سے تھوڑی دیر بعد مولوی غیاث الدین صاحب منتظم پیشی خداوندی
مجھسے ملنے کیلئے اسٹیشن پر آئے اور انتظار مین ٹھیرے رہے یہانتک کہ گیارہ بجے واپس ہوا۔
اور ان سے ملا معلوم ہوا کہ اعلیٰحضرت خلد اللہ ملکہ نے مکان نہ ملنے کی نسبت اظہار تاسف فرمایا
اور سیٹھ سلیمان کو حکم دیا کہ کوئی مکان میرے لئے تلاش کرین۔ اس یاد فرمائی اور تابعدار نوازی

کے شکریئے مین ایک معروضہ بہ پیشگاہ ملازمین بارگاہ خداوندی دام اقبالہم بھیجا انکی عزت حاصل کی۔ کہانا کھاکر قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہوکر دوبارہ تلاش مکانین خود بسواری موٹر روانہ ہوا۔ شام کو واپس آکر بعد تکمیل معمولات آرام کیا۔

۵ صفر ۱۳۳۵ھ ۲۷ دی ۱۳۲۶ف یکم دسمبر ۱۹۱۶ء روز جمعہ

پانچ بجے بیدار ہوکر معمولات سے فرصت پاکر تین موٹرین تاج محل ہوٹل سے منگوائین اور خود بچون کو ساتھ لیکر ہواخوری کی غرض سے روانہ ہوتے وقت حکیم احمد علی صاحب سے ملاقات کی۔ گیارہ بجے واپس آیا۔ اسی وقت ایک سوار حضوری کارڈ مشعر دعوت لیکر آیا۔ کہانے اور قیلولے سے فرصت پاکر تین بجے باتباع فرمان واجب الاذعان گورنمنٹ ہاؤس کو روانہ ہوا اور کیمپ میں حکم دے گیا کہ فوراً بار برداری کی موٹرین منگواکر کل سامان اور محلات و اسٹاف وغیرہ یہانسے پراگ جی سورجی کے بنگلے کو جو محاذی توپخانہ مہالکشمی واقع ہے روانہ ہوجائیں۔

جبکہ پانچ بجے میں گورنمنٹ ہاوس سے واپس ہوا تو سب کو بنگلہ مذکور پر پایا۔ یہہ بنگلہ نہایت مختصر تھا۔ زنانہ حصے میں اسقدر گنجایش نہ تھی کہ ایک ایک محل علیحدہ علیحدہ رہ سکے۔ مردانے کی تو یہہ حالت ہوئی کہ پورا اسٹاف اس موسم سرما میں زیر سما پڑا رہا۔ رات بھر شبنم اور دن بھر دھوپ کہین سر چھپانے کا سہارا نہیں بہرحال شب گزاری یعنی ضروریات کے انصرام کے بعد آرام کیا۔ اور لطف خانہ بدوشی کا پایا۔

۶ صفر ۱۳۳۵ھ ۲۸ دی ۱۳۲۶ف ۲ دسمبر ۱۹۱۶ء روز شنبہ

صبح کے پانچ بجے بیدار ہوکر تکمیل معمولات کے بعد دوسرے مکان کی تلاش مین روانہ ہوا۔ گیارہ بجے واپس آیا۔ کہانا کھایا۔ اسوقت عزیزی اقبالچند اور حکیم احمد علی صاحب

آئے ہوئے تھے اُن سے ملا۔ مسٹر ہرمزجی وظیفہ یاب کی دعوتی چھٹی دیکھی۔ دو بجے آرام کیا۔ چار بجے بیدار ہو کر عزیزی خورشید علی ہوا خوری کے لئے گیا۔ مکانات بھی دیکھے لیکن کوئی مکان پسند نہ آیا۔ سات بجے واپس آکر نفقطمہ انگریزی کو حکم دیا کہ مسٹر ہرمزجی سابق سکرٹری سرکار عالی حال وظیفہ یاب کی دعوتی چٹھی کا جواب فوراً روانہ کیا جائے۔ میں نے کھانا کھا کر آرام کیا۔

۷ صفر ۱۳۳۵ھ ۲۹ دی ۱۳۲۶ف ۳ ڈسمبر ۱۹۱۶ء روز یکشنبہ

عادۃً بیدار ہوتے ہی بغرض حمام تاج محل گیا۔ عالیجناب نواب گورنر بہادر بمبئی نے جو دعوت دی تھی اُس چٹھی کا جواب روانہ کیا۔

دس بجے تاج محل سے واپس ہو کر پھر مکان دیکھنے گیا۔ بارہ بجے آکر کھانا کھایا اور آرام کیا تین بجے مسٹر ہرمزجی کے بنگلے پر گیا اور دعوت میں شریک ہوا۔ اثنائے دعوت میں حضور پر نور بندگانعالی نے بنظر خدام پروری مسٹر ہرمزجی سے مجھے مکان نہ ملنے کے متعلق ذکر فرمایا۔ مسٹر ہرمزجی نے وعدہ کیا کہ وہ کوشش کر کے مجھے مکان دلائینگے ساڑھے پانچ بجے واپس آکر کچھ دیر بچوں کے ساتھ دل بہلایا۔ ازاں بعد کھانا کھا کر غبار صاحب کو حکم دیا کہ حسب عادت حاشیۂ احباب کے تام یہاں پہنچنے کے خطوط بذریعہ رجسٹر روانہ کر دیں بارہ بجے کے بعد آرام کیا۔

۸ صفر ۱۳۳۵ھ غرہ بہمن ۱۳۲۶ف ۴ ڈسمبر ۱۹۱۶ء روز دوشنبہ

صبح کو بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوا۔ ساڑھے سات بجے مسٹر ہرمزجی حسب وعدہ میرے بنگلہ پر آئے۔ میں انھیں اور میر خورشید علی کو ساتھ لیکر مکان دیکھنے گیا اور دو ہزار روپئے ماہانہ پر مکان ٹھیرا۔ وہاں سے واپس ہونیکے بعد مجھے خیال ہوا کہ

جسطرح یہاں کے ہندوئوں میں ایک خیال یہہ بسا ہوا ہے کہ گوشت پکانے سے مکان خراب ہو جاتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن کو بھی یہی عذر ہو۔ میر خورشید علی اپنے داماد سے کہا کہ جاکر دریافت کریں۔ چنانچہ انہوں نے واپس ہو کر مجھ سے کہا کہ انہیں گوشت پکانے کا عذر ہے اور ان کے بھائی اس مکان کو دینا نہیں چاہتے۔ رفت و گذشت ہوا۔

میر خورشید علی اور برزوجی پارسی سے جو راجہ مرلی منوہر اور راجہ اندر کرن کے دوست ہوتے ہیں اور اُنہوں نے بھی بذریعہ خط کے تعارف کرایا تھا ملاقات کی اور انھیں حکم دیا کہ ممکن ہو تو کوئی دوسرا مکان تلاش کریں اور قیلولہ کیا۔

ساڑھے چار بجے اُٹھا۔ عثمان یار جنگ بہادر کے پاس خدمتگار کو بھیجکر دریافت کرایا کہ آج شب کی دعوت میں کونسا لباس ستعمال کیا جائے۔ وہاں سے جواب آیا کہ انڈریس سیاہ بانات استعمال ہو۔ چنانچہ پورے آٹھ بجے تبدیل لباس کے بعد گورنر صاحب کے پاس گیا۔ اعلیحضرت بھی تشریف لائے تھے۔ علاوہ اعلیحضرت کے میز پر اور بھی خاص خاص معزز مہمان مدعو تھے۔

گورنر صاحب نہایت خلیق ہیں۔ دس منٹ تک مجھ سے ایک علیحدہ سوفے پر بیٹھے ہوئے بعد ڈنر کے کلم و کلام کرتے رہے۔

سوا گیارہ کے قریب محفل برخاست ہوئی۔ بارہ بجے کے بعد اُن کے بنگلے سے واپس ہو کر اپنے مکان پر آیا۔ اور آرام کیا۔

۹ صفر ۱۳۳۵ھ ۲ بہمن ۱۳۲۶ف ۵ دسمبر ۱۹۱۶ء روز سہ شنبہ

عادۃً بیدار ہو کر ساڑھے سات بجے کرافٹ مارکٹ گیا اور منتظم انگریزی کو حکم دیا کہ وہ بلدی سے حکام انگریز و دیگر معزز احباب کی وہ فہرست طلب کریں

جن کے ذریعہ سے کرسمس کارڈ روانہ کئے جاتے ہیں اور کرسمس کارڈ اسپنسر کی شاپ سے منگوائے جائیں۔ ایک ماہ قبل اپنی اور بچوں کی ملی ہوئی تصویر چھاپنے کے لئے حکم دیا تھا بعد واپسی کے حکیم میر احمد علی صاحب سے ملاقات کی اور کھانا کھا کر آرام کیا۔

چار بجے بیدار ہو کر خطوط و تعدادات اسٹیٹ دیکھے اور کتب بینی و نیٹنگ کے شغلے کے بعد شب کو کھانا کھا کر آرام کیا۔

۱۰ صفر ۱۳۳۵ھ ۳ بہمن ۱۳۲۶ف ۶ ڈسمبر ۱۹۱۶ء روز چہارشنبہ

صبح کے پانچ بجے بیدار ہو کر چار خوری سے فرصت حاصل کی۔ ہوا خوری کو گیا۔ شاپنگ کی۔ ٹھاکر کمپنی سے کچھ کتابیں تاریخ کی خریدیں۔ گیارہ بجے واپس ہو کر حکیم احمد علی صاحب سے ملاقات کی کھانا کھا کر آرام کیا۔ چار بجے بیدار ہو کر کتب بینی و نیٹنگ کا شغل رہا۔ سید برہان نے رخصت کی درخواست کی کہ بلدہ میں اُن کے چچا کا انتقال ہو گیا اور والدہ سخت بیمار ہیں۔ اگرچہ بحالت سفر طبیب وغیرہ کی حضوری ضروری ہے مگر مجبوراً منظور کی گئی۔ اسی روز پلٹن کا ایک جوان بھی درد سینہ میں مبتلا ہونے سے واپس بلدہ ہوا۔ شب کو وقت معمولی پر کھانا کھا کر آرام کیا۔

۱۱ صفر ۱۳۳۵ھ ۴ بہمن ۱۳۲۶ف ۷ ڈسمبر ۱۹۱۶ء روز پنجشنبہ

صبح کو وقت معمولی پر بعد چائے نوشی کے بچوں کو ہوا خوری کیلئے روانہ کیا خود تاج محل ہوٹل کو گیا واپسی کے بعد عزیزی میر خورشید علی کو مع برزو جی جیواولا پارسی کے جو روز اول سے ہمدردانہ میری خدمت میں مصروف ہیں بغرض دائی کرایہ مکان تار دیو کیا ٹل پیشگی مبلغ ایک ہزار روپیہ بہرام جی۔ جی جی بھائی مالک مکان

۔ سکے پاس بھیجا یہ مکان حمام اسٹریٹ نارد وُکے قریب واقع ہے۔ بنگلہ بہت وسیع ہے
شاندار ہے مگر منظر اچھا نہیں اور نشیب میں ہے۔ بہر حال ایسے مکانوں کا قحط پڑ گیا ہے
کہیں مکان ملتا ہی نہیں اسلئے مجبوراً اس کو لے لیا گیا بارہ بجے کھانا کھا کر قیلولہ
کیا۔ بیدار ہو کر قریب پانچ بجے کے فورٹ بمبئی کو گیا وہاں پہنچا ہی تھا کہ میری
دوسری موٹر متعاقب میں پہنچی اور معلوم ہوا کہ سیٹھ سلیمان لفرمان خداوندی میرے
بلانیکے لئے بنگلہ پر آئے ہیں۔ باستماع خبر ہذا فوراً بنگلہ پر آیا اور تبدیل لباس ضروری کے
بعد اُسی وقت کوٹھی مبارک پر حاضر ہوا۔ اسوقت بھی تبدیل مکان کے لئے مثل سابق کے
فرمان زبانی نافذ ہوا۔ چھ بجے کے بعد واپس آ کر آٹھ بجے شرکت ڈنر کی عزت حاصل کی۔
گیارہ بجے بنگلہ پر آرام کیا۔

۱۱ صفر ۱۳۳۵ھ ۵ بہمن ۱۳۲۶ف ۸ ڈسمبر ۱۹۱۶ء روز جمعہ

حسب معمول چار نوشی کے بعد ہی نقل مکان کا ارادہ کیا۔ بار برداری موٹریں
منگوا کر سامان روانہ کر دیا اور خود مع محلات وغیرہ بارہ بجے نئے مکان میں جسکا
ذکر کل کر چکا ہوں آ گیا۔ کھانا کھا کر آرام کیا ہی تھا کہ خداوند نعمت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی
کی سواری مبارک رونق افروز ہوئی فوراً بستر سے اٹھکر کپڑے پہنتا ہوا کمرے کے باہر
آیا۔ سلام کی عزت حاصل کی۔ دو چار ہی منٹ کے بعد مراجعت فرما ہو گئے۔ تھوڑی
دیر کے بعد پھر قیلولہ کیا۔

پانچ بجے بیدار ہو کر باہر آیا اور میاں احمد چھوٹانی اور رحمت اللہ جینائی سے جو
بمبئی کے مشہور سیٹھ ہیں ملاقات کی یہ دونوں صاحب حضرت پیر ابراہیم صاحب قبلہ
کیجانب سے مزاج پرسی کے لئے آئے تھے حضرت پیر صاحب ابھی تک مہابلیشور
میں مقیم ہیں۔ ان کے جانیکے بعد حکیم میر احمد علیصاحب آ گئے اُن سے ملاقات کی۔ ساڑھے چھ بجے

مسٹر ہرمزجی کے یہاں ڈنر میں جو بمقام تاج محل ہوٹل تھا شریک ہوا۔ یہاں بندگانعالی کی سواری مبارک بھی مع اسٹاف رونق افزا تھی ایک بجے واپس آکر آرام کیا۔

۱۳ صفر ۱۳۳۵ھ ۶ بہمن ۱۳۲۶ف ۹ دسمبر ۱۹۱۶ء روز شنبہ

صبح کو حسب عادت حاجتوں سے فارغ ہوا۔ اور پیادہ پا ہوا خوری کے لئے مع غبار صاحب منتظم پیشی ارُدو و سید عبدالحسین منتظم انگریزی و ثاقب صاحب حضرت حاجی علیصاحبؒ کا مزار دیکھنے جو دریا میں ایک مختصر ٹاپو پر واقع ہے لب دریا تک گیا۔ دور ہی سے فاتحہ پڑھی۔ بعد واپسی معلوم ہوا کہ بلدہ سے ٹائپ رائٹر اور ایک چپراسی مع کچھ رقم اور متفرق سامان آئے ہیں تازہ واردوں سے بلدہ کی کیفیت دریافت کی معلوم ہوا کہ آب وہوا روز بروز خراب ہوتی جاتی ہے۔ میری ڈیوڑھی کے متصل جو محلہ بیلۂ مہاراجہ چندولعل آنجہانی کے نام سے مشہور ہے بالکل خالی ہوگیا۔ اور کوٹلہ عالیجاہ و دیگر بعض بعض مقامات بھی خالی ہورہے ہیں اس خبر کے سننے سے نہایت افسوس ہوا لیکن سوائے دعائے خیر کے اور کیا چارۂ کار ہوسکتا ہے افوض امری الی اللہ جسقدر خطوط اور تار آئے تھے اُن کے جوابی مسودے پیش کرنے کیلئے۔ غبار صاحب و منتظم انگریزی کو حکم دیا اور حکیم احمد علی صاحب سے ملاقات کی۔

گیارہ بجے غبار صاحب اور محمد حسین خوشنویس کو بوجہ اُن کی فاش خطاؤں کے بلدہ کو واپس کردیا۔ اور صدر ناظم اسٹیٹ مولوی طالب الحق کو بذریعہ تار اطلاع دیدی کہ دفتر پیشی ارُدو سربمہر کردیا جائے اور غبار صاحب جسوقت پہنچیں ان سے فی الحال باقاعدہ جائزہ لے لیا جائے۔ یہاں اُنکا جائزہ سردست ثاقب صاحب کو دلوادیا گیا بارہ بجے کھانا کھاکر آرام کیا چار بجے

بیدار ہوا تھا کہ چوبدار حکم لایا کہ فوراً ڈیوڑہی مبارک پر حاضر ہوں چنانچہ فوراً کوٹھی مبارک خداوندی پر حاضر ہوا۔ قریب چھ بجے کے واپس آکر ثاقب صاحب کو حکم دیا کہ (ماہ صفر ۱۳۳۵ھ) تصدق فرق مبارک کے اِسی وقت بھجوا دئے جائیں۔ چنانچہ اسکی تعمیل فوری ہوئی۔

آج ہی میرا محاسب رام راؤ جو ہمراہ تھا بحصول رخصت بلدہ گیا۔ اور سردست مارتنڈ راؤ کو اس خدمت پر مقرر کیا۔ شب کو حسب عادت کھانا کھاکر آرام کیا۔

۱۴ ماہ صفر ۱۳۳۵ھ ۷ بہمن ۱۳۲۶ف ۱۰ ماہ ڈسمبر ۱۹۱۶ء روز یکشنبہ

صبح کو پانچ بجے بیدار ہوکر چار نوشی سے فرصت حاصل کی۔ موٹر میں سوار ہوکر مع ثاقب صاحب ہوا خوری کو گیا۔ گیارہ بجے واپس ہوکر کاغذات خانگی واسٹیٹ دیکھے اور حکیم میر احمد علیصاحب سے ملاقات کی بارہ کے بعد کھانا کھاکر آرام کیا۔ دو بجے بیدار ہوکر تین بجے کے بعد بہ تعمیل فرمان خداوندی ایٹ ہوم میں شرکت کی عزت حاصل کی۔ اس ایٹ ہوم میں بمبئی کے معزز اور سربرآوردہ اور گورنمنٹ کے خطاب یافتہ تجار وغیرہم آئے تھے نواب جنرل عبید اللہ خاں صاحب صاحبزادہ بیگم صاحبہ بھوپال بھی شریک تھے ان سے ملاقات ہوئی چھ بجے بنگلے پر آکر مشاغل معمولی میں جی بہلاتا رہا۔ شب کو وقت معینہ پر کھانا کھاکر آرام کیا۔

۱۵ ماہ صفر ۱۳۳۵ھ ۸ بہمن ۱۳۲۶ف ۱۱ ماہ ڈسمبر ۱۹۱۶ء روز دوشنبہ

صبح کو حسب عادت بیدار ہوکر چار نوشی سے فرصت حاصل کی۔ بچوں کو ہواخوری کے لئے بھجوایا اور حکیم احمد علیصاحب سے ملکر کاغذات اسٹیٹ دیکھنے میں مصروف

رہا۔ دس بجے مہادیو پرشاد سکرٹری گھیجر گاؤں اسٹیٹ سے ملا۔ بارہ بجے کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہو کر ہوا خوری کو گیا۔ بعد واپسی ڈاک دیکھی۔ جوابات خطوط لکھے۔ شب کو وقت معینہ پر کھانا کھا کر آرام کیا۔

۱۶ ر صفر ۱۳۳۵ھ ۹ بہمن ۱۳۲۶ف ۱۲ ر ڈسمبر ۱۹۱۶ء روز سہ شنبہ

صبح کو وقت معمولی پر بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوا۔ ۹ بجے حکیم احمد علی صاحب سے ملکر مع مسٹر برزوجی جابھائی کے ہوا خوری کو فورٹ کیطرف گیا متفرق شاپوں سے کچھ سامان خریدا۔ قریب دو بجے کے واپس آیا اور کھانا کھا کر آرام کیا۔

چار بجے بیدار ہو کر ڈاک دیکھی۔ اور کتب بینی و ڈرائنگ کے مشغلے میں جی بہلاتا رہا نواب لیاقت جنگ سے جو آج ہی بلدہ سے آئے ہیں ملاقات کی شب کو حسب عادت وقت معینہ پر کھانا کھا کر آرام کیا۔

۱۷ ر صفر ۱۳۳۵ھ ۱۰ بہمن ۱۳۲۶ف ۱۳ ر ڈسمبر ۱۹۱۶ء روز چہار شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر چار نوشی وغیرہ سے فرصت حاصل کی۔ ڈاک دیکھی کاغذات خانگی پر دستخط کئے حکیم احمد علی صاحب سے ملاقات کی گیارہ بجے حضوری میں باریاب ہونیکے بعد ڈینٹسٹ کے پاس بغرض معالجہ درد دندان جس میں تقریباً تین ہفتے سے مبتلا ہوں گیا وہاں سے فورٹ میں چند شاپوں میں جا کر سامان ضروری خریدا۔ دو بجے واپس آکر کھانا کھایا۔ قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہو کر مسٹر ڈیولیک سے ملا۔ یہ میرے سابق کے معلم آرٹ ہیں معمولی مشاغل میں مصروف رہکر شب کو کھانا کھایا اور آرام کیا۔

۱۸ صفر سنہ ۱۳۳۵ھ — ۱ بہمن سنہ ۱۳۲۶ف — ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء — روز پنجشنبہ

پانچ بجے بیدار ہو کر ناشتے سے فرصت حاصل کرکے بیٹھا ہی تھا کہ حضرت پیر ابراہیم صاحب قبلہ سجادہ بغداد شریف جو ایک مدت سے رونق افروز بمبئی ہیں اُنکی جانب سے شیخ حسین صاحب مزاج پرسی کیلئے میرے پاس آئے اُن سے ملاقات کی۔ اسی عرصہ میں حکیم صوفی میر یعقوب علی خاں صاحب جنھوں نے کلام مجید کا ترجمہ مرہٹی زبان میں کیا ہے اور ہماری ریاست کی طرف سے اُسکے طبع اور اشاعت کیلئے کافی امداد ملی ہے اور قاضی کبیر الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا کے بھی کارڈ آئے۔ ان دونوں حضرات سے بھی باری باری ملاقات کرکے کھانا کھایا آرام کا ارادہ ہی تھا کہ بندگان عالی نے یاد فرمایا۔ فوراً حاضر قصر مبارک ہوا وہاں سے تقریباً دو اور تین کے درمیان میں واپس آکر معلوم ہوا کہ میری ہمشیرہ زادی کی طبیعت سوء ہضم کے باعث یکایک خراب ہوگئی اُس کی اصلاح طبع کی تدابیر کیں۔ حکیم احمد علی صاحب کو جو میرے تمام متعلقین کے معالج ہیں بلوایا۔ الحمد للہ کہ شام تک طبیعت رو بہ اصلاح ہوئی غرض شب کو وقت معمولی پر کھانا کھایا اور قریب تین بجے کے آرام کیا۔

۱۹ صفر سنہ ۱۳۳۵ھ — ۲ بہمن سنہ ۱۳۲۶ف — ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء — روز جمعہ

پانچ بجے بیدار ہو کر چار ناشتے سے فراغت حاصل کی۔ ڈاک دیکھی۔ قریب گیارہ بجے کے حضرت پیر ابراہیم صاحب قبلہ کی ملاقات کے لئے گیا تین بجے کے بعد واپس آکر کھانے سے فارغ ہوا۔ کاغذات اسٹیٹ دیکھتا رہا شب کو وقت معمولی پر کھانا کھایا۔ مگر نیند بہت کم اور بالکل شب کے آخری حصے میں آئی لہٰذا یہ وقت کتب بینی و ڈرائنگ میں صرف کرنا پڑا۔

میرے منتظم انگریزی کی اہلیہ کی علالت کا تار آیا تھا اُنھوں نے ایک ہفتہ کی رخصت حاصل کی۔ غرض میں نے قریب صبح آرام کیا۔

۲۰ صفر ۱۳۳۵ھ ۱۳ بہمن ۱۳۲۶ ف ۱۶ دسمبر ۱۹۱۶ء روز شنبہ

صبح کو قریب سات بجے کے بیدار ہو کر چار نوشی سے فارغ ہوا۔ کا غذات دیکھکر باہر برآمد تھا کہ موٹر میں حاجی سید آغا صاحب مجتہد ایران و حاجی محمد جعفر صاحب ایجنٹ کمپنی جہازات ایران آغا ابوالحسن معلم نظام کالج جن کے لئے میں نے ملاقات کا وقت کل ہی مقرر کر دیا تھا آگئے۔ چونکہ مجھے ایسے مقتدر[illegible] لوگوں سے ملنے کا ہمیشہ شوق رہا ہے لہٰذا اُن کی ملاقات سے مسرت حاصل کی چاء سے تواضع کی ہنوز وہ موجود ہی تھے کہ قاری محمد سلیمان صاحب کا بھی کارڈ پہنچا ان دونوں صاحبوں کے بعد اُن سے ملا۔ اتنے میں کھانے کا وقت آگیا اُس سے فارغ ہوتے ہی حضوری میں یاد ہوئی ایک بجے ایوان مبارک پر حاضر ہوا دو بجے واپس آکر قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہوا۔ کتب بینی و پینٹنگ کے معمولی مشاغل میں جی بہلاتا رہا۔ خطوط وغیرہ لکھے۔ شب کو حسب عادت کھانا کھا کر سو رہا۔

۲۱ صفر ۱۳۳۵ھ ۱۴ بہمن ۱۳۲۶ ف ۱۷ دسمبر ۱۹۱۶ء روز یکشنبہ

حسب معمول پانچ بجے بیدار ہو کر چار نوشی سے فارغ ہوا۔ آٹھ بجے مع حسامی صاحب و ثاقب صاحب مہایم شریف کو درگاہ حضرت خواجہ مخدوم مہایمی پر بغرض زیارت حاضر ہوا۔ یہہ عرس شریف کا آخری دن تھا۔ اثناء راہ میں حسامی صاحب نے اپنی ایک نظم (صحت تازہ دہد لطف ہوائے دریا) سنائی۔ درگاہ شریف میں حاضر ہو کر فاتحہ پڑھی۔ نذر دی۔ دوسری کوتل موٹر جس میں حکیم عبدالرحمن اور چند

شاگرد پیشہ تھے پنچر ہونے کے باعث پیچھے رہگئی تھی غرض نو بجے وہاں سے
واپس ہوکر بنگلے پر آیا۔ حکیم احمد علی صاحب موجود تھے ان سے ملاقات کی یہاں
مہالکشمی دیول کے پجاری وغیرہ آگئے تھے اُن سے ملا اور سہ پہر کو وہاں چلنے
کا وعدہ کیا۔ دوپہر تک تصویر کشی اور کتب بینی میں مشغول رہکر کہانا وقت معینہ پر
کھاکے قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہوکر حسب وعدہ دیول مذکور میں گیا۔ وہاں سے
تھوڑی دیر بعد واپس آکر ضروری کاغذات وغیرہ دیکھتا رہا۔ شب کو حسب معمول
کھانا کھاکر سورہا۔

۲۲ صفر ۱۳۳۵ھ ۵ ابہمن ۱۳۲۶ف ۱۸ دسمبر ۱۹۱۶ء روز دوشنبہ

صبح کو پانچ بجے بیدار ہوکر چار نوشی سے فارغ ہوا۔ حکیم میر احمد علی صاحب
سے ملاقات کی آٹھ بجے ہوا خوری کو گیا برزوجی بھی میرے ہمراہ تھے
پہلے صاحبزادہ جرنل عبید اللہ خاں صاحب کی کوٹھی پر جاکر کارڈ چھوڑا
اور وہاں سے نوری باوا (ایک درویش ہیں ابو العلائی حضرت خواجہ حسن نظامی
دہلوی نے مجھے لکھا تھا کہ میں ان سے ملوں) جاکر ملا۔ سالک ہیں عیال دار
باتیں نہایت پُر اثر اور معلومات معرفت میں بہت اچھے۔ کاسب اور نسبت
والے پائے جاتے ہیں۔ راگ کا بھی شاید شوق ہے۔ قریب پچاس کے
عمر ہے۔ حال میں ایک لڑکا تولد ہوا ہے۔ اس کا نام آپ نے کبیر رکھا ہے
ہندو بہت مانتے ہیں اور ازبس معتقد ہیں کہا جاتا ہے کہ ایک روز معتقدین
نے اُن کا فوٹو کھنچوایا۔ جبکہ وہ فوٹو طبع ہوا تو ایک شکل تین شکلوں پر منقسم
ہوگئی۔ اور دائیں بائیں برابر وہی صورت اتری۔ چنانچہ اُس تصویر کو معتقدین
نے طبع بھی کرایا ہے نوری تخلص کرتے ہیں۔ اُردو۔ فارسی کہتے ہیں۔ اور مرہٹی

پر بھی قادر ہیں۔ انگریزی لکھ پڑھ لیتے ہیں ناظم بھی ہیں۔ پُر مذاق اور صحبت
کے لائق ہیں زندہ دل ہیں۔ دس بجے واپس آکر مشاغل معمولی میں مصروف
رہا۔ دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد حضوری میں باریابی ہوئی اور ان سے ایک ساعت تک گفتگو
کی عزت حاصل کی۔ قریب تین بجے کے واپس آکر کچھ دیر آرام کیا۔ چار بجے
کے بعد بیدار ہو کر۔ مالک مکان ہمراہ تھے۔ تھوڑی دیر بھائی سے ملا۔ خطوط و اخبارات
و کاغذات دیکھتا رہا۔ شب کو وقت معینہ پر کھانا کھا کر آرام کیا۔

۲۳ صفر ۱۳۳۵ھ ۱۶ بہمن ۱۳۲۶ف ۱۹ دسمبر ۱۹۱۶ء روز سہ شنبہ

صبح کو عادةً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوا۔ حکیم احمد علی صاحب سے
ملاقات کی۔ مہادیو وکشٹ سے ملا۔ انھوں نے اب سنیاس لیا ہے گرہستی سے
باطنی سنیاس خدا نصیب کرے۔ ڈاکٹر ... بروجی کو ہمراہ لے کر فورٹ
گیا کچھ سامان خریدا۔ بعد واپسی کھانا کھا کر حسب فرمان بندگانعالی حضوری میں
باریاب ہوا۔ دو بجے کے بعد واپس ہو کر آرام کیا۔ چار بجے بیدار ہو کر حکیم
احمد علی صاحب اور صوفی محمد یعقوب علیخان صاحب سے ملاقات کی۔ بچوں کی خواہش
پر شب کو تماشے کی اجازت دی نصف شب تک باہر تماشا ہوتا رہا۔ میں
اپنے ہال میں کتب بینی وغیرہ مشاغل میں مصروف رہا۔ وقت معمولی پر کھانا
کھا کر آرام کیا۔

۲۴ صفر ۱۳۳۵ھ ۱۷ بہمن ۱۳۲۶ف ۲۰ دسمبر ۱۹۱۶ء روز چہار شنبہ

صبح کو عادةً بیدار ہو کر ناشتے وغیرہ سے فارغ ہوا ہی تھا کہ ثاقب صاحب
نے بذریعہ گزارش بخدمت بغرض فاتحہ حضرت مولانا سنجاری صاحب رحمۃ مقیم باندرہ

چلنے کی یاد دہانی کی۔ موٹر تیار ہو گئی۔ لیکن کچھ تو شب کو سردی سے بخار آنے اور کچھ بچوں خصوصاً برخوردار خواجہ سلیم اللہ خان کی طبیعت علیل ہونے کی وجہ سے طبیعت کسلمند تھی۔ یہ ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔ حکیم احمد علی صاحب سے ملا۔ حسب فرمایش ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ ایک مضمون "گرو گوبند سنگھ اور ہم" کے ہیڈنگ سے لاہور روانہ کیا جس کی نقل درج ذیل ہے۔

اسی اثنا میں معلوم ہوا کہ پنڈت مہادیو صاحب نجومی جو مشہور ہیں اعلیحضرت مرحوم بھی ان سے واقف تھے اور اپنے فن کے کامل ہیں آکر واپس گئے فوراً برز وجی کو حکم دیا کہ بذریعہ ٹیلیفون پنڈت صاحب کو دوبارہ تکلیف دیجائے چنانچہ تھوڑی دیر بعد پنڈت صاحب اپنی ذاتی موٹر میں آئے میں نے اخلاقاً ان کے واپس جانے پر اظہار افسوس کیا اور بہت دیر تک بات چیت کرتا رہا دوپہر کو کھانا کھاکر آرام کیا۔ چار بجے بیدار ہو کر معلوم ہوا کہ امام الدین تعلقدار پرتور نے جو میری جاگیر کا ایک تعلقہ ہے کچھ رقم بھجوائی ہے اس کو داخل خزانہ کرنیکا حکم دیا ایک کشتی میوہ کی بارگاہ خداوندی سے باعث سرفرازی ہوئی اور اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر شب کو وقت معمول پر کھانا کھاکے آرام کیا۔

گرو گوبند سنگھ اور ہم

گرو گوبند سنگھ مہاراج نے جو گرو نانک صاحب کی دسویں بادشاہی کے برج فقر و امارت کے آفتاب اور نیر خلافت کے نیر درخشاں تھے شہر پٹنا میں ۱۷ پوس ۱۷۲۳ بکرمی کو جبکہ ان کے والد ماجد گرو تیغ بہادر راجہ بشن سنگھ والئی جودھ پور کے ہمراہ سفر بنگالہ میں تھے طلوع ہو کر تمام عالم میں نور کا فور کی طرح بکھیر دیا۔ جسکی شہادت گوروداس صاحب کے اس واک سے ہوتی ہے۔

جیونکر سورج نکلے تارے چھپے اندھیر پلوا
سنگھ بکے مرغاولی بھنّی جاے نہ دھیر وھروا

یعنی جس طرح آفتاب کے طلوع ہوتے ہی تارے چھپ جاتے ہیں اور اندھیرا مٹ جاتا ہے۔ اور شیر ڈکارنے سے جانور جنگل چھوڑ دیتے ہیں اسی طرح [illegible] کے ظہور سے تمام فریبی دغاباز لوگ معدوم ہو گئے۔

قانون قدرت ہمیشہ سے اسی معیار پر چلا آتا ہے کہ جب کسی ملک کی قوم میں مذہبی۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ اخلاقی۔ اعتقادی۔ بدعنوانیاں حد اعتدال سے متجاوز ہو جاتی ہیں اسوقت ایک جلیل القدر تاجدار یا مسند نشین عدل و انصاف ظلم شکن [illegible] کے دل و دماغ اور تدبیر و شجاعت عقل و فراست کے ذریعہ سے حکومت کی تاریکی کو دور کر کے روشنی کو پھیلا دیتا ہے اور نیز ایک ایسے ہادی۔ ایسے رہبر ایسے رہنما کو پیدا کرتا ہے جو ہادی ہوتا ہے۔ تاجدار و شہریار اور ظاہری حکومت والوں کی جن جن کی نا قابل استعداد اور خدا ناترسی اور خود فروشی کی بدولت تمام خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اصلاح کراتا ہے۔

چنانچہ گرو جی مہاراج کے جنم کے وقت اس طبقۂ دنیا کی جس کا نام ہندوستان ہے کیا حالت تھی۔ باشندوں کی باعتبار عقاید۔ سوشیل اور پولٹیکل بہبود کے کیا کیفیت تھی۔

چونکہ یہ سب واقعات زمانۂ قریب کے ہیں۔ ابھی دو تین صدیاں بھی منقضی نہیں ہوئیں کہ ان کے روشن چہروں پر دنیا کی یادداشت میں تدسم کرنے والے پردے پڑ گئے ہوں۔ لہذا ان کا ذکر ضرورت سے زیادہ اور طول امل سمجھ کر قلمزد کرنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے مثل مشہور ہے کہ ہونہار پوت کے پانوں پالنے ہی میں نظر آتے ہیں۔ سہ بالائے سرش زہوشمندی می تافت ستارۂ بلندی

گرو صاحب کو علمی شوق کے ساتھ ہی فن سپہ گری کا بھی اسقدر شوق تھا کہ
وہ سپاہی پیدا ہوئے۔

اور ازلی صاحب جوہر نکلے چنانچہ فطرةً ان کے سپاہی ہونے کا ایک بیّن
ثبوت بچپن کا یہ ہے کہ بچوں کی فوج بنا کر خود افسر بنتے اور جنگ مصنوعی کا تماشا
دیکھتے تیر کمان تفنگ اور شمشیر ان کے کھلونے تھے۔ بقول استاد ظہیر مرحوم ؎

ابتدا سے شغف ہے بازی کا کھیل ہے ہاتھ ڈال جان پر کھیلے کئے بچپن میں ہم

ایک مسلمان مؤرخ سید محمد لطیف اپنی انگریزی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ’’
تمام مؤرخ گرو گوبند صاحب کی خوبیوں پر متفق ہیں۔ ان میں ایک مذہبی
پیشوا اور جنگ آزمودہ سپاہی کے اوصاف مجتمع تھے گدی پر دھرم اُپدیش کرتے
تھے۔ میدان جنگ میں سورما مسند پر بادشاہ خالصہ جی کی سنگت میں فقیر۔
زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے ان کا ظہور عین مناسب تھا ان کے مقاصد
اعلیٰ تھے اور جو کام انھوں نے اختیار کیا بلحاظ وقت اہم تھا۔ باوجود آفات و مصائب
کے ان میں تحمل اور بردباری اسی قدر تھی جس قدر میدان جنگ میں بہادری
اگرچہ ان کی حیات میں اُن کا مدعا پورا نہ ہوا۔ تاہم زمانہ تسلیم کرتا ہے کہ غیر مہذب
جاٹھوں کو جن کا کام لوٹ مار یا کھیتی باڑی تھا۔ تیغ کے گھاٹ کا پانی پلا کر
اپنے پر شوکت نام کا سیکڑوں کے دلوں پر سکہ بٹھا دیا۔ اور فاتحوں کی جماعت
اور ایک ملکی طاقت بنا دیا یہ سب محض گرو گوبند سنگھ صاحب شیر نیستان
شجاعت کی جودت طبع کا نتیجہ تھا جن کی داستان مخصوص سکھوں کی قوم کی
تاریخ سے وابستہ ہے‘‘

گرو صاحب اکثر شکار و تیر اندازی کی مشق کے لئے جمنا کے کنارے تشریف
لیجاتے تھے۔ لیکن یہ شغل محض تقاضائے سن کا مشغلہ تھا۔ بلکہ اس کی تہ میں

وہ غرض مخفی تھی جواب تک ان کے کارناموں کا ہیرو نظر آتی ہے۔ سچ ہے جن ہستیوں کے دل و دماغ مضبوط اور ازل سے مخصوص انعام آلٰہی کے خلعت سے آراستہ ہوکر اس صفحۂ ہستی پر اپنی دھاک بٹھا دیتے ہیں اور اپنے ساتھ ہی اپنے جوہر کو لیجاتے ہیں۔ ان کے ابتدائی مشاغل بھی ایسی ہی مصیبتوں سے وابستہ ہوتے ہیں جن میں حل مشکلات اور ناکامیوں کا مقابلہ جزو اعظم ہوتا ہے۔ مشکل پسند وہی طبایع ہیں جو دنیا میں کچھ کرکے دکھاتی ہیں اور اپنی جیتی جاگتی تصویر آئندہ نسلوں کو غیرت کا سبق دینے کیلئے چھوڑ جاتی ہیں۔ بقول ثاقب۔

رباعی

گو خضر کیطرح لاکھ جی بھر کے جئے　　جینا کس کام کا جو مر مر کے جئے
دنیا سے اُٹھے بشر تو کچھ کر کے اُٹھے　　دنیا میں جئے بشر تو کچھ کرکے جئے

گرو صاحب نے اپنی ہمت خدا داد کو دو ہی فریضوں کی انجام دہی میں صرف کیا جو با اعتبار ضرورت وقت اہم تھے یا بالفاظ دیگر جن کی انجام دہی کے لئے قدرت نے ان کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

(۱) فرائض مذہبی۔

(۲) فرائض تمدنی یا اخلاقی۔

گرو صاحب کی مسند نشینی کا زمانہ عجب پرآشوب زمانہ تھا۔ اُدھر تو اورنگ زیب کی سلطنت کا عروج۔ اِدھر اقوام ہنود کی کمزوری۔ کم ہمتی۔ باہمی نفاق۔ اختلافات مذاہب وغیرہ روز افزوں ترقیوں سے چھاؤنی چھائی تھی ایسی حالت میں گرو صاحب نے مذہب کی معیار تو قایم کی لیکن اس کی اشاعت کیلئے جن اسباب کی ضرورت تھی ان کا فراہم کرنا آسان نہ تھا اور کیونکر ہوتا۔ مگر آفرین باد برین ہمت مردانۂ او۔

ہر حالت میں صبر و استقلال سے کام لیا جس کا نام (یوگ) ہے یہی ایک چیز تھی جس نے ان کے مقاصد کی کامیابی کے لئے خضر بنکر ان کا ساتھ ایسا دیا کہ ترقیوں کے اندازوں نے چال بدلی۔ منزل مقصود کو پہنچا دیا۔ اور دنیا میں نام رہگیا۔

چونکہ فرائض مذہبی کی اشاعت اُس وقت تک ناممکن تھی جب تک تلوار پر اپنا قبضہ نہ کیا جائے یہی وجہ تھی کہ گرو صاحب کو سلطنت مغلیہ سے بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ اور اکثر اوقات اپنے ہم قوم یعنی ہندو راجاؤں سے بھی جنگ آزمائی کی نوبت آئی جو نفسانیت یا خانہ جنگی کی بنا پر نہ تھی۔ بلکہ جاہدوا فی سبیل اللہ کی برق جہندہ تھی۔ اس رسم جہاد کے موجد گرو صاحب ہی نہ تھے بلکہ دنیا کی تاریخوں کے کالم اس سے بھرے پڑے ہیں۔ کہ جب کوئی ہادی کسی قوم یا ملک کی ہدایت کے لئے منجانب اللہ مقرر ہوا ہے تو اس کو مجبوراً اس رسم کی پابندی اختیار کرکے اُن لوگوں سے جو خدا کو بھولے ہوئے ہیں مقابلہ پر آمادہ ہونا اور میدان جدال و قتال گرم کرنا پڑا ہے اس کا ثبوت سب سے زیادہ اسلامی تاریخوں سے ملسکتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت یوشعؑ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے زمانۂ رسالت میں بھی کیسے کیسے مغازی کی نوبت پہنچی ہے۔ علیٰ ہٰذا مذہب ہنود کے اوتاروں میں بھی مہاراج سری رامچندر جی مہاراج سری کشن جی وغیرہ کو کیسی کیسی تیغ آزمائیوں کی ضرورتیں واقع ہوئیں۔ الحاصل یہ خونریزی یا تیغ زنی محض اصلاح بنی نوع کے لئے ہوتی ہے نہ کہ بہ نظر بدخواہی۔

الغرض مذہبی تعلیم میں گرو صاحب نے زندگی کو ہر صورت میں ہستیٔ لایزال کے رنگ میں رنگنے کی ہدایت کی اور ایسا ہی ہوا کہ چراغ سے چراغ روشن ہوا۔ مذہبًا انھوں نے سب کو ایک خدا کی طرف رجوع ہونے کی تعلیم دی۔

درشن کا دروازہ کھولدیا - اور وہی مقصد اصلی تھا جو خلافت کے سلسلے میں پایا
اور دربار حکومت میں بار ملا - گرو نانک صاحب سلام علیہ جو ادب و دانش اور عرفان
و تصوف کے پتلے تھے اُن سے موروثی میراث ہاتھ آئی - اسی مسئلہ توحید کی
حمایت ہے جس نے انھیں ہندو کے علاوہ اہل اسلام کی نظر میں بھی صاحب عظمت
بنا دیا - اور ابتک مسلمانان ہند جو کچھ بھی فن تاریخ سے دلچسپی رکھتے ہیں -
ان کی مذہبی تعلیم کو نہایت وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں - گرو صاحب کو ناہوں یا
واقفان دونوں میں ایک خدا سے ظہور پذیر ظاہر ان کی آواز کے آثار معلوم ہوتے تھے
وسم گرنتھ میں خود ہی فرماتے ہیں -

ہندو اور ترک کوئی رافضی امام شافعی
مانس کی جات سبے ایکے پہچانبو -

اس تعلیم سے ظاہر ہے کہ گرو صاحب کو نہ ہندوؤں سے مخالفت تھی نہ مسلمانوں
سے تعصب بلکہ ہندو میں اتحاد اور قومیت کے اصول کی اشاعت گرو صاحب کی
تعلیم کا اصل الاصول تھا - انھیں اصول کی اشاعت کیلئے گرو صاحب نے چھوٹی
ذات والوں کو سب سکھوں کے ساتھ برابری کا درجہ دیا - اس اہم اور متبرک کام
جس کی بنا گرو نانک صاحب نے ڈالی تھی اور یکے بعد دیگرے سب گرو صاحب
اس کو ترقی دے رہے تھے - دسویں گرو کے وقت میں مکمل ہو کر ہندو قوم میں
از سر نو روح پھونکدی اور رجحان والدین اور روحانیت کے اس مسئلے کو جو صفحہ
دل سے حرف غلط کی طرح مٹنے والا ہی تھا تازہ کر دیا - اور باوہ پستی کے وہم
گمان جو دلوں پر چھائے ہوئے تھے ہوا ہو کر اڑ گئے -

اب بھی اگر تمام ہندو قومیں سکھوں کو جزو لاینفک سمجھیں اور قومی رشک
مذہبی تعصب سے یار کو اغیار کی صورت نہ سمجھیں تو میں بے جھجک یہ لکھوں گا - کہ

فی الحقیقت صریحاً انصاف کا خون کرنا ہے۔ پر یہ کہ وہ اب بھی آپ کو بھولے ہوئے ہیں

اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ بعض گرو صاحبوں نے ہند و قوم کی سیوا۔ اور بہبود و ترقی کی ان تھک کوششوں میں اپنی عمریں گنوا دیں اور جان سی عزیز شئے نثار کر دی۔ بالخصوص گرو گوبند سنگھ صاحب نے اپنے پیارے باپ اور اپنے لخت جگر نور نظر اسی قوم کے لئے بھینٹ چڑھانے میں ذرا بھی تامل نہ کیا۔

ہاں بھائیو! کیا اب بھی آپ گرو گوبند سنگھ صاحب کی دل سے عزت نہ کریں گے۔ کیا آپ اُن کو اپنی طرح ایک معمولی دل و دماغ کا سیدھا سادھا سپاہی سمجھیں گے کیا آپ اُن کو بادہ پرست فقیری وردی والا صحرا نشین مانیں گے۔ کیا تم باوجود اس کے کہ تم میں اسوقت ہر طرح سے اُلوالعزمی اور عالی حوصلگی اور تخت و دولت و حکومت کے ہوتے ہوئے اور علم و فضل کے میدان میں اپنے کو یکتائے روزگار نہ سہی منتخب روزگار سمجھے جا سکنے پر بھی ایک شمہ بھر وہ کام کر سکتے ہو۔ بخدا ہیں سچ عرض کرتا ہوں محال! محال!! محال!!! ایثار رجال کارے دارد۔

وائے برحال ہمارے کہ ہم اب بھی ایسے مہاتما۔ مہا پرش۔ گرو جی کے سچے دل سے سیوا نہ کریں۔ اور اُن کے پیرو بننے میں پس و پیش کریں۔ اور اُن کے زبردست احسانات کو نسیاً منسیاً کر کے محسن کشی کے مصداق بنیں۔

گرو مہاراج نے ایثار و سرا فریضہ یعنی تعلیم اخلاق جس طور پر ادا کیا ہے اس کا ایک نمونہ اُنھیں کی مختصر سی نظم سے ظاہر ہے جو حسب ذیل ہے۔

نمک حلال ناتھ کا کرئے | مرن جیون اسیچ پہ دو دھرئے
آگے سرگ نہ ایہاں جس | سات منھی تان کے سر بس

سوامی کہ جو رن دھ تیا گے ― اینہاں نند برگ تہہ آگے
جوسن سکھ ہوئے تیا گت پران ― سیپھل جنم تان کو تو جان
تان کو ناس گیدہ نہ کبھی ― نمکحرام جان تج دیہی

اسی زبردست تعلیم کا اثر ہے کہ آج تک سکھ قوم اپنے بادشاہ وقت برطانیہ کے ساتھ کیسی کیسی وفاداری اور نمک حلالی کا ثبوت دیکر مورد تحسین و آفریں ہی ہوئی ہے۔ اور اپنے بادشاہ امپر آف انڈیا پر جان و مال سے تصدق ہونے کے لئے ہر وقت مستعد ہے۔

گرو مہاراج کا سب سے بڑا احسان ہم پر اور ہمارے ملک پر یہ ہے کہ اپنی تعلیم کے لئے ناندیڑ منتخب فرمایا۔ اور اپنی عمر کا بڑا حصہ یہیں بسر کرکے آخر اس سرزمین کو آسمان کا ہم پایہ بنا دیا۔ اور اپنے متبرک اور نورانی قدموں سے رہتی دنیا تک چار چاند لگا دئے آپ کے گرو دوارہ نے اس زمین کو وہ عزت بخشی جو ہمارے لئے موجب فخر و ناز ہے اور ہم اپنی خوش قسمتی پر جس قدر مباہات کریں بجا ہے۔

۲۵ صفر سنہ ۱۳۳۵ھ ۔ ۸ اسفندارمذ سنہ ۱۳۲۶ ف ۔ ۲۱ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء روز پنجشنبہ

صبح کو وقت معمولی پر بیدار ہو کر ناشتے سے فارغ ہوا۔ حکیم احمد علی صاحب سے ملاقات کی آج درد کمر کی شکایت معمول سے زیادہ تھی۔ اس وجہ سے باندرے خود نہ جا سکا۔ ثاقب صاحب کو نذرانہ وغیرہ دیکر روانہ کر دیا۔ ایک معروضہ بغرض حصول اجازت روانگی بلدہ ملاحظۂ بندگانعالی میں روانہ کیا۔ دوپہر کو خاصے کے بعد قیلولہ کرکے تین بجے بیدار ہوا۔ اور اسی وقت حضرت پیر ابراہیم صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پانچ بجے کے بعد وہاں سے واپس ہو کر مشاغل

ضروریات میں مصروف رہا۔ شب کے گیارہ بجے حسب الحکم ایوان مبارک پر حاضر ہوا اعلیٰحضرت نے براہ بندہ نوازی ارشاد فرمایا کہ بلدے میں پلیگ کی دو سو سے بھی زیادہ تعداد ہو گئی ہے۔ لہذا میں بلدے نہ جاؤں اور بچوں کو اور نیز اپنے کو خواہ مخواہ ہلاکت میں مبتلا نہ کروں۔ بلکہ ورنگل کو جب سواری جائے تو میں بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب وہیں حاضر ہو کر سعادت حاصل کروں۔

۲۶ صفر ۱۳۳۵ھ ۔ ۹ ابہمن ۱۳۲۶ف ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۶ء ۔ روز جمعہ

صبح کو حسب عادۃ بیدار ہو کر چاء نوشی سے فارغ ہوا۔ حکیم احمد علی صاحب سے ملا۔ اور بچوں کو ہمراہ لے کر تاج محل ہوٹل کو گیا۔ دس بجے واپس آکر کاغذات اسٹیٹ دیکھتا رہا۔ دوپہر کو خاصے سے فارغ ہو کر حسب الحکم دو بجے ایوان مبارک پر حاضر ہوا۔ پونے چار بجے واپس ہو کر سٹٹنگ کا کام کرتا رہا۔ چھ بجے کے قریب صاحبزادہ محمد عبید اللہ خانصاحب جرنل ریاست بھوپال مجھ سے ملنے کو آئے۔ قاری محمد سلیمان صاحب بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ صرف یہ اُن کی تواضع کی اس لئے کہ یہ مقررہ ملاقات نہ تھی۔ بلکہ وزٹنگ کارڈ چھوڑنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ واپسی کے وقت جرنل صاحب ممدوح نے فرمایا کہ وہ اور کسی وقت ملیں گے بعد مغرب ضروریات سے فرصت حاصل کر کے آٹھ اور نو کے درمیان شرکت ڈنر کی عزت حاصل کی۔ آج کے ڈنر میں گورنر صاحب اور اُن کی لیڈی صاحبہ۔ سر جہانگیر بیارنٹ اور لیڈی جہانگیر مہاراجہ گائیکواڑ بڑودہ اور گورنر صاحب کے اسٹاف کے تین چار عہدہ دار اور اعلیٰحضرت کے اسٹاف کے لوگ ایسے جملہ تیس مہمان مدعو تھے۔ ایک بجے واپس آکر آرام کیا۔

۲۷ صفر ۱۳۳۵ھ ۔ ۲۰ بہمن ۱۳۲۶ف ۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۱۶ء ۔ روز شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فرصت حاصل کر کے حکیم احمد علی صاحب عباسی طبیب کا اپنے بڑے داماد اور نواسے یعنی فرزند میر خورشید علی کو جو زیادہ علیل ہیں دکھایا۔ اور حکیم صاحب کو ہمراہ لے کر تاج محل چلا گیا۔ وہاں سے گیارہ بجے واپس آیا تو نواب لیاقت جنگ بنگلے پر میرے انتظار میں ٹھیرے ہوئے تھے اُن سے ملاقات کر کے بارہ بجے کھانا کھایا۔ اسی اثناء میں بارگاہِ خداوندی سے ایک کشتی شیرینی کی باعث سرفرازی ہوئی۔ ابھی قیلولے کے لئے تیار ہی ہوا تھا کہ طلبی کا فرمان صادر ہوا۔ دو بجے اپنے بنگلے سے روانہ ہو کر ایوان مبارک پر پہنچا۔ اور تا دیر باریابی کی عزت حاصل رہی تین اور چار کے درمیان واپس ہوا اپنی روانگی کے متعلق جو ایک معروضہ لکھا تھا اُس کے گزراننے کی نوبت بھی نہ پہنچی۔ زبانی ہی عرض کر کے حسب منشاء فرمان حاصل کیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ نواب فخر الملک بہادر دوشنبہ کو اور بندگانعالی کی سواری مبارک سہ شنبہ کو اور میں چار شنبہ کو روانۂ ورنگل ہوں گا لیکن میں نے یہ عرض کی کہ بوجہ علالت نبسیہ اور فرزند شاید منگل کو نکل نہ سکوں۔ اِس لئے ادب سے عرض کی کہ دو روز کی اور مہلت ملجائے کہ تا افاقہ ہوتے ہی لیکر حاضر ہوں چنانچہ یہ درخواست منظور ہوئی۔ آج دوپہر کو ڈاکٹر پوٹر کو بھی بلا کر تاراچند بڑے داماد اور میر خورشید علی میرے منجھلے داماد کے فرزند خواجہ معین اللہ کو جو بیمار ہے دکھایا۔ چار کے بعد شرط کے میدان میں حسب الحکم اعلیحضرت گیا۔ گورنر اور لیڈی صاحبہ اور اعلیحضرت بھی تھے وہاں سے چھ بجے واپس آکر کاغذات اسٹیٹ دیکھتا رہا۔ کچھ سٹنگ کا کام کر کے شب کو وقت معینہ پر کھانا کھا کے آرام کا ارادہ ہی تھا کہ حضرت پیر ابراہیم صاحب قبلہ کی

جانب سے شیخ عبدالحسن صاحب آئے اور حضرت کا عزم صبح کو مہابلیشور کا ظاہر کیا۔ چونکہ میں نے اُس وقت جا کر حضرت سے ملنا بوجہ اپنی کوفت کے مناسب نہ سمجھا۔ لہذا اُنکو رخصت کر کے اسی تردد میں تھا کہ میرے داماد اور نواسے کے متعلق حکیم احمد علی صاحب و ڈاکٹر لوٹر وغیرہ سب کی یہ رائے ہے کہ نہ ان مریضوں کو ریل کا سفر ابھی مناسب ہے نہ اس مکان میں رہنا۔ یکایک خیال آیا۔ کہ جب حضرت پیر صاحب عزم مہابلیشور فرماتے ہیں تو بنگلہ شاید خالی رہے گا۔ یہ امر ذہن نشین ہوتے ہی شب کے بارہ بجے ثاقب صاحب کو حضرت کی خدمت میں بغرض حصول اجازت روانہ کیا۔ کچھ دیر کے بعد واپس ہو کر گزارش پیش کی معلوم ہوا کہ حضرت نے نہایت فراخ دلی اور کشادہ پیشانی سے اجازت عطا فرمائی ہیں نے فوراً ایک شکریہ کی چٹھی لکھکر دوبارہ ثاقب صاحب کو بھیجا۔ اُنھوں نے وہاں پہنچکر چٹھی پیش کی اور بغرض صفائی بنگلہ و درستی فرش و فرنیچر وغیرہ صبح کے ساڑھے پانچ تک وہیں قیام کیا۔ میں نے ثاقب صاحب کو دوبارہ حضرت کی خدمت میں روانہ کرنے کے بعد آرام کیا۔

۲۸ صفر ۱۳۳۵ھ ۱۲ بہمن ۱۳۲۶ف ۲۴ دسمبر ۱۹۱۶ء روز یکشنبہ

علی الصباح عادۃً بیدار ہوا اور ضروریات سے فارغ ہو کر باہر آیا۔ ثاقب صاحب نے بنگلے کی تیاری کی کیفیت بیان کی۔ میں نے اُن کو حکم دیا کہ گیارہ بجے باربرداری اور سواری کی موٹریں منگوا کر نقل مکان کا انتظام کیا جائے۔ اور خطوط نویسی میں مصروف ہو گیا۔ اسی عرصہ میں معلوم ہوا کہ میرے منتظم انگریزی بھی جو ایک ہفتے کی رخصت لے کر حیدرآباد گئے تھے واپس آگئے۔ اُن کو بلا کر چند تاروں کے مسودے دئے۔ کہ ان کو صاف کر کے ابھی ارجنٹ روانہ

کردیں۔ ہنوز میں خطوط لکھ ہی رہا تھا۔ کہ حکیم احمد علی صاحب آگئے۔ اُن سے ملاقات
کی مریضوں کو دکھایا۔ نقل مکان کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور تا دیر تخلیہ میں اُن سے
گفتگو کرتا رہا حتیٰ کہ گیارہ بجے وہ رخصت ہوئے۔ ثاقب صاحب نے بتعمیل حکم باربرداری
کی موٹروں پر سامان لدوا دیا۔ اور پانچ موٹریں کرایہ کی علاوہ ذاتی موٹروں کے
حاضر کیں جنہیں میرے محلات اور بچے وغیرہ سوار ہو کر ایک بجے حضرت کے بنگلے
میں آگئے۔ دو بجے حسب الحکم شبینہ ایوان مبارک خداوندی پر حاضر ہونے کو تھا
کہ حکم آیا چار بجے حاضر رہوں۔ تبدیل لباس کر کے قیلولہ کرنا چاہتا تھا۔ کہ پھر
آدمی آیا اور حکم پہنچا کہ فوراً ڈیوڑھی پر حاضر رہوں چنانچہ ڈیوڑھی پر حاضر
ہو کر باریابی سے عزت حاصل کی اور چار بجے اپنے قیام گاہ پر واپس آیا اور
ثاقب صاحب کو اسی بنگلے کے قریب جو جگہ ہیں کسی دوسرے مختصر سے مکان
کے بھی انتظام کا حکم دیا۔ حکیم مقصود علی خاں صاحب سے جو دہلی ہو کر ابھی یہاں
آئے تھے۔ ملا۔

قریب نصف شب تک کتب بینی اور اسکیچنگ وغیرہ میں مشغول رہ کر آرام کیا۔

۲۹ صفر ۱۳۳۵ھ ۲۲ بہمن ۱۳۲۶ف ۲۵ دسمبر ۱۹۱۶ء روز دوشنبہ

صبح کو حسب معمول بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی باہر آیا۔ حکیم
احمد علی صاحب سے جو ساڑھے نو کی گاڑی میں سوار ہونے والے تھے ملاقات
کی معلوم ہوا کہ نواب فخر الملک بہادر شب کی گاڑی میں سوار ہو کر ورنگل
گئے۔ اور بندگانعالی کی سواری مبارک چار بجے روانہ ہوگی۔ اس عرصہ میں قاری
محمد سلیمان صاحب آگئے۔ اُن سے اور حکیم مقصود علی خاں صاحب سے اور برزو جی
جیا بھائی والے سے نیز اُن کے ہمراہ پنڈت مہادیو نجومی سے ملاقات کی۔

آرام کیا۔ آج ہی شب کی میل میں حکیم مقصود علیخاں صاحب روانۂ بلدہ ہوگئے۔ عبدالرزاق جوان راجہ پلٹن کو بھی جو کل مجروح ہوا تھا۔ ایک اور جوان ساتھ کرکے بلدی بھجوادیا۔

ترجمۂ قطعہ

ہے علم مرے ساتھ رہوں گا میں جہاں
گھر میں جو رہوں تو رہے گا مری ساتھ

دل ظرف ہے جوف کا مگر نام کہاں
بازار میں ہوں گا تو رہیگا وہ وہاں

ایضاً

شاکر ہوں اُسی پہ جو ہے مقسوم مرا
احسانِ خدا جو وقت گزرا ابتک

اپنا ہر کام میں نے رب کو سونپا
آیندہ بھی ایسا ہی کریگا مولیٰ

۱۳؍ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۵ھ — ۶؍ بہمن سنہ ۱۳۲۶ف — ۲۹؍ ڈسمبر سنہ ۱۹۱۶ء — روز جمعہ

صبح کو حسب عادت بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت حاصل کی اور بیماروں کو دیکھکر باہر برآمد ہوا۔ (نیو ایر سال نوعیسوی) کی مبارکبادیں کارڈ اور اپنی تصویر جو چاروں بچوں کے ساتھ اُترواکر کارڈوں پر چھپوائی تھی وہ کارڈ معزز احباب عیسائی کی خدمت میں روانہ کرنے کا انگریزی منتظم کو حکم دیا۔

دوسری تصویریں خود انتخاب کرکے نامزد کیں۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب جو میری فیملی ڈاکٹر اور نظم جمعیت سرکار عالی کے سرجن ہیں۔ میری حسب الطلب آج صبح کی میل میں بلدے سے

آئے۔ اُن سے ملاقات کی اور بچوں کو جو بیمار ہیں دکھایا تعلقہ پرتُورسے جو ملازمین آئے ہوئے تھے اُن کو واپسی کا حکم دیا۔ دوپہر کو کھانا کھاکر کچھ یونہیں ساقیلولہ کیا تھا کہ مادھو پنڈت صاحب نجومی آگئے اُن سے ملا۔ اُسیوقت حضرت نوری باواصاحب آغائی ابو العلائی مع چند مریدین کے جنمیں کچھ میمن اور ایک پارسی تھے تشریف لائے اور تادیر قیام کیا۔ اثنا ءگفتگو میں مجھے اپنی طرف سے کل کی دعوت دی۔ اُنکی واپسی کے بعد میں نے ڈاک دیکھی۔ بعدہ کچھ پینٹنگ کا کام کرکے وقتِ معینہ پر کھانا کھایا۔ اور ایک نظم لکھی جو مندرجۂ ذیل ہے بعد اُس کے آرام کیا۔

نظم

حاضر حاضر ہوں تو ہے مولیٰ میرا
ای برتر و عالی ہے بھروسا تجھ پر
خوشحال وہی جو رہے شب بھر بیدار
کچھ اُسکو برائی ہے نہ ہے بیماری
تاریکی خلوت میں جو روتا ہی کوئی
کہتا ہی خدا اُس سی کہ ای بندے مرے
ہیں تیری صدا کے سب فرشتے مشتاق
تیری لئے نعمتیں ہیں جنت میں دھری
کیوں ڈرتا ہی مانگ لے ہی سب کچھ موجود

بندی پہ کرم کر تو ہی اُس کا ملجا
تو جس پہ ہی مہربان وہی ہی خوشتر
اور حق سی مصیبت کا ہو شاکی ہر بار
جس دل کو عنایات ہوں تیری پیاری
ہوتا ہی اُسی شخص سے مالک راضی
تو میری حمایت میں ہی کیا خوف تجھے
بخشش کیلئے ہی تیری زاری تریاق
ہے خوشخبری تیری لئے خوشخبری
اللہ ہوں میں اور ہوں تیرا معبود

مولیٰ کا ہے واسطہ تجھے اے مولیٰ
کر شاد غریب کی بھی مقبول دعا

۴ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ | ۲۷ بہمن ۱۳۲۶ف | ۳۰ دسمبر ۱۹۱۶ء | روز شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر چاء ناشتے سے فرصت پاتے ہی بچوں کو دیکھنے گیا۔ باہر آکر نیو ایرس کیلئے تصویریں منتخب کر رہا تھا۔ کہ ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے مجھ سے ڈاکٹر پورٹر کے یہاں تک جانیکی اجازت اس غرض سے طلب کی کہ وہاں ایک اپریشن ہونیوالا تھا۔ میں بھی ڈاکٹر صاحب کو لئے ہوئے چلا گیا۔ ہنوز دروازے سے باہر بھی نہ ہونے پایا تھا کہ نواب اقتدار یار جنگ یکایک بلدے سے آگئے۔ اُن سے صرف دعا سلام کرکے ڈاکٹر پورٹر کے یہاں گیا۔ وہاں سے واپس آکر معلوم ہوا کہ نرسنگھ گیر صاحب گشائیں ملاقات کو آے تھے۔ مگر واپس گئے اور قاری محمد سلیمان صاحب موجود ہیں۔ غرض قاری صاحب سے ملاقات کی اُنکی واپسی کے بعد صاحبزادہ محمد عبید اللہ خانصاحب کے پاس سے میوے کی تین کشتیاں آئیں۔ نواب اقتدار یار جنگ سے بلدے کے حالات دریافت کرتا رہا۔ دوپہر کو کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہو کر باہر آیا۔ اور حکیم سید محمد یوسف اصفہانی سے جو یہاں انجمن البلاغ کے سکرٹری ہیں۔ ملاقات کی آدمی ذی علم ہیں۔ نوری باوا صاحب نے کل دعوت دی تھی۔ ارادہ مصمم تھا کہ بعد مغرب جاؤں گا۔ مگر شانوں کے درد نے مجبور کر دیا۔ آخر معذرت نامہ لکھکر بھجوا دیا۔ اور صاحبزادہ محمد عبید اللہ خاں صاحب کو شکریئے کا خط لکھا۔ اس کے بعد مشاغل ضروری اور کھانے سے فارغ ہو کر آرام کیا۔

۵ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ | ۲۸ بہمن ۱۳۲۶ف | ۳۱ دسمبر ۱۹۱۶ء | روز یکشنبہ

صبح کو معمولاً بیدار ہو کر ضروریات سے فرصت حاصل کی۔ بیماروں کو دیکھا۔ ڈاکٹر

محمد حسین اور نواب اقتدار یار جنگ سے ملا۔ کاغذات دیکھے کچھ سننگ کرکے دوپہر کو کھانا کھایا۔ شانہ کے درد کے باعث آج دوپہر کو سویا نہیں۔ وقتِ مقررہ پر چاء نوشی کی اور موٹر میں سوار ہو کر صاحبزادہ محمد عبید اللہ خاں صاحب کے بنگلے پر گیا۔ بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ قریب چھ بجے کے واپس ہوتے وقت نواب لیاقت جنگ کی جو نقرس میں مبتلا ہیں عیادت کو گیا۔ وہاں سے آکر ڈاکٹر پورٹر سے جو بچوں کے معالج ہیں ملا۔ انھوں نے خواجہ سلیم اللہ کو دیکھکر کہا کہ بفضلہ تعالیٰ طبیعت بہت اچھی ہے۔ بعدہٗ مشاغل معمولی میں مصروف رہکر وقت معینہ پر کھانا کھا کر آرام کیا۔

۶ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ۲۹ بہمن ۱۳۲۶ف غرہ جنوری ۱۹۱۷ء روز دوشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فرصت پاتے ہی بیماروں کو دیکھا۔ ڈاکٹر محمد حسین سے ملا۔ چند امرتسری بھجنی آئے تھے اُن کے بھجن سُنے۔ پنڈت مہادیو نجومی سے ملاقات کی۔ بچوں اور خورشید علی کو ہمراہ لیکر باندرے گیا۔ بعد واپسی کے کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ بیدار ہو کر بغرض شرکت مجلس حال و قال۔ حضرت نوری باوا صاحب کیلئے بمقام مارٹونگا موٹر بھیجی۔ اگرچہ مجلس کا وقت چار بجے کا تھا لیکن اُن کے انتظار میں سات بجے کے بعد قوالی شروع ہوئی۔ مگر وہ شریک نہ ہو سکے۔ چونکہ صرف ایک تھی وہ بھی معمولی۔ لہٰذا آٹھ بجے مجلس ختم ہو گئی۔ بعد ختم مجلس کاغذات دیکھتا رہا۔ اور شب کو وقتِ معینہ پر کھانا کھا کر آرام کیا۔

۷ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ۳۰ بہمن ۱۳۲۶ف ۲ جنوری ۱۹۱۷ء روز سہ شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوا۔ اور بیمار بچوں کو دیکھکر باہر آیا تو

[illegible] کی تاریخ جو عنایت نامہ ورنگل سے آیا تھا آج [illegible] صبح وقت لکھا [illegible] صاحب
[illegible] ہوئے تھے [illegible] جنگ [illegible]
سے ملاقات کی۔ کچھ کاغذات دیکھے۔ دوپہر کو کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہو کر
ڈاکٹر [illegible] الدین کو بلایا۔ اخبار بھی [illegible] کا کام کر کے شب کی ٹرین میں ڈپوٹی
اخبار [illegible] کو معروضہ اعلیحضرت میں گذراننے کے لئے ورنگل روانہ کیا۔ اور وقتِ معینہ پر
کھانا کھا کر آرام کیا۔

۸ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ غرہ اسفندار ۱۳۲۶ف ۳ جنوری ۱۹۱۷ع روز چہار شنبہ

صبح کو وقتِ معمولی پر بیدار ہو کر ناشتے و چاء وغیرہ سے فارغ ہوتے ہی بیماروں کو دیکھا۔ الحمد للہ اب دونوں بچوں کو صحت ہے۔ ڈاکٹر محمد حسین سے ملاقات کی۔ سیلون کے انتظام کیلئے عزیزی میر خورشید علی کو تاکید کر دی۔ کاغذات دیکھے۔ دوپہر کو کھانا کھا کر نواب لیاقت جنگ کے پاس گیا۔ اُن کی عیادت بھی کی اور سیلون کے متعلق بھی دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ سردست ریزرو سیلون کا انتظام بالکل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ بہت سی معمولی گاڑیاں بند ہو گئی ہیں۔ صرف ایک میل ٹرین شب کو اور ایک پاسنجر دن کو جاتی ہے۔ اُسمیں مسافروں کی اتنی کثرت ہوتی ہے کہ ریزرو سیلون ایک بھی لگانا غیر ممکن ہے۔

وہاں سے واپس آکر کچھ یونہیں سا قیلولہ کیا۔ اور حیدر آباد۔ اورنگ آباد کو تار دلوائے بلدے کے تار سے جو لچھمن راؤ جمعدار نے بھیجا ہی معلوم ہوا کہ طاعون ہی دو موتیں کرمن گھاٹ کے باغ میں ہوئیں۔ اور ڈیوڑھی میں چوہے گرے۔ کاغذات و تار وغیرہ دیکھکر بعدا دائی جوابات وقتِ معینہ پر کھانا کھاکر آرام کیا۔

۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۵ھ — ۲ اسفندار سنہ ۱۳۲۷ف — ۴ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء — روز پنجشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فرصت حاصل کی۔ برآمد ہوا ڈاکٹر محمد حسین کی ملا ڈبوں کے انتظام کیلئے عزیزی خورشید علی اور مسٹر کارنش اور بربزجی کو تاکید کر دی۔ پھر خود ہی اسٹیشن پر گیا۔ اور کوشش کی الحمد للہ کہ ایک فرسٹ ایک سکنڈ ایک تھرڈ کا بندوبست ہو گیا۔ بعد واپسی کے کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہو کر کاغذات دیکھے۔ مقامات ضروری پر تار روانہ کئے۔ شب کے ۹ بجے میل ٹرین میں عزیزی تاراچند روانہ ورنگل ہوئے۔ شب کو اخبارات وغیرہ دیکھ کر ذیل کی نظم لکھی اور وقتِ معمولی پر کھانا کھا کر آرام کیا۔

نظم

اب وہ زمانہ نہیں دوستی و مہر کا
ہو گئی گم راستی ہائے یہ کیا ہو گیا

ٹوٹ گئی ہر امید ہو گئے سب نا امید
ہائے مرے کبریا ہے یہ نیا ماجرا

دوست بھی ایسا دیا مجھ کو زمانے نے ہائے
جو کہ ہے پیماں شکن جس میں نہیں کچھ وفا

مجھ کو کریگا غنی۔ میرا خدا ایک دن
ایک سی حالتیں کب رہتی ہیں فقر و غنا

لذت و آرام کو جیسے نہیں ہے قیام
ایسے ہی سختی کو بھی کب ہے ثبات و بقا

پاک ہے وہ دوستی جو ہے خدا کیلئے
ہوتی بدی سے نہیں الفت دل باصفا

دیکھتا ہوں دوست سے گر کوئی امر خلاف
اس سے وہیں درگزر کرتی ہے میری حیا

خلق میں گر دیکھئے کوئی بجز خلق بد
ہے نہیں ایسا مرض جسکی نہ ہو کچھ دوا

نبھایا ہے دوستی پوری بھی ہر جنیکی
ان کی محبت مگر کہتی نہیں ہے وفا

دوست بھی تک ہیں وہ کام نہ جبتک پڑے	ہوتے ہیں فوراً عدو جب کہ ہو نازل بلا
سامنے کرتے ہیں مدح اور نظر جب پھری	ہونے لگیں غیبتیں کہنے لگے سب برا
مر گئے [illegible] وفات سرورِ کل خلق سے	ظلم و ستم میں ہوئے چھوٹے بڑے مبتلا

قولِ جنابِ علی شاد ہے سب راست راست
پند ہے یہ قیمتی اس میں نہیں شک ذرا

۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۵ھ ۲۴ اسفندار سنہ ۱۳۲۶ف ۵ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء روز جمعہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر چاء نوشی سے فارغ ہوا۔ بچوں کو دیکھا۔ اردشیر سنتوک کمیشن ایجنٹ اسٹیشن کا کارڈ پیش ہوا۔ اُن سے ملاقات کی سیلوں کے انتظام کے لئے چند ہدایات خود اسٹیشن پر گیا۔ اور ایک فرسٹ کلاس دو سکنڈ کلاس ریزروڈ کا پورا بندوبست کرکے واپس آیا۔ صاحبزادہ محمد عبید اللہ خاں صاحب جرنل ریاست بھوپال کے بچوں کو تحائف بھیجے۔ سامان اسٹیشن پر روانہ کرنے کا حکم دیا۔ دوپہر کو خاصے سے فارغ ہو کر آرام کیا۔ چار بجے بیدار ہوا۔ حکیم محمد ابو یوسف اصفہانی و مولوی عبد اللہ احمد صاحب ہیڈ ٹرانسلیٹر گورنر آفس و ناظم حجاج سے جو ایک لائق شریف مسلمان ہیں ملاقات کی یہ حضرت داغ کے شاگرد بھی ہیں۔ افسوس کہ تنگیٔ وقت کے باعث مجھے کلام سننے کا موقع نہ ملا۔ اور نہ جی بھر کے ملاقات کی۔ سامان اور متفرق آدمیوں کو اسٹیشن پر بھیج دیا۔ ساڑھے سات بجے مع محلات موٹروں میں اسٹیشن بوری بندر پر پہنچا۔ پچاس آدمیوں کو میل میں ساڑھے نو بجے روانہ ورنگل کیا۔ خود اپنے سیلونوں میں جو سائیڈنگ پر کلکتہ کے لئے تھے سوار ہوا۔ بعد فراغ مشاغل ضروری کھانا کھا کر کچھ قطعات کا

ترجمہ عربی سے کیا جو درج ذیل ہے۔ اور اس کے بعد آرام کیا۔

قطعہ

چھوڑ و یہہ ذکر کچھ نہیں بوئی وفا انات میں	باد صبا کا انکا عہد دونوں ہیں ایک سے کہاں
توڑتے دل کو ہیں تری پھر نہیں اسکو جوڑتے	لطف و محبت۔ وفا انکی دلوں میں کہاں

ایضاً

کچھ اور نہیں حاصل اسباب معیشت سے	ہاں ڈال دے ڈول اپنا ہیں ڈول جہاں اتنے
یہہ ڈول کبھی تیرا پانی سے بھرا ہوگا	کیچڑ سے کسی دن تو پائے گا اُسے گدلا۔

۱۱ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۵ھ ۔ ۴ ماہ اسفندار سنہ ۱۳۲۶ف ۔ ۶ ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء ۔ روز شنبہ

صبح کو حسب عادت بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت حاصل کرکے پلیٹ فارم پر برآمد ہوا۔ معلوم ہوا کہ بلدے سے صیغۂ تقسیم کے کارپرواز بغرض تقسیم محلات آئے ہیں تنگئ وقت کی وجہہ سے انکو بھی ہمراہ لیا۔ لچھمن راو کا بھتیجا انکیا تھو راو آیا تھا۔ اسکو بمبئی دیکھنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اور حکم دیا کہ بمبئی دیکھنے کے بعد واپس آئے۔ میری تیسری لڑکی اور اس کا شوہر ابھی چند روز بمبئی میں رہنا چاہتے تھے۔ اسکی اجازت دی۔ اور دس بجے بوری بندر سے روانہ ہوکر کلیانی سے برخوردار تارا چند کو۔ بذریعۂ تار اپنی روانگی کی اطلاع دی۔ بلدے سے آئی ہوئی ڈاک دیکھی۔ دوپہر کو

کھانا کھایا۔ ڈاکٹر محمد حسین کو اپنی سیلون میں بلوالیا۔ کچھ یونہیں سا قیلولہ کرکے اٹھ بیٹھا اور مناظر قدرت کی سیر اور کچھ کتب بینی کرتا رہا۔ بچوں سے جی بہلاتا ہوا نو بجے شب کے ڈھونڈ جنکشن پر پہنچا۔ یہاں خداوند نعمت کا تار وصول ہوا۔ جس کا یہ منشا تھا کہ بمبئی میں جب تک میں چاہوں قیام کرسکتا ہوں کوئی سرکاری کام نہو نیکے باعث ورنگل میں ابھی حاضری کی ضرورت نہیں۔ تا وقتیکہ یاد فرمائی نہو۔ اسلئے سیلون کٹوادئے۔ بیگیج کا سامان اتروا کر کھانا کھایا۔ خاص خاص مقامات کو بغرض دریافت آب وہوا تار دئے۔ ورو کمر و شانہ کی وجہ سے نیند بہت ہی کم آئی۔ تاہم کچھ دیر کیلئے بستر پر گاڑی کے اندر ہی آرام کیا۔

۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ	۵ اسفندار ۱۳۲۶ف	۷ جنوری ۱۹۱۷ء	روز یکشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ کاغذات دیکھے۔ ڈاکٹر محمد حسین کو بلوایا۔ اول وقت کھانا کھاکر گیارہ بجے ڈھونڈ سے منماڑ کو روانہ ہوا۔ سیلون میں قیلولہ کیا۔ بیدار ہوکر کچھ نقلیں لکھیں۔ جو درج ذیل ہیں۔ پھر ڈاک دیکھتا ہوا ساڑھے پانچ بجے شام کے منماڑ پہنچا۔ ضروری تار دلوائے کھانا کھاکر آرام کیا۔

نظم

کرکے زمیں میں دفن جسم پاک محبوبؐ خدا
ہوگا جہاں میں غم ہمیں اب کسکے مرنیکا بہلا

واحسرتا ہم سے جدا شاہِ دو عالم ہوگئے
تا عمر پائینگے نہ ہم اب مثل اُنکا دوسرا

اپنے پرائے کیلئے وہ مثل اک قلعہ کے تھے
محفوظ تھے اعدا سے ہم وہ تھے ہمارے پیشوا

نورِ ہدایت پاتے تھے ہم لوگ اُنکی دید سے — پیشِ نظر رہتے تھے ہم لوگوں کے وہ صبح و مسا

جب چھپ گیا وہ آفتاب اندھیر دنیا ہوگئی — تاریک تیرہ ہوگیا دن بھی شبِ غم سے سوا

صد حیف پہلوئے مبارک اور وہ نازک پسلیاں — پاکیزہ تر وہ جسم کیا خاکِ لحد میں اٹ گیا

بعدِ وفاتِ مصطفیٰ ابتر ہوا لوگوں کا حال — کشتی تلاطم میں پڑی سر پر نہیں ہے ناخدا

دنیا باین وسعت نظر آنے لگی ہے تنگ تر — اہلِ زمیں کی آنکھ سے جب آپنے پردہ کیا

نازل مصیبت وہ ہوئی غم جسکا ٹٹنے کا نہیں — جیسے شگافِ سنگ کا ملنا نہیں ممکن ذرا

اس رنج کو سمجھو نہ کم ٹوٹی ہوئی ہڈی کبھی — جُڑتی نہیں جُڑتی نہیں ہوتی نہیں اُسکی دوا

وقتِ نماز آتا ہے جب سب کو اُٹھاتا ہے بلال — لے لیکے نام مصطفیٰ دیتا ہے وہ پیاری صدا

کرتی ہیں سب قومیں طلب میراث میت سربسر — میراث میں ہمکو ملا علم نبی نورِ ھدی

لکھا علی نے مرثیہ ناشاد ہوکر شاد جب
سب نے کہا واحسرتا واحسرتا واحسرتا

ترجمہ قطعہ

ملتی نہیں سعی سے کسیکو دولت — ہوتے ہیں غنی جو نہیں کرتے محنت

کوشش سے کوئی جمع کیا کرتا ہے — ملجاتی ہے دشمنوں کو وہ سب دولت

اک صاحبِ علم اور ہے اک جاہل — یہ دونوں برابر نہیں ہوتے حضرت

غصہ تو زمانے پہ کرے یا شکوہ — ہے اپنے ہی واسطے وہ رنج و آفت

اچھا بھی کہے تو سب سمجھتے ہیں بُرا — محتاجی سے ہوتی ہے بشر کو ذلت

مردہ نہیں وہ چھوڑی جو اس دنیا کو — مردہ ہے وہی جسکو ہو اُسکی الفت

ہے قول یہی ابن ابی طالب کا
اے شاد تہ دل سے کر اس کی عظمت

ترجمۂ قطعہ

پن گھٹ پہ پیا دنیا کے بہم عیش و تعب
دنیا نہیں ساتھ دیتی عاقل کا اگر
ہر طرح کے حادثہ میں صابر ہوں میں
میں خوب سمجھتا ہوں کہ اس دنیا میں

اک ڈول جو نعمت ہی تو اک ڈول بلا
وہ صبر نہیں ہاتھ سے جانے دیتا
پتھر سے سوا سخت جگر ہے میرا
رہتی ہے نہ راحت نہ مصیبت اصلا

کر اس پہ عمل ہو سکے تجھ سے جب تک
ارشاد یہ ہے شاد شہ مرداں کا

ترجمۂ قطعہ

پرہیز کر دنیا سے تو در اصل اس دنیا کا گھر
اسکی صفائی پر نہ جا۔ ہاں مان لے میرا کہا

ای شاد ہے جائی فنا جائے بقا ہرگز نہیں
وہ بھی مصیبت خیز ہی راحت فزا ہرگز نہیں

ایضاً

اچھا ہی سب دنوں میں شنبہ کا دن
گر قصد شکار کا ہو دل میں پیدا

اتوار ہے تعمیر کو بیشک بہتر
گر پیر کو تو کرے سفر اچھا ہے
پچھنے جو لگائے تو لگا منگل کو
گر چاہے دوا کرے کوئی فردِ بشر
بہتر ہے پنجشنبہ حاجت کے لئے
شادی جو کرے کوئی تو جمعہ ہی نیک

اس روز ہوئی ہے خلقتِ سقفِ سما
حاصل فتح و ظفر ہو حاجت ہو روا
اسکی گھڑیوں میں خوں کا ہے اجرا
اچھا ہے مبارک ہے اُسے دن بدھ کا
اُس روز دعا کر نیکو ہے حکم خدا
لذت کے حصول کو یہ دن ہے اچھا

اس علم سے واقف نہیں کوئی لیکن
جو خود ہو نبی یا کہ وصی ہو اُس کا

ایضاً

محفوظ رکھا ہم نے نبی کو جہاد میں
آئے وہ جب چراغِ ہدایت لئے ہوئے
نام تھے ہم رسولؐ کے اور چند باخرد

اُن گمرہوں سے جنکو ادب اک ذرا نہ تھا
طاعت گزار ہو گئے ہم لوگ بر ملا
جسوقت اُن سے پھر گئے تھے سارے اشقیا

ایضاً

ڈھونڈ عورت دوسری دے زالِ دنیا کو طلاق
پھیرتی ہے پیٹھ اپنی جب کہ نکلی آرزو

یہ بڑی بیباک ہے طالب سے رکھتی ہے نفاق
شادیہ ہے بیوفائی میں بڑی سفاک و طاق

ایضاً

عاشق دنیا ہے پھرا ہی تجھ سے رخ دنیا کا ہاں	دیکھکر تو پشت اسکی ہو گیا نا دم بیکماں

۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۵ھ ۲۶ اسفندار سنہ ۱۳۲۶ف ۸ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء روز دوشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ ساڑھے نو بجے روانۂ اورنگ آباد
ہوا۔ روانگی سے کچھ دیر پہلے میرے منتظم انگریزی تار دیتے کو جا رہے تھے۔ کہ تار میں
الجھکر گرے۔ اور دست چپ کا پہنچا اُتر گیا۔ ڈاکٹر محمد حسین نے فوراً چڑھا کر پٹی باندھی
بارہ بجے اسٹیشن اورنگ آباد پر پہنچکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شہر میں طاعون ہے
صرف چھاؤنی محفوظ ہے۔ مسٹر کارنش کو بنگلے کی تلاش میں چھاؤنی بھیجا۔ مگر کوئی
بنگلہ نہ ملا۔ جس ٹرین میں آیا تھا اُسی میں فرسٹ اسسٹنٹ رزیڈنٹ میجر چنیوآف
حیدرآباد بھی تھے۔ جو الوال سے آرہے تھے اُن سے معلوم ہوا کہ الوال کی آب وہوا
ابھی تک صاف ہے غرض اورنگ آباد سے اور بھی ضروری تار دیکر
منماڑ سے روانگی کے وقت ورنگل سے تار آیا۔ کہ شام کے آٹھ بجے کے قریب
عزیزی میر خورشید علی کے لڑکا پیدا ہوا۔ دوپہر کو کھانا کھا کر آرام کیا۔ وقت
معمولی پر بیدار ہوکر ڈاکٹر محمد حسین کو بلوایا۔ چہ میگوئیاں رہیں۔ اور معمولی مشاغل
سے فرصت حاصل کرکے روانگی پرتور کا جو میری جاگیرات کے علاقے میں ہے۔
حکم دیا۔ ٹکٹوں اور لگیج وغیرہ کے انتظام کے بعد بارہ بجے ٹرین وہاں سے اسٹارٹ
ہوکر اڑھائی بجے شب کے داخل پرتور ہوئی۔ اُسوقت آرام کیا۔

۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۵ھ ۲۷ اسفندار سنہ ۱۳۲۶ف ۹ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء روز سہ شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر پلیٹ فارم پر برآمد ہوا۔ امام الدین تعلقدار سے جو حاضر

اسٹیشن تھے ملا۔ پرتور کی کیفیت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ خاص قصبے اور گرد و نواح کے دیہات میں طاعون ہے وہ نگر گمی سے ؟؟ صرف اسٹیشن کے قریب و جوار کا مقام محفوظ ہے۔ محبوب بنگلے میں جاکر ناشتا کیا۔ یہ بنگلہ حضرت بادشاہ مرحوم کی زندگی میں باجازت حضرت بنوا یا گیا تھا۔ اسواسطے اُسی نام مبارک سے نام سے موسوم کیا گیا۔ چونکہ یہ بنگلہ نہایت مختصر ہے۔ لہٰذا کل محلات کو اسمیں نہ ٹھیرا سکا جنکی ضرورت زیادہ تر وہاں ٹھیرانے کی پائی گئی۔ اُن کو اُتار دیا معصوم علی اپنے معتمد سابق کو جواب پربھنی تعلقۂ سرکار عالی میں منصف ہیں۔ یہاں آنیکے لئے تار دیا۔ رقم کے انتظام کیلئے تعلقدار صاحب کو تاکید کیگئی۔ اور چند ضروری تار یہاں سے بھی روانہ کئے۔ علاقۂ ہٰذا کے طائفے سلام کیلئے حاضر ہوئے۔ مجرے کی اجازت چاہی بعد حصول اجازت گیارہ بجے سے ایک بجے تک اُنکا گانا ہوتا رہا۔ ایک بجے برخاست کا حکم دیا۔ میں نے کھانا کھاکر قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہوکر رعایا کی نذریں لیں۔ ڈاکٹر محمد حسین کی رخصت ختم ہو گئی تھی اسوجہ سے ساڑھے چار بجے رخصت ہوکر بلدہ گئے۔ اسکے بعد پھر گانا ہوتا رہا۔ اپنے مشاغل معمولی سے فرصت حاصل کی شب کے گیارہ بجے محمد معصوم علی پربھنی سے آئے کھانا کھاکر آرام کیا۔

۵ ماہ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ۱۰ ماہ اسفندار ۱۳۲۶ف ۱۰ ماہ جنوری ۱۹۱۷ء روز چہارشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی محمد معصوم علی سے ملا۔ اسکے بعد امام الدین تعلقدار نے رعایا کو پیش کیا۔ اسمیں کچھ لوگ جدید نذریں داخل کرنے کو آئے تھے۔ نذریں لیں۔ اور سب کو دوشالے تقسیم کئے طائفوں نے مجرے کی اجازت چاہی۔ اُنکو اجازت دیگئی۔ مجرا شروع ہوا۔ ایک بجے کھانا

کھا کر آرام کیا۔ چار بجے بیدار ہوا معلوم ہوا کہ معصوم علی اس ٹرین میں واپس گئے۔ پھر پلیٹ فارم پر برآمد ہوا۔ رعایا نذر کے لئے حاضر تھی نذریں لیں دوشالے اور پگڑیاں تقسیم کیں۔ تقریباً آٹھ بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس سے فارغ ہو کر کھانا کھایا۔ اور کچھ نظمیں جو ترجمانِ دل تھیں اُردو فارسی میں لکھیں یعنی ابتدائی سفر سے میری یہ آرزو تھی کہ میں دربار اجمیر میں حاضر ہو کر سعادت حاصل کروں۔ مگر جب بمبئی سے واپس ہوا تو ناامیدی ہوگئی۔ ادھر شوق کا تقاضا کہ اجمیر چل۔ اُدھر مجبوریاں سدِ راہ کہ ابھی نہیں اسی کشمکش میں دلی جذبات کو منظوم کیا۔ چنانچہ درج ذیل ہیں۔ اور وقتِ معینہ پر آرام کیا۔

نظم

کیوں مجھی اتنا ستاتے ہو ارادہ کیا ہے
کچھ تو فرماؤ خدا کے لئے منشا کیا ہے

میں تڑپتا ہوں شب و روز زیارت کیلئے
پوچھتے کیوں نہیں آخر سبب اسکا کیا ہے

بے نیازی کی اداؤں کے تصدق جاؤں
شان یہ سب سے انوکھی مری آقا کیا ہے

اتنی دور آکے زیارت سے رہوں میں محروم
یہ ستم مجھ پہ نیا اے مرے مولا کیا ہے

آہ و زاری پہ بھی آتا نہیں کچھ رحم تمھیں
پوچھتے یہ بھی نہیں ہو کہ تمنا کیا ہے

آرزو یہ ہے کہ اتنا ہی کبھی پوچھیں آپ
کہدے اے شاد کہ مجھسے تجھے کہنا کیا ہے

اب دکھا دیجئے للہ وہ گنبد
مرض دل کا مرے اور مداوا کیا ہے

بات تو یہ ہے کہ اسوقت مری بات رہی
ورنہ بیکار ہی سرکار یہ دھندا کیا ہے

خود وہ طالب ہی طلب اپنی ہی اپنا مطلوب
شاد یہ کھیل ہی کیا اور تماشا کیا ہے

رباعی

یارب بپئے مصطفےٰ وآلِ اطہار
از آفتِ طاعون بپناہ خود دار
غیر از درِ تو ہیچ درے دیگر نیست
کس نیست بجز ذاتِ تو یار و غمخوار

ایضاً

یارب ز تو می گوییم و ہم می گرییم
زیرا کہ دوا نیست پے از رنج و الم
واپس زدرت مکن تو بے نیل مرام
جز ذاتِ تو کس نیست پناہِ دو عالم

ایضاً

فریاد کہ اے خواجہ یہ ہوتا کیا ہے
فریاد کہ اسوقت ارادہ کیا ہے
اجمیر کو بلواو مجھے شاد کرو
یا صاف بتادو اپنا منشا کیا ہے

ایضاً

ہر سمت ہی طاعون کہاں جاؤں کہو
تجھے ہیں مری ساتھ یہ مشکل دیکھو
بلوالو اب اجمیر تغافل کب تک
ہاں دامنِ عاطفت میں اپنے جا دو

ایضاً

آیا ہوں بمبئی سے میں اب پر تور
ہے دل میں تمنا کہ مناؤں میں بسنت

ڈھارس تھی یہ دل کو کہ بلا لینگے حضور
چاہیں گر آپ تو نہیں ہے کچھ دور

ایضاً

خواجہ مری ہاں شاد کو اب بلوالو
ہے آپ کی دوری سے بہت ہی ناشاد

لِلّٰہ نہ محروم اُسے جانے دو
ہاں شاد کو دلشاد کرو شاد کرو

ایضاً

طاعون ہے شہر میں بھلا جاؤں کہاں
بچے ہیں میرے ساتھ چھوٹے چھوٹے

ٹھیرا ہوں بمبئی سے آکر میں یہاں
ہے آپکا دربار بس اب دارالاماں

ایضاً

اب اپنی طرف یہاں سے بلوالو مجھے
کس سے کہیں احوال وہ اپنے دل کا

قربان تمہارے میں تمہارے صدقے
مشہور جو ہو چکے تمہارے بندے

ایضاً

مولیٰ مری رکھنا نہ مجھے اب محروم
آقا ہو مری اور ہو میرے مخدوم

واقف ہو شاد کی دلی حالت سے ۔ ہے کونسی بات جو نہیں ہے معلوم

ایضاً

بلوائیے اجمیر کو اب یا مولیٰ ۔ ایسا نہ ہو محجوب ہوں پیش اعدا
دنیا نہ چڑھائی مجھ کو یہ کہکر ۔ ای شاد کہا کیا تھا ہوا ظاہر کیا

ایضاً

خواجہ مری جلد آکے خبر لو میری ۔ خواہش ہی شب روز فقط اتنی ہی
جا کر یہ کروں عرض در اقدس پہ ۔ صد شکر ہوئی آج تمنا پوری

رباعی فارسی

ای خواجہ طلب نما بہ اجمیر مرا ۔ تا پیش کنم بسنت با صدق و صفا
تا زندہ دریں دھر بمانند و ابد ۔ از شاد ہمیں است شب و روز دعا

۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۵ھ ۔ ۹ اسفندار سنہ ۱۳۲۶ف ۔ ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء ۔ روز پنجشنبہ

صبح کو حسب عادۃ بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی پلیٹ فارم پر برآمد ہوا ۔ امام الدین تعلقدار ۔ محمد عثمان امین پولیس کا سلام لیا ۔ رات کے

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی پلیٹ فارم پر برآمد ہوا۔
ورنگل اور بلدے کے تاروں کا جواب دیا۔ کچھ دیر تفریحاً گانا سنکر کاغذات دیکھے
دوپہر کو کھانا کھاکر قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہوکر تعلقدار صاحب سے ملا۔ انھوں نے
کچھ رعایا کو پیش کیا۔ نذریں لیں۔ دوشالے اور پگڑیاں تقسیم کیں۔ اسی عرصے میں
حضوری عنایت نامہ شرف صدور لایا۔ اور بعد مغرب تار بھی آیا جس میں ورنگل
آنیکی مع فیاملی اجازت حاصل ہوئی۔ خدا کا شکر بجا لایا۔ روانگی کے انتظام کا
حکم دیا۔ ایک تار مولوی احمد حسین صاحب صدرالمہام اور ایک عزیزی خورشید علی
اور ایک لچھمن راو اور ایک معصوم علی صاحب کو بھیجی دیا۔ گیارہ بجے شب کی
گاڑی میں عزیزی دیبی پرشاد اور نراین پرشاد کوہ مولی سے بوجہ کثرت طاعون
مع فیاملی یہاں آئے انسے ملا۔ وہاں کی حالت دریافت کرکے تین بجے شب کی
گاڑی میں بجرنگ کو جو بلدے سے کچھ اسباب ضروری لیکر آیا تھا۔ واپسی کا
حکم دیا۔ اور وقت معینہ پر کھانا کھاکر آرام کیا۔

۸ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ۔ ۱۱ اسفندار ۱۳۲۶ف ۔ ۳ جنوری ۱۹۱۷ء ۔ روز شنبہ

صبح کو پانچ بجے بیدار ہوکر ناشتے سے فارغ ہوتے ہی پلیٹ فارم پر برآمد ہوا
عزیزی اقبال چند کو اور کلیمی شاہ صاحب۔ خواجہ حسن نظامی صاحب لچھمن راو کو
تار دلوائے۔ روانگی کے انتظام کا حکم دیا۔ معروضے کا مسودہ لکھکر صاف کرنیکے لئے
ثاقب صاحب کو دیا گیا۔ ڈاک دیکھی۔ مولوی احمد اللہ صاحب اول تعلقدار اورنگ آباد
سے ملاقات کی۔ عزیزی دیبی پرشاد و نراین پرشاد سے ملا۔ امام الدین صاحب
تعلقدار نے رقم داخل کی۔ دوپہر کو کھانا کھاکر آرام کیا۔ کچھ یونہیں سا قیلولہ کرکے

بیدار ہوا۔ ضروری ہدایات کرکے روانگی کی تیاری کی ساڑھے چار بجے ٹرین اسٹارٹ ہوئی۔ پولیس نے باقاعدہ سلامی دی۔ وہاں سے روانہ ہوکر چھ بجے پربھنی پہنچا۔ اسٹیشن پر معصوم علی صاحب منصف تمام عہدہ داران اور وکلاء اور تاجرین وغیرہ ہر قسم کے معززین شہر بغرض استقبال فراہم تھے۔ اسٹیشن پر آکر سیلون کٹوا دئے۔ اور جس جگہ اُنھوں نے باقاعدہ کرسیوں وغیرہ کا انتظام کر رکھا تھا وہاں بیٹھا۔ سب سے پہلے مولوی وحید الدین صاحب اول تعلقدار پربھنی نے زاں بعد مولوی ابوالحمید صاحب آزاد صدر منصف مولوی معصوم علیصاحب منصف مولوی محبوب علیصاحب تحصیلدار مولوی صدیق احمد صاحب فہیم و دیگر طبقۂ وکلاء و اہلکاران و تجار نے باری باری نذریں دکھائیں۔ اور انور علیصاحب انور نے مدحیہ قطعہ پڑھا جسکی نقل درج ذیل ہے۔ اس کے بعد اول تعلقدار صاحب نے ہار پہنایا۔ وہ جلسہ برخاست ہوا۔ مگر سب معززین پھر بھی تھوڑی دور یعنی میرے ساتھ یہاں تک سیلون سائیڈنگ پر آئے۔ جہاں زنانے سیلون کے مقابل میں معصوم علیصاحب نے ایک خیمے اور قناتوں کا معقول انتظام کیا تھا۔ محلات کو ڈیرے میں اُتارا کھانے کی بھی تیاری اُنھیں کی طرف سے تھی موجودہ حالت کے اعتبار سے قلیل وقت میں جو کچھ کیا بیشک اُن کے حُسن انتظام پر دال تھی۔ (۹) بجے ڈاکٹر عبدالرحمن کو اپنے سیلون میں بلوالیا۔ اور کچھ نظم لکھی اور اسکیچ ڈائرکٹر کیلئے وقت معینہ پر آرام کیا۔

قطعہ

ای خوشا بخت ای خوشا طالع	یہ کرامات ہے یہی اعجاز
مجھسا ناچیز و خستہ و دلریش	مجھسا اک مبتلائے سوز و گداز

مجھسا بے یار و یاور و ہمدم
اِسطرح مورد عنایت ہو
دیکھ اے آسمان کجرفتار
جاگے قسمت کہاں لڑی میری

مجھسا بیکار و بے پر و پرواز
اِسطرح یک بیک ہیں اعزاز
دیکھ اے چرخ عَربدہ پرواز
کسنے مجھ کو کیا ہے سرافراز

ہے مہاراجہ کی عنایت سے
آج آنور موقر و ممتاز

وہ مہاراجہ جو ہے مہر شرف
وہ مہاراجہ جسکی چشم کرم
وہ مہاراجہ جسکا جود و نوال
وہ مہاراجہ سرکشن پرشاد
جس کی ہر نظم ایک سلکِ گہر
اس عطایا و سرفرازی سے
سیر پنجاب اور رباعیات
اُس کی ہر شعر نثر دل کش ہے
نور معنی سے دونوں ہیں معمور
دونوں مفتاح مایۂ دہلی۔
ہر رباعی کے حسن بندش سے
شکر اللہ کا کہ گھر بیٹھے
صلۂ خاص وہ ہوئی ہے عطا

وہ مہاراجہ جو ہے ذرہ نواز
بینواؤں پہ ہے ہمیشہ باز
ہے زمانے میں آج کل ممتاز
جسکے ہے ہر کمال میں اعجاز
جس کی ہر شعر، نثر روح نواز
جاگ اُٹھا بخت بڑھ گیا اعزاز
دونوں ہیں دلکشی میں مایۂ ناز
اِسکا ہر قطعہ، قطعۂ دمساز
حسنِ مضموں سے دونوں ہیں ممتاز
دونوں مصباح مجلس شیراز
شش جہت مرحبا سے پُرآواز
سیر پنجاب سے ہوا ممتاز
حسن صورت پہ کرتی ہے جو ناز

سچ تو یہ ہے کہ اُس نے دکھلا دی
ہے سویدای چشم اسکا سواد
اللہ اللہ یہ ہے زورِ قلم
جوڑ بند حرف کے انور
نقطے ہیں نقطۂ دلِ محمود
کاش ہوتا مرے نوشتہ کا
پیچ قسمت کے سب نکل جاتے
سر مہاراج کا قلم اُٹھتا۔
سرفرازی کا شکر ادا ہو کیا
ہوں مہاراج یا خدا محمود

خوبیِ قدِ مصرعِ خانِ طراز
ہر کشش ہے نظر فریب انداز
دائرے سب ہیں صورتِ اعجاز
کسقدر ہیں نفیس و خوش انداز
دائرے ہیں کہ پیچ زلفِ ایاز
ایسا ہی دلنشیں نشیب و فراز
گردشِ خامہ سے جو ہوتا ساز
میری تقدیر کا بھی کھلتا راز
ہاں دُعا ہے مگر بعجز و نیاز
ملے انور کو افتخار ایاز

فتنۂ دہر سے رہیں محفوظ
بخت و اقبال و جاہ و عمر دراز

دلا تا چند حرصِ دین و دنیا شرم دار آخر
بشو یکسو ہوائی این و آں از سر برآر آخر
صبا آورد پیغام وصال آں نگار آخر
اشارت با بشارت بہار رسید از کوی یار آخر
بنوش و ہم بنوشاں ساغری کاں پر زمی باشد
کہ وقتِ فرصتِ روز بہار آید بکار آخر
بذات او فنا شو از بقای خویشتن بگذر
بجز این رہ نخواہد شد وصالِ آں نگار آخر
بملکِ عشق چوں منصور عارف کار فرما شو
بجوش آمد انا الحق گفت سر بر زد بدار آخر

رسیدی بر در مقصد نشستی بر سر مسند
دعای صبحگاہی شاد می آید بکار آخر

۱۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۵ھ ۱۲ اسفندار سنہ ۱۳۲۶ف ۴ جنوری سنہ ۱۹۱۷ع روز یکشنبہ

چونکہ صبح کو پانچ بجے پانچ منٹ پر گاڑی کے اسٹارٹ ہونیکا وقت تھا۔ لہٰذا چار بجے بیدار ہوکر فوراً ضروریات سے فرصت حاصل کی۔ معصوم علیصاحب کو بلوایا۔ انھوں نے اپنے سہ سالہ بچے سے (جو برخوردار خواجہ پرشاد طال عمرہٗ کے مصاحبوں میں نامزد ہے اور روز پیدائش سے منصب پاتا ہے) نذر دلوائی۔ تھوڑی دیر بات چیت کے بعد گاڑی اسٹارٹ ہوئی میں مناظر قدرت کے تماشے دیکھتا ہوا دوپہر تک جی بہلاتا رہا۔ دوپہر کو کھانا کھاکر شاید کچھ منٹوں ہی میں قیلولہ کرکے بیدار ہوا۔ پینٹنگ کا کام کرتا رہا خطوط لکھے۔ پانچ بجے سکندرآباد اسٹیشن پہنچا۔ وہاں طالب الحق صاحب صدر ناظم۔ راجا راو مہتمم خزانہ لچھمن راو جمعدار حاضر تھے۔ ان لوگوں نے نذریں دیں۔ ریزروڈ گاڑیوں کا انتظام جو بذریعہ تار ہو چکا تھا۔ انہیں خود بھی سوار ہوا۔ اور محلات و ضروری اسٹاف کو سوار ہونیکا حکم دیا۔ چونکہ میل سے پہلے لوکل روانہ ہونے والی تھی۔ لہٰذا اسی میں سب سیلون لگا دیے گئے۔ اور ساڑھے چھ بجے سکندرآباد سے چل کر پونے بارہ بجے شب کے اسٹیشن قاضی پیٹھ پر پہنچا۔ چونکہ سکندرآباد سے صوبہ صاحب و عزیزی میر خورشید علی و تاراچند کو تار دیدئے گئے تھے۔ لہٰذا صوبہ صاحب نے باربرداری اور سواری کی گاڑیوں کا اسٹیشن پر انتظام کر رکھا تھا لیکن رات زیادہ جانے سے بچے سو گئے تھے۔ لہٰذا میں نے منتظم انگریزی کو حکم دیا۔ کہ اسوقت گاڑیاں واپس کردیجائیں۔ سیلون سائڈنگ پر کھڑے کر دئے گئے انہیں آرام کیا۔

۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۵ھ ۱۳ اسفندار سنہ ۱۳۲۶ف ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۱۷ع روز دوشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ ایک آدمی کو میر خورشید علی کے پاس بغرض اطلاع وانتظام سواری و باربرداری روانہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے دونوں داماد یعنی تاراچند و خورشید علی اسٹیشن پر آگئے۔ اُن سے حالات دریافت کر رہا تھا۔ اطلاع ملی کہ محمد دستگیر صاحب تحصیلدار حضور آباد کو صوبہ صاحب ورنگل نے باربرداری و سواری کی گاڑیاں دموٹر لیکر بھیجا ہے۔ اُن سے ملا۔ اُن کے بعد ہی سوم تعلقدار ورنگل عبد الباسط خاں صاحب خلف عبد الباقر خاں صاحب کمیل بھی (جو میرے یہاں معتمد عدالت ہیں) آگئے۔ غرض سامان اور اسٹاف کو روانہ کرکے محلات کو سوار کرایا۔ اور خود بھی مولوی محمد علی صاحب صوبہ دار ورنگل کی موٹر میں سوار ہوکر اپنے اُس بنگلے میں جو بفرمان خداوند نعمت میرے لئے قریب کیمپ شاہی مقرر تھا پہنچا۔ وہاں علاوہ بنگلے کے متعدد خیمے بھی نصب تھے۔ اور کچھ شیشوں کے مکانات بھی تیار کئے گئے تھے۔ تاہم اپنی ضرورتوں کے لئے ناکافی پاکر صوبہ صاحب سے اور بھی ڈیرے طلب کئے۔ پیشگاہِ ملازمین خداوندی میں اپنی حاضری کا معروضہ روانہ کیا۔ ہنوز کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ کہ خاصے کی کشتیوں اور عنایت نامہ سے سرفرازی ہوئی۔ شکریہ بذریعۂ معروضہ ادا کیا۔ اور کھانا کھا آرام کیا۔ تھوڑی دیر بعد بیدار ہوکر پنٹنگ کا کام کیا۔ ڈاک دیکھی۔ اسی اثناء میں عبد الباسط خانصاحب سوم تعلقدار و تحصیلدار حضور آباد سے ملاقات کی۔ صوبہ صاحب نے جو بٹیر تحفۃً بھیجے تھے اُنکے شکریئے میں ایک نظم لکھی جو درج ذیل ہے۔ اور وقت معینہ پر کھانا کھاکر آرام کیا۔

نظم

صوبہ صاحب نے مجھ کو بھیجے بٹیر	رکھے شاہ۔ اُن کو خواجہ جہر

فکر میں ہوں کہ ان کی جانوں کو | گوشت جنھیں زندگی کا اک سیر
پرورش کرکے لوں خدا سے اجر | پاکروں زندگی سے ان کو سیر
الغرض ہوں اسی کشاکش میں | اس تردد میں گزری اتنی دیر
جان دیں وہ مجھے ملے لذت | اس ہی پر بگڑ رہے اور کیا اندھیر
ان کے حق میں بنوں میں کیوں طاعون | کہ زبردست ہیں ہوا ہے میں زیر
جو کہ اپنے سے زیر ہو اس کو | کس طرح لائیے تہ شمشیر
لطف یہ ہے کہ وہ عدو بھی نہیں | دن دہاڑے مچا و نہیں اندھیر
ہاں دلیری کا لطف جب آتا | سامنے میرے آتا جب دم شیر
میں بھی کرتا مقابلہ اس کا | سر پہ اس کے چلاتا شمشیر
جو زبردست اور موذی ہو | اس کا قاتل ضرور ہوگا دلیر
ہاں مگر حق پرست جو ہیں بشر | بخدا ہوتے ہیں بڑے ہی دلیر
نہیں لیتے عدو سے بھی وہ خون | کبھی کرتے نہیں تہ شمشیر
نفس کو مارنا ہے مشکل کام | ایسے ہی لوگ ہیں شجاع و دلیر
صبر انکا عدو کا قاتل ہے | زندگانی سے ہوتے ہیں وہ سیر
آتا پکا ہوا اگر اے شاد | میں بھی کھاتا سمجھ کے اسکو بیر

ہاں مگر اس سے یہ نہیں مقصد
واسطے میرے لائیں ان کو گھیر

۲۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۵ھ | ۴ اسفندار سنہ ۱۳۲۶ف | ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء | روز سہ شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فرصت حاصل کی۔ باہر برآمد ہو کر ہوا خوری کے طور پر تھوڑی دور ٹہلتا ہوا گیا۔ ثاقب صاحب ہمراہ تھے۔ راہ میں گرد اور عمائد علاقہ نے سلام کیا۔ اُن سے اطراف و جوانب قاضی پیٹھ کے تفصیلی حالات دریافت کرتا ہوا اپنے خیمے تک آیا۔ اتنے میں عبدالباسط خاں صاحب سوم تعلقدار بھی آ گئے۔ اُن سے اور گرداور صاحب اور ثاقب صاحب سے گفتگو کرتا رہا۔ ایک شامیانے کے لئے صوبہ دار صاحب کو لکھا۔ اور ایک ڈیرہ بھی اہلکاران دفتر پیشی کے لئے طلب کیا۔ ثاقب صاحب کو حکم دیا کہ بلدہ جا کر دفتر منتظم پیشی اردو کا جائزہ لیں۔ اور میرے وظائف و دیگر مطالعہ کی ضروری کتابیں بھی جو غلطی سے ہمراہ نہیں آئی تھیں لیتے آئیں۔ اس کے بعد حکیم حامد حسین صاحب رضوی ناظر الاطبا آئے۔ اُنسے ملاقات کی۔ بارہ بجے کھانا کھا رہا تھا کہ حضور میں سے میوے کی کشتی اور دو عنایت نامے سے سرفرازی ہوئی۔ خاصے سے فارغ ہو کر خیمے میں آیا اور معروضہ لکھنے کا قصد ہی کیا تھا کہ ایک اور بھی عنایت نامہ مشعر دعوت ڈنر بتاریخ ۲۲ ہر ربیع الاول یکشنبہ آٹھ بجے شب کے شرف صدور لایا۔ غرض اُسی وقت معروضہ لکھکر داخل کیا۔ کچھ دیر قیلولہ کر کے بیدار ہوا۔ معلوم ہوا کہ شامیانہ آ گیا ہے۔ عزیزی میر خورشید علی کو مقام بتا کر اس کے نصب کرانیکا حکم دیا۔ فوراً نصب ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دوسرا خیمہ بھی آ کر نصب کر دیا گیا میں نے خطوط اور اخبارات دیکھے پنٹنگ کا کام کیا۔ اور شب کو وقت معینہ پر کھانا کھا کر آرام کیا۔

۲۲ ہر ربیع الاول ۱۳۳۵ ہر | ۵ ہر اسفندار ۱۳۲۶ ف | ۱۷ ہر جنوری ۱۹۱۷ء | روز چہارشنبہ

علی الصباح حسب عادت بیدار ہوا۔ حوائج ضروری سے فارغ ہو کر چاء و ناشتے سے

فرصت حاصل کر کے قریب آٹھ بجے کے پیدل ہیں اُس سڑک پر جو اسٹیشن قاضی پیٹھ
کی جانب گئی ہے۔ تھوڑی دور تک بطور ہوا خوری جاکر واپس ہوا۔ اُسوقت معلوم
ہوا کہ ثاقب صاحب بتعمیل حکم پانچ بجے صبح کی میل میں روانۂ بلدہ ہو گئے حکیم
ہری گوبند صاحب جو ورنگل میں آئے ہوئے تھے مجھ سے ملنے کے لئے آئے
اُنسے ملاقات کی۔ حالات شہر دریافت کئے۔ برخوردار خواجہ پرشاد طال عمرہٗ کو
دکھلایا۔ اسکے بعد محل میں گیا۔ بچوں سے دل بہلاتا رہا۔ قریب بارہ کے دوپہر کا
کھانا کھایا۔ اور قیلولے کا ارادہ کر رہا تھا کہ چوبدار حضوری معہ موٹر آیا۔ اور
عرض کی کہ بندگانعالی نے اسیوقت یاد فرمایا ہے اور موٹر سواری کیلئے حاضر ہے
میں نے پوشاک بدلی اور موٹر میں سوار ہوکر ۱½ بجے حضور میں گیا۔ آدھے
گھنٹے تک باریابی کی عزت حاصل کی۔ دو بجے واپس آیا۔ وقت گذر جانیکی وجہ سے
آرام نہیں کیا۔ پنٹنگ کا کام کرتا رہا۔ پانچ بجے ہری پرشاد جو میرے ایک عزیز کے
عزیز ہیں۔ مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ میں اُنسے ملا قریب چھ بجے کے فرحت محل
میں (جو میرے ماموں کی دختر یعنی چوتھی زوجہ ہیں) وضع حمل کے آثار پیدا ہوئے۔
میں نے موٹر بھیجکر خورشید بائی لیڈی ڈاکٹر مس کو جو اتفاق سے آئی ہوئی تھی طلب
کر لیا۔ ۶½ بجے شام کے بفضلہ تعالیٰ دختر پیدا ہوئی۔ میں نے بچم کو حکم دیا کہ
سید محمد جعفر علی مددگار منتظم پیشی صیغۂ اُردو کو طلب کیا جائے۔ اور اذان دلوائی جائے
چونکہ وہ میرے ہی ساتھ تھے اس حکم کی تعمیل کیگئی۔ اور ایک تار حکیم مظہر احمد علی صاحب کو
دیا۔ شب کا کھانا کھا کر پنٹنگ کا کام کرتا رہا۔ ایک بجے چاء پیکر آرام کیا۔

۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ — ۷ اسفندار ۱۳۲۶ف — ۱۸ جنوری ۱۹۱۷ء — روز پنجشنبہ

آج صبح کو موافق عادت کے بیدار ہوا۔ حوائج ضروری و چاء و ناشتے سے

فرصت حاصل کرکے شامیانے میں آکر بیٹھا۔ یہ مقام دو سڑکوں کے درمیان واقع ہے دور تک نظارہ کرتا رہا۔

اس کے بعد محل میں گیا۔ وہاں سے واپس آیا تھا کہ حکیم حامد حسین صاحب میری ملاقات کو آئے تھے۔ انسے ملا۔ وہ رخصت ہوئے۔ میں نے ڈاک و اخبار ملاحظہ کئے عبدالحسین صاحب منتظم انگریزی کو حکم دیا کہ سید محمد حنیف صاحب۔ سلیمان جی۔ لچھمن راؤ کو تار دئے جائیں۔ چنانچہ انہوں نے تاروں کے مسودے پیش کئے۔ میں نے بعد ملاحظہ واپس کئے۔ وہ روانہ کئے گئے۔ دوپہر کا کھانا کھاکر پنٹنگ کے کام میں مصروف رہا۔ دو بجے قیلولہ کیا۔ قریب پانچ بجے کے چاء پیکر محل میں گیا۔ واپس آکر اپنے ڈیرے میں بیٹھا تھا کہ میرے شاگرد پیشہ نے عرض کی کہ بندگانعالی نے یاد فرمایا ہے اور چوبدار حضوری معہ موٹر حاضر ہے۔ میں جلدی سے پوشاک بدل کر آٹھ بجے شب کے ایوان شاہی کو روانہ ہوا۔ ایک گھنٹہ تک باریاب رہا۔ ۹ ½ بجے واپس بنگلے پر آیا۔ اس کے ایک گھنٹے کے بعد مجھکو اطلاع ہوئی کہ مولوی حکیم مقصود علیخاں صاحب و مرزا عمر جان صاحب نقشبندی آئے ہیں۔ میں انسے ملا۔ حالات دریافت کرکے۔ اُن کی راحت و آرام کا سامان مہیّا کر دینے کا حکم دیا۔ اس کے بعد وہ دونوں صاحب اپنی آرامگاہ پر جو انکے لئے اپنے کیمپ میں مقرر کیگئی تھی۔ چلے گئے میں پنٹنگ کا کام کرتا رہا۔ ایک بجے چاء پیکر آرام کیا

۱۳۳۵ھ	۱۳۲۶ف	۱۹۱۷ء	
۲۴ ربیع الاول	۱۷ اسفندار	۱۹ جنوری	روز جمعہ

پانچ بجے صبح کے بیدار ہوا۔ حوائج سے فارغ ہوکر ناشتا کیا۔ چاء پی۔ بعدہ محل میں گیا۔ آدہ گھنٹے کے بعد واپس آکر شامیانے میں بیٹھا۔ مولوی حکیم مقصود علیخاں صاحب

اور مرزا عمر جان صاحب نقشبندی جو میرے پاس کل سے مہمان آئے ہیں۔ اپنی آرامگاہ سے آئے اُن سے مفصل حالات بلدہ کے دریافت کر رہا تھا۔ کہ اتنے میں مولوی عبدالباسط خاں صاحب سوم تعلقدار اور حکیم حامد حسین صاحب رضوی ناظر الاطبا میری ملاقات کو آئے۔ اُن سے ملا۔ اس کے بعد میرے بڑے داماد راجہ تاراچند انبلے جانے والے تھے۔ اُن کو گیارہ بجے کی گاڑی میں رخصت کر کے پھر مولوی صاحب و مرزا صاحب سے بات چیت کرتا رہا۔ بارہ بجے برخاست کی۔ وہ دونوں صاحب اپنی قیامگاہ پر چلے گئے۔ میں نے کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ چار کے بعد بیدار ہوا۔ حکیم مولوی منصور علیخاں صاحب جو میرے استاد ہیں اُن کے وظیفے کے متعلق سفارشی معروضہ داخل کیا۔ چاء پی کر موٹر طلب کی۔ چھ بجے موٹر حاضر ہوئی۔ میں اسوقت اپنے دونوں مہمانوں کو ساتھ لیکر حضرت شاہ محمد افضل بیابانی رحمتہ اللہ علیہ کی مزار پر گیا۔ وہاں بعد فاتحہ راگ سنتا رہا۔ دس روپئے قوالوں کو اور بیس روپئے درگاہ شریف کے خدمت گزاروں کو دیئے۔ سات بجے کے بعد واپس اپنے بنگلے پر آیا۔ آٹھ بجے کھانا کھا کر ڈاک دیکھی۔ اور ٹننگ کے کام میں مصروف ہوا۔ اسی عرصے میں معلوم ہوا کہ ثاقب صاحب کتب لیکر حاضر ہوئے ہیں۔ کتب مع فہرست ان سے طلب کیں اُن کے معروضے سے حکیم احمد علی صاحب کا بھی آنا اور ڈٹننگ روم میں بہ انتظار سواری ٹھہرنا ظاہر ہوا۔ موٹر کا حکم دیا لیکن تیل نہ ہونے سے اس کی تعمیل نہ ہوسکی۔ حکیم مولوی مقصود علیخاں صاحب مرزا محمد عمر جان صاحب سے بات چیت کرتا رہا۔ دو بجے کے بعد چاء پی کر آرام کیا۔

۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۵ھ ۱۸ اسفندار سنہ ۱۳۲۶ف ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء روز شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوا۔ چاء ناشتے سے فرصت پا کر حکیم میر احمد علی صاحب سے ملاقات کی یہ معلوم ہوا کہ میرے دونوں مہمان حکیم مولوی مقصود علیخاں صاحب و مرزا اصغر جان صاحب صبح کی ریل میں روانہ بلدہ ہو گئے۔ حکیم میر احمد علیصاحب سے گیارہ بجے تک بات چیت کرتا رہا۔ کچھ ضروری کام بھی انجام دیکر بارہ بجے کھانا کھایا۔ اسیوقت حضور پر نور نے یاد فرمایا۔ موٹر آئی تھی اسمیں سوار ہو کر ایوان مبارک پر حاضر ہوا۔ ایک بجے کے بعد واپس آیا۔ الحمد للہ کہ میرا کل کا سفارشی معروضہ اسقدر زود اثر ثابت ہوا کہ حکیم مولوی منصور علیخاں صاحب کا وظیفہ سو۱۰۰ روپئے ماہوار مقرر ہو گیا جو انکی تنخواہ تھی۔ زاں بعد سیٹھ سلیمان جی۔ برزو جبا والے سیٹھ چھٹانی راجہ نرسنگ گیرجی۔ حکیم منصور علیخاں صاحب۔ نواب اقتدار یار جنگ اور نانی جان صاحبہ کو تار دلوائے۔ دوبارہ حکیم میر احمد علی صاحب سے جو میری ہی مہمان ہیں ملاقات کی۔ پانچ بجے دن کے پسنجر میں میرے بڑے داماد تاراچند جو بہ ارادۂ پنجاب یہاں سے سکندرآباد گئے تھے بوجہ عدم منظوری رخصت واپس آئے۔ صوبہ صاحب قاضی پیٹھ نے تحفتہً چھ مچھلیاں بھیجی تھیں انکا شکریہ فارسی نظم میں ادا کیا۔ جو درج ذیل ہے۔ ایک آدمی کو ضروری سامان لانیکی غرض سے بلدہ روانہ کرنے کا ثاقب صاحب کو حکم دیا۔ وقت معینہ پر کھانا کھا کر آرام کیا۔

منظوم خط

مُحتشم فرستاد امروز ماہی چو صیاد آورد۔ در دام گیدش	زماہی رساں تا بماہش الٰہی بیفتاد ماہی بحال تباہی

بدستِ اجل جاں سپرد و ز عالم
زششش ثار و زنش بماندیم ششدر
پئے طعمۂ شاد صیاد ظالم
بطبّاخ گرِ اذنِ طبخش رسیدہ

بسوئے عدم گشت فی الفوراہی
کہ ہوزن او صید کم گشت ماہی
بدامش کشید است ماہگیناہی
بہ بے رحمی شاد نبود گواہی

کبابش نمودند و بریخ کردند
کند شاد تا لقمۂ صبحگاہی۔

۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ۱۹ اسفندار ۱۳۲۶ف ۲۱ جنوری ۱۹۱۷ء روز یکشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی حکیم سید احمد علیصاحب سے ملاقات کی۔ اسی اثناء میں حبیب احمد صاحب مدنی مقیم ہنمکنڈہ بھی ملنے کیلئے آئے۔ اُن سے ملا۔ اور بطور دعوت پچیس روپیہ دیکر رخصت کیا۔ ڈاک دیکھی۔ کچھ سٹنگ کا کام کرکے بارہ بجے خاصے سے فارغ ہوکر قیلولہ کیا۔ تھوڑی دیر میں بیدار ہوکر چائے نوشی کی اور موٹر میں سوار ہوکر ورنگل کے تالاب تک ہواخوری کو گیا۔ بعد واپسی ضروری کاغذات دیکھے۔ اور آٹھ بجے شب کے حسب فرمان خداوندی جو ڈنر صاحب عالیشان یعنی رزیڈنٹ بہادر بلدے کو منجانب حضور پرنور دیا گیا تھا اسمیں شرکت کی عزت حاصل کی۔ دس بجے کے بعد واپس ہوکر حضرت پیر ابراہیم صاحب قبلہ کو بغرض انتظام مکان تار دلوایا۔ کچھ خطوط لکھے۔ چائے پیکر آرام کیا۔

۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ۲۰ اسفندار ۱۳۲۶ف ۲۲ جنوری ۱۹۱۷ء روز دوشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا اور باہر آیا۔ سڑک پر تھوڑی دیر تک سواری کو ٹہلتا ہوا جاکر واپس آیا۔ ثاقب صاحب ہمراہ تھے اُنسے بلدے کی کیفیت دریافت کرتا رہا۔ واپسی کے بعد زیر شامیانہ بیٹھا۔ حکیم میر احمد علیصاحب سے ملاقات کی۔ ڈاک دیکھی منتظم انگریزی کو ریلوی اسٹیشن پر گاڑیوں کے انتظام کیلئے بھیجا۔ خاصے سے فارغ ہو کر قیلولے کا ارادہ تھا کہ حضور اقدس نے یاد فرمایا۔ فوراً موٹر میں سوار ہو کر حاضر ہوا تقریباً ایک گھنٹے تک باریاب رہا۔ بعد واپسی بھی وقت گزرجانیکے باعث جاگتا ہی رہا۔ اور کاغذات ضروری دیکھے۔ پھر حکیم میر احمد علیصاحب سے ملاقات کی۔ اور حضرت شاہ محمد افضل سیابابی ؒ کے مزار پر فاتحہ کے لئے جاکر قریب آٹھ بجے کے واپس آیا۔ شب کو کھانے سے فارغ ہو کر ثاقب صاحب کو حکم دیا کہ راجہ بہادر نرسنگگیر کے نام ایک خط بغرض انتظام مکان بمبئی کو لکھکر حسامی صاحب کو روانہ کردیں۔ چنانچہ اُسیوقت اُس حکم کی تعمیل ہو گئی حسامی صاحب کو پچاس روپئے مصارف کے دیکر علی الصباح پانچ بجے کی میل میں روانہ ہوسکنے کی تاکید کردی گئی۔ دو بجے کے بعد آرام کیا۔

۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ	۱۲ اسفندار ۱۳۲۶ف	۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء	روز سہ شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ شامیانے میں آیا حکیم احمد علیصاحب سے ملاقات کی۔ دس بجے تک اُن سے ضروری بات چیت کرکے اُن کو رخصت کیا۔ وہ روانہ بلدہ ہوئے۔ اسی اثناء میں حکیم حامد حسین صاحب رضوی ناظر الاطباء آگئے۔ اُن سے ملاقات کی۔ بارہ بجے خاصے کے لئے محل میں گیا۔ اُسی وقت بندگان عالی کا عطیہ ایک کشتی خاصے کی آئی۔ بعد کھانے کے کچھ دیر قیلولہ کیا۔

بیدار ہو کر بچوں سے جی بہلاتا رہا۔ پینٹنگ کا کام کیا۔ خطوط لکھے تا بہ جوائے وقتِ معینہ پر آرام کیا۔

۲۹ ہر ربیع الاول سنہ ۱۳۳۵ھ ۲۲ ہر اسفندار سنہ ۱۳۲۶ف ۴ ہر ۲ ہر جنوری سنہ ۱۹۱۷ء روز چار شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوا۔ اور شامیانے میں آیا۔ نواب فخر الملک بہادر کو نظم میں خط لکھا جو درج ذیل ہے۔ کاغذات ملاحظہ کیے۔ ڈاک دیکھی۔ ضروری خطوط تحریر کیے۔ دوپہر کو کھانا کھا کر آرام کیا۔ بیدار ہو کر چائے نوشی کی۔ حضوری عنایت نامہ شرف صدور لایا۔ جواباً معروضہ لکھکر گزرانا۔ آج شام کو سواری مبارک نہضت فرمائے بمبئی ہونے والی تھی مگر لنگم پلی اور شنکر پلی کے درمیان میں ریل کی پٹری خراب ہو جانے کی وجہ سے عزم فسخ ہو گیا۔ جمعہ کا ارادہ مصمم قرار پایا۔ چھ بجے کے قریب حضرت افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ بعد واپسی ثاقب صاحب کو حکم دیا کہ نواب فخر الملک بہادر کے پاس وہی منظوم خط جو صبح کو لکھا تھا کسی آدمی کے ہاتھ پانچ بجے کی میل میں روانہ کر دیں۔ ازاں بعد ضروری کاغذات دیکھتا رہا۔ اور وقت معینہ پر کھانا کھا کر آرام کیا۔

منظوم خط

فخر الملک عنایت فرما
اپنی بپتی کو رقم کرتا ہوں
بمبئی سے جو ہوئے رخصت آپ

شاد رکھے تمھیں میرا مولیٰ
حال کچھ زیب قلم کرتا ہوں
چھٹ گیا حیف جو تھا میل ملاپ

کس مصیبت سے گزاری میں نے ‏ | ‏ پندرہ روز قیامت کے سے
نہ تو سرکار کے دیکھے اقدام ‏ | ‏ نہ تو وہ آپ کا روئے گلفام
ایک بچہ مرا بیمار ہوا ‏ | ‏ ایک نبیرہ تھا علیل اُس سی سوا
سخت مشکل سے یہ بیمار بچے ‏ | ‏ کیسے افضال ہیں اُس مولیٰ کے
بعد صحت کے ارادہ یہ کیا ‏ | ‏ چل کے پھر کھاؤں دکن کی میں ہوا
کرلیا زاد سفر سب یکجا۔ ‏ | ‏ گاڑیوں کیلئے بھی حکم دیا
ریل والے نے دیا صاف جواب ‏ | ‏ ایک گاڑی بھی نہیں ملنے کی جناب
کچھ بھی احباب کی کوشش نہ چلی ‏ | ‏ رد ہوئی سعی خفی اور جلی
آخرش جا کے ملا افسر سے ‏ | ‏ اُس کو شیشے میں اُتارا میں نے
کہتے ہیں قاضی حاجات اِسے ‏ | ‏ سب خدائی میں ہیں بندے زر کے
دو ہی سیلون ملے اُس پر بھی ‏ | ‏ جو زمانے کو بھی تھے ناکافی
سب کو ان گاڑیوں میں نے بھرا ‏ | ‏ گوسفندوں کا ہو جیسے منڈا
نہ رہی میرے لئے کوئی جا ‏ | ‏ تو طلب تیسرا سیلون کیا۔
اب تو کی ایسی رکھائی اُسنے ‏ | ‏ اُڑ گئے ہوش بھی میری سر سے
زر بھی کیا چیز ہے۔ اے شان خدا ‏ | ‏ اور کچھ دیکے رضامند کیا
یہ نہ ہوتا تو نہ آتا واپس ‏ | ‏ سیرِ دریا ہی میں رہتا میں بس
ایک سیلون ملا پھر مجھکو ‏ | ‏ اس کے بھی کرلئے پڑے حصے دو
تاہم اس کو بھی غنیمت جانا ‏ | ‏ شکر اللہ کیا میں نے ادا
دیا سرکار کی خدمت میں تار ‏ | ‏ اور کی عرض کہ میں تم پہ نثار
حکم پاؤں تو ورنگل آؤں ‏ | ‏ ورنہ میں اور طرف کو جاؤں
دے چکا تار جب اس مضمون کا ‏ | ‏ شہ کا فرمان اُسیدن پہنچا۔

تین دن پہلے کا تھا یہ فرمان　　اور یہ حکم ہے تھا اس کے عیاں
کہ ابھی واں سے روانہ میں نہوں　　بمبئی اور کوئی دن ٹھیروں
کیا کہوں میں کہ ہوا پھر کیا حال　　دل بنا مورد آلام و ملال
جائے ماندن ہی نہ پائے رفتن　　ہیچ جائے نہ برائے رفتن
پھر کیا عرض کہ میرے سرکار　　تھک گیا بمبئی سے اب کے بار
اس پہ طرہ کہ گرانی تھی وہاں　　اب رہی طاقت پرواز کہاں
لکھ کے اتنا ہوا راہی میں تو　　ٹھان لی دل میں کہ جو ہو سو ہو
ڈھونڈ پر رات کو جب میں آیا　　تار سرکار کا میں نے پایا
جس سے ارشاد تھا شہ کا میرے　　کہ وہ نگل سے رہوں اور پرے
پھر پلٹتے ہی میں منماڑ گیا　　قول مومن کا ہوا سب پورا
جو کچھ اس وقت بلانے چاہا　　وہ فلک نے نہ خدا نے چاہا
الغرض کوئی نہ چھوڑا صحرا　　سیر کرتا رہا صحرا صحرا
آکے صد شکر میں پہنچا پر تور　　جو کہ جاگیر مری ہے مشہور
اور یہاں آکے ملا یہ مژدہ　　حق نے خورشید کو فرزند دیا
شاہ سے میں نے اجازت چاہی　　اور اس بات سے دی آگاہی
جوش میں پر رحم کا دریا آیا　　مل گیا حکم یہاں آنے کا
میرے گھر میں ہوئی پیدا دختر　　ہو گیا اور بھی روشن اختر
یوں تو سب کچھ ہوا جب سے آیا　　نہ مگر آپ کو میں نے پایا۔
گر کرے لطف ہوا سب میرا　　حال مضطر نہ ہو کیونکر دل کا
پھر تو فرمائیے کب آئیے گا　　کب کرم شاد یہ فرمائیے گا
بمبئی جاتے ہیں پھر اب سرکار　　ہو گیا زاد سفر سب تیار

شاد کو بھی ہے یہ ارشاد ہوا
ہے یہ فرمان عجیب اور غریب
حسب ارشاد یہ اب کام کیا۔
سترہ سو کی لگائی ہے پخ
وہ سلیماں ہیں تو میں بھی ہوں مُور
ہوا ارشاد مرے آقا کا
مندرج اسمیں شرائط کیجیے
روشنی اسمیں لگی ہو برقی
اور ایوان شہی سے ہو قریب
میں نے ایسا ہی دیا ہے اُسے تار
ہی خبر کیمپ میں تو یہ مشہور
یہ اگر سچ ہے تو پھر کیا کہنا۔
آپ کب آئینگے کچھ دیجیے جواب
ساتھ لائینگے نہ کیا ضامن کو
زندہ دل ایسے کہاں ملتے ہیں
دیکھنے کو بھی خضر صورت ہیں

تیری مرضی ہو اگر تو بھی آ۔
اپنی مرضی سے چلوں وای نصیب
تار اک سیٹھ سلیمان کو دیا
سرد ہو جائے الٰہی دوزخ
اس کرایہ سے نکل جائیگا بھُور
تار اک دیجئے اور اسکے سوا
سترہ سو کی رقم بھر دیجیے
اور ہو شرط ٹیلیفون کی بھی
ای زہے بخت زہی میرے نصیب
کچھ جواب آیا نہ ابتک زنہار
فخر ملک آئینگے اب پھربھی ضرور
خوب بر آئے گا مطلب دل کا
رکھے اللہ ہمیشہ شاداب
شاد پائینگے نہ کیا ضامن کو
پیر ایسے نہ جواں ملتے ہیں
پوجنے کو بھی وہ اک مورت ہیں

میں تو کافر ہوں اسی مورت کا
اور مومن ہوں اسی صورت کا

رباعیات وقطعات در مدح حضرت شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ

قطعہ

اک مادے انقباض ہے کچھ
اب شاد کو شادماں کرو افضل شاہ
کوسوں نہیں انبساط خاطر کا پتا
مشکل نہیں آسان ہی تم کو یہ خدا

رباعی

لاریب کہ آپ افضل و اعلیٰ ہیں
قطرے پہ نظر کرم کی بس ہو جائے
محبوب حبیب سید بطحیٰ ہیں
عرفانِ خدا کے آپ ہی دریا ہیں

قطعہ

ہے جلوۂ ذات یزدانی
روشن کردو شاد کا دل
افضل شاہ بیابانی
دو دار و ئے دردِ پنہانی

غرۂ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ — ۲۳ ہر اسفندار ۱۳۲۶ف — ۲۵ ہر جنوری ۱۹۱۷ء — روز پنجشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوا۔ بچوں کو دیکھکر باہر آیا ڈاک دیکھی۔ دس بجے کے قریب حاضر ایوان شاہی ہوا۔ ایک گھنٹے تک باریاب رہا۔ بجائے بمبئی کے مدراس کا عزم ہونے کی وجہ سے التوائے تلاش مکان اور واپسی حسامی صاحب کے لئے تار دینے کا حکم دیا۔ دوپہر کو کھانا

کھا کر قیلولہ کیا۔ بہت جلد بیدار ہو کر دوبارہ بہ تعمیل فرمان حاضر ایوان شاہی ہوا۔
اور بہت جلد واپس آکر اُس تار کے خلاف دوسرا تار ارجنٹ روانہ کرنے کا حکم
دیا۔ شوٹنگ کا کام کیا۔ کاغذات دیکھے۔ بعد مغرب پھر حضرت افضل شاہ بیابانی رحمۃ
کی درگاہ پر حاضر ہوا۔ تو چونکہ جمعرات تھی قوالی سُنی۔ اور نو بجے شب کے
واپس ہو کر کھانا کھایا۔ فارغ ہو کر اپنے خیمے میں آیا۔ ضروری ضروری احکام
جاری کئے۔ وقت معینہ پر آرام کیا۔

۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۵ھ ۔ ۲۴ اسفندار سنہ ۱۳۲۶ف ۔ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء ۔ روز جمعہ

صبح کو عادتاً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی باہر آیا۔ کاغذات
دیکھے۔ ضروری احکام جاری کئے۔ اسی اثناء میں غلام محبوب شاہ صاحب
اور جمعدار غلام امام خاں صاحب کی چٹھی اسٹیشن قاضی پیٹھ سے آئی اُس سے
معلوم ہوا کہ یہ دونوں صاحب شب کی گاڑی میں مجھ سے ملنے کے لئے یہاں
آئے۔ اور سواری نہ ملنے کے سبب سے وٹنگ روم میں شب گزاری۔ یہ چٹھی
دیکھتے ہی میں نے موٹر بھیجکر اُن کو بلوالیا۔ تھوڑی دیر میں وہ یہاں آئے۔
اُن سے ملاقات کی اور اُن کے آرام کا بندوبست کر دیا گیا۔ دوپہر کو کھانا
کھا کر قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہو کر پھر اُن سے ملا۔ اُسوقت معلوم ہوا کہ
حضور پرنور کی سواری مبارک اسٹیشن قاضی پیٹھ پر بعزم بمبئی نہضت فرما ہو رہی ہے
بعد مغرب اپنے دونوں مہمانوں کو لیکر درگاہ حضرت افضل شاہ بیابانی میں
حاضر ہوا۔ وہاں سے نو بجے واپس آکر کھانا کھایا۔ دس بجے معلوم ہوا کہ
سواری مبارک روانہ بمبئی ہو گئی۔ نواب فخر الملک بہادر کا آدمی خط لے کر

آیا تھا۔ اُس کا جواب لکھکر روانہ کیا۔ اور وقت معینہ پر آرام کیا۔

۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۵ھ ۔ ۲۵ اسفندار سنہ ۱۳۲۶ف ۔ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۱۷ع ۔ روز شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار رہوا۔ اور ضروریات سے فارغ ہوکر باہر آیا۔ قاری محمد سلیمان صاحب انصاری کو بغرض انتظام منزل تار دلوایا۔ ضروری کاغذات دیکھ رہا تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب صوبہ دار ورنگل آگئے۔ اُن سے ملاقات کر کے درگاہ حضرت شاہ عبد الغنیؒ پر بغرض فاتحہ خوانی گیا۔ وہاں سے واپس آکر کھانا کھایا۔ تھوڑی دیر قیلولہ کر کے پھر کاغذات دیکھے ڈاک آئی تھی اُس کو دیکھتا رہا۔ ایک مختصر سا نظم خط نواب فخر الملک بہادر کو لکھا۔ جو درج ذیل ہے۔ پانچ بجے شام کی گاڑی میں حکیم میر احمد علی صاحب بلدیسی آئے۔ اُن سے ملاقات کی۔ بعد مغرب درگاہ حضرت افضل شاہ بیابانیؒ پر حاضر ہوا۔ وہاں سے بعد فاتحہ ۹ بجے بنگلے پر واپس آیا۔ کھانا کھا کر ضروری احکام جاری کئے۔ اور وقت معینہ پر آرام کیا۔

منظوم خط

آپ کا خط مجھے ملا منظوم ۔ اور واضح ہوا جو تھا مفہوم
آپ کی شاعری کا کیا کہنا ۔ آپ ہیں ایک شاعر غرّا
آپ کی نظم میں یہ دو اشعار ۔ لائق داد ہیں بصد تکرار
بمبئی سے روانگی کے وقت ۔ ہوئی ہوگی ضرور ہی زحمت
وقت کا قافیہ جو ہے زحمت ۔ بخدا ہے یہ باعث حیرت

یوں جو ہوتا تو لطف بھی آتا
بمبئی سے روانگی کے وقت
دوسرا شعر آپ کا یہ ہے
اک نگاہِ کرم بھی پھر بس ہے
بس ادھر ہے اُدھر تمنا ہے
ایسا ہوتا تو کیا بُرا ہوتا
اک نگاہِ کرم بھی پھر ہی بس
آپ اُستاد اور میں تلمیذ
کہاں ضامن ماہرہ ور استاد
غلطی ایسی وہ نہ کرتا فاش
ہائے ضامن کی ایسی حالت ہو
عبداللہ ان کو صحت دے
ایسے ہوتے ہیں اب کہاں پیدا
غیر کے پاس ہوتے گر نوکر
ہے ضمانت اہم خصائص کی

پہلے مصرعے کا حُسن کھلتا
ہوئی ہوگی ضرور زحمت سخت
اور کیا شعر مشفقا یہ ہے
آرزو ہے یہی تمنا ہے
قافیہ یہ بڑے غضب کا ہے
شعر کا حُسن بھی سوا ہوتا
باقی اللہ بس ہے اور ہوس
کہیں غصے کی ہو نہ پھر تشحیذ
ہے فن شعر کا جو اک نقاد
شاعری میں نہیں ہے وہ قلاش
بخدا یہ بڑی مصیبت ہے
اس مرض سے نہ کچھ مغفرت دے
شاؔد تو دل سے ان کا ہی شیدا
رہنے دیتا نہ میں کبھی دم بھر
ثالث و خامس اور ثامن کی

رہیں دل شاد شاؔد فخر الملک
اور رہیں بامراد فخر الملک

۴ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ | ۲۶ اسفندار ۱۳۲۶ف | ۲۸ جنوری ۱۹۱۷ء روز یکشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر [illegible] سے فراغت پاتے ہی باہر آیا [illegible] سے ملاقات کی۔ اسی اثناء میں [illegible] ڈاک دیکھی۔ اُس کے بعد [illegible] ایک وضع مرغی کے کتاب سے [illegible] تصویریں [illegible] کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ بیدار ہوکر [illegible] غذات دیکھے۔ بچوں سے [illegible] پانچ بجے کے بعد درگاہ حضرت افضل شاہ بیابانیؒ پر حاضر ہوا۔ وہاں سے سات بجے بنگلے پر واپس آیا۔ [illegible] سے فارغ ہوکر [illegible] دیکھتا رہا نواب فخرالملک بہادر کے خط وصول شدہ امروزہ کا جواب روانہ کیا حسامی صاحب کو تار دلوایا۔ دو بجے آرام کیا۔

۵ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ	۲۷ اسفندار ۱۳۲۶ف	۲۹ جنوری ۱۹۱۷ء	روز دوشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی باہر آیا۔ ڈاک دیکھی۔ ضروری کاغذات پر دستخط کئے۔ انتظام چھٹی شریف کے لئے ثاقب صاحب کو مامور کیا۔ عزیزی میر خورشید علی کے بہنوی جمعدار عمر میاں سے ملاقات کی درگاہ حضرت افضل شاہ بیابانیؒ پر حاضر ہوا۔ وہاں سے واپس آکر کھانا کھایا۔ قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہوکر چائے نوشی سے فرصت حاصل کرکے ضروری کاغذات دیکھتا اور بچوں سے جی بہلاتا رہا۔ قریب مغرب مع محلات دوبارہ درگاہ شریف پر فاتحہ خوانی کو گیا۔ وہاں سے قریب نو بجے کے واپس آیا۔ کھانا کھا کر کچھ شوٹنگ کا کام کیا۔ اور کتب بینی کرتا رہا۔ تین بجے شب کے آرام کیا۔

۷ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ | ۲۹ اسفندار ۱۳۲۶ف | ۳۱ جنوری ۱۹۱۷ء | روز چہار شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ باہر آکر شامیانے میں بیٹھا ہی تھا کہ مولوی محمد علی صاحب صوبہ دار ورنگل ملاقات کے لئے آئے اُنسے ملا۔ اُنکے جاتے ہی کاغذات دیکھے۔ اور کچھ تاروں کے جوابات ادا کئے۔ دوپہر کو کھانا کھاکر قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہوکر چاء نوشی سے فارغ ہوا۔ کاغذات دیکھے۔ قریب چھ بجے کے درگاہ شریف میں حاضر ہوا۔ وہاں سے قریب نو بجے کے واپس آکر کھانا کھایا۔ اور دو غزلیں فارسی لکھیں کہ ضروری کاغذات دیکھکر وقت معینہ پر آرام کیا۔

غزل

بملک غیر بہ بنیاں سفر چگونہ کنی — بجیب نقد نداری بسر چگونہ کنی

بکلبہ ات چو قدم رنجہ کجکلاہ کند — بفقر و فاقہ ایثار زر چگونہ کنی

تو بدگمانی و دلدار بے نیاز بود — زحال خویش بہ قاصد خبر چگونہ کنی

بسوز عشق تو گاہی نسوخت گر دل یار — وگر زنالۂ بے درد اثر چگونہ کنی

بچشم دوست نیرزی بہیچ حیرانم — کہ خویش را بہ وفا معتبر چگونہ کنی

زدیدہ خواب رسیداست و از دلت آرام — دگر زشام شب غم سحر چگونہ کنی

چو نیست جز تو کسے شاد رہبر وادی
تصور خضر راہبر چگونہ کنی

دیگر

ندانم در کدامی جستجوئی — توئی در قید ما و من چه جوئی
کلاہ فقر گردد زینت سر — چو دست از قاقم و سنجاب شوئی
به بحر وحدت او دست و پا زن — توئی جز زو بدش دیگر چه گوئی
ز آب و گل وجودت نیست کن — ز خاک میکده جام و سبوئی
سفر سوئے وطن کن بگذر از خویش — سوئے دیر و حرم تا چند پوئی
به بزم خویش واعظ را مده بار — که راز دوست با دشمن نگوئی
بفرق خویش طے کن راہ کویش — درین میداں گر سرگشته چو گوئی
یکے در گیر محکم عزت بینت — کشی خواری ز کوئے گر نکوئی

مشام جان معطر چوں شود شاد
چو بوئے عطر زلف او ببوئی

۸ ربیع الثانی (۱۳۳۵ھ) ۳۰ اسفندار (۱۳۲۶ف) غرہ فروری (۱۹۱۷ء) روز پنجشنبہ

صبح کو حسب عادت بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی باہر آیا۔ اور بچوں کو ساتھ لئے ہوئے چہل قدمی کو گیا۔ واپس آکر کاغذات دیکھے۔ دو غزلیں فارسی لکھیں۔ جو درج ذیل ہیں۔ کچھ پینٹنگ کا کام کیا۔ صوبہ صاحب کے یہاں سے خاصے کے خوان بطور دعوت آئے۔ دوپہر کو کھانا کھا کر آرام کیا چار بجے بیدار ہو کر ڈاک دیکھی۔ قریب چھ بجے کے درگاہ شریف میں حاضر ہوا

وہاں سے ۹ بجے واپس آکر منتظم انگریزی کو اورنگ آباد تک ڈبوں کے انتظام کا حکم دیا۔ کچھ ضروری خطوط لکھے تار دلوائے اور وقت معینہ پر آرام کیا۔

غزل

قبلۂ بیکساں جناب توئی
کعبۂ جاں شیخ و شاب توئی

ہمہ عالم زتو بود روشن
بخدا مہر بو تراب توئی

موجب لطف و رحم یزدانی
سبب قہر و ہم عتاب توئی

عارفت صفحۂ کلام اللہ
ہم کلیمی و ہم کتاب توئی

باعث بخشش گنہگاراں
دافع کلفت عذاب توئی

گرچہ پیدا شدی بہ شکل گہر
بحر و طوفاں توئی و آب توئی

آدمی ہمچو آدم خاکی
لیک نور خدا آب توئی

خیرہ سازِ نگاہ جلوۂ تست
چشم اغیار را حجاب توئی

نور احمد توئی و نور احمد
ماہتابی و آفتاب توئی

پیش ہر قادری تو محبوبی
چشتیاں را فلک جناب توئی

حاضرم بر درِ تو افضل شاہ
دستگیر و مرا مآب توئی

بندہ ام شاہ من معین الدین
دانم ایں ہم کہ لاجواب توئی

دارم امید گوہر عرفاں
بیگماں معرفت سحاب توئی

کن دل من غنی بہ دولت فقر
کہ ازاں مایہ گنج یاب توئی

دل پژمردہ میکنی شاداب
چمن شاد را گلاب توئی

دیگر

بهر رنگے نگار راز و فنونی
بکُنہ تو نگنجد عقل اصلا
برائے چشم نور چشم مستی
بکن سرشار تا رقصم بہ محفل
نمی گویم کہ مثل تست دیگر
چرائی از نظر پنہاں چرائی
ز مکر نفس خود گر آگہی نیست
خطاب تو ازاں مجنوں نمودم

ز لیلی و ز سلمی ہم فزونی
ز حد وصف این و آں برونی
بجاں راحت بدل صبر و سکونی
بپرس از مستیم آندم کہ چونی
برد ل مستی ز چندی و ز چونی
اگر در اندرونی ہم برونی
ز بونی و ز بونی و ز بونی
کہ از شوریدگی کامل جنونی

بفرما جلوہ در چشم و دل شاد
دلش را راحت و نور عیونی

۹ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ — غرہ فروردی ۱۳۲۶ف — ۲ فروری ۱۹۱۷ء — روز جمعہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی باہر آیا۔ چہل قدمی کرتا ہوا حضوری موٹر خانے تک جو میرے کیمپ کے مقابل ہے گیا۔ وہاں سے واپس ہو کر اسٹیشن پر گیا۔ مولوی احمد حسین صاحب۔ برزنجی جیا دو لالا اور چھپن راو کو تار دئے۔ ڈبوں کو جو کئی روز سے کھڑے ہوئے تھے دیکھا۔ بعد واپسی کے ایک غزل فارسی لکھی۔ جو درج ذیل ہے۔ دوپہر کو کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ چار بجے

بیدار ہو کر کاغذات دیکھے۔ اور روانگی کے انتظام کا حکم دیا۔
باربرداری کی گاڑیوں اور جھٹکوں کا بندوبست ہوا۔ چھ بجے کے قریب
مردمے محمد یعقوب سے ملا۔ بعد مغرب کھانا کھا کر مع محلات اسٹیشن قاضی پیٹھ
پر پہنچا۔ یہاں ڈاکٹر محمد حلیم صاحب متعینۂ پلیگ ڈیوٹی سے بات چیت کرتا رہا
اور روقت معینہ پر ڈبے میں آرام کیا۔

غزل

کافر عشق شدم کفر چہ پنہاں دارم
بسکہ سودا زدۂ کاکل پیچان توام
تو فراموش نمودی تپد از یاد تو دل
از جہالت نشدم سیر قد مرغبہ نما
لطف کن لطف کہ بیگانہ چو اغیار نیم
یاد تو زاد رہم ہست بہر یک منزل

تار زنار سر رشتۂ ایمان دارم
عشق را نیز از آں زلف پریشاں دارم
اے ستمگر بچہ ساں راز تو پنہاں دارم
کز بہار تو بدل ذوق گلستاں دارم
بندہ ام از در تت امید فراواں دارم
من بہ بے برگی خود نازش ایجاں دارم

شاد از بند غم حرص و ہوس آزادم
بندۂ خواجۂ ام و بس دل شاداں دارم

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ — ۲ فروردی ۱۳۲۶ف — ۳ فروری ۱۹۱۷ء — روز شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی پلیٹ فارم پر ٹہلتا رہا

مسٹر والش سپرنٹنڈنٹ نظام گورنمنٹ اسٹیٹ ریلوی سے ملاقات ہوئی۔ ساڑھے نو بجے ڈاکٹر عبدالرحمن کو اپنے ڈبّے میں بلالیا۔ تھوڑی دیر میں معلوم ہوا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب صوبہ دار، و جگموہن لعل صاحب اول تعلقدار و محمد عسکری صاحب سشن جج و عبدالرحیم صاحب وکیل ملنے کے لئے آئے ہیں۔ میں ڈبے سے باہر آکر ان سب سے ملا۔ ان سے رخصت ہونے کے بعد کھانا کھایا اور پونے بارہ بجے روانہ ہوا۔ دو ایک اسٹیشن طے کرنے کے بعد قیلولہ کیا۔ تھوڑی دیر میں بیدار ہوکر فارسی غزل مندرجہ ذیل لکھی۔ چار بجے اسٹیشن سکندرآباد پر پہنچا۔ وہاں حکیم مولوی مقصود علیخاں صاحب و رحیم الدین صاحب منصبدار مجھ سے ملنے کو آئے تھے ان سے ملاقات کی بلدے کے حالات دریافت کرتا رہا۔ چھپن راؤ بھی کچھ فروٹ وغیرہ لیکر حاضر تھے وہاں سے روانہ ہوکر پانچ بجے حیدرآباد اسٹیشن پر آیا۔ یہاں حکیم مقصود علیخاں صاحب و رحیم الدین صاحب سے رخصت ہوکر ساڑھے پانچ بجے روانہ ہوا۔ مناظر قدرت کی سیر دیکھتا اور کتب بینی کا شغل کرتا رہا۔ اور پانچ غزلیات فارسی ایک اردو لکھیں وقت معینہ پر کھانا کھاکر آرام کیا تین بجے شب کے گلبرگے پہنچا۔ ارادہ تھا کہ وہیں گاڑی میں سے ڈبے کٹواکر قیام کروں اور اسی ارادے سے باورچی خانے کا ٹنا بھی بھجوا دیا تھا۔ مگر معلوم ہوکر یہ مقام متاثرہ پلیگ ہے لہذا قیام نامناسب سمجھ کر آگے روانہ ہوا۔ یہانتک کہ نو بجے دن کے اسٹیشن شولاپور پر آیا۔ اور ڈبّے کٹوا دیئے۔

غزل

صورتِ گل شگفتہ دل مانیم	گرچہ از سنبلت پریشانیم

ما بسودائے قامتِ دلجو
سرو گلزار گلعذارانیم

تا تصور ز عارضش داریم
از دل خویش ماه تابانیم

ہیچ گوہر نیفتاده ایم بخاک
قطرهٔ اشک چشم حیرانیم

جبه‌ها چون نه نسبت داغ سجود
رو سیاہی نمای عصیانیم

عمر در معصیت بسر کردیم
سرگرانیم و ہم گرانجانیم

فانیم و بقا تمنائیست
منت خاکیم و سخت نادانیم

معصیت بسکه کرده ایم ولے
نے خجل نے ازو پشیمانیم

کسوت فقر زیب دوش و براست
شاد ہرگز مگو کہ عریانیم

دیگر

چون نور احد یگان یگان شد
غیرش واقف نمیتوان شد

در ذات تغیّرے نگردید
صد گونه صفات رانشان شد

آن دم که نهاد نام آدم
در کالبدش ز خود نهان شد

واجب آمد وجودِ واحد
ہر چند بشکل این و آن شد

گریان چو شدم بدرد ہجرش
خوننابه ز دیده ام روان شد

یارب چه کمال یافتم من
این گونه که خصم آسمان شد

صیقل زده آینه ز حیرت
چون جوہر قدس بانشان شد

اے شاد دعائے صبحگاہی
در بارگہش نه رائگان شد

دیگر

چہ گم کردہ گل در چمن دیدۂ
زخوش خندغنچہ کہ خندیدۂ
دل تو چو شمعے ندارد گداز
تو حسن کدام انجمن دیدۂ
دلم را ندیدی پُر از داغ تست
کہ طاؤس را در چمن دیدۂ
زشمع قدم طرف حشمت نہ بست
بہ بزم حدو سئے لگن دیدۂ
زگم گشتگیہا بسودائے خام
جنوں را چو خندہ زن دیدۂ
چراگشتۂ دشمن من بگو۔
چہ تقصیر چرخ کہن دیدۂ

گو شاد خود را اما فریدہر
کہ سیر سفر در وطن دیدۂ

دیگر

ہر چند زاب و خاک نہاں شد عیان ما
نور احد عیانست ولے از نہان ما
گردید خاک جسم ز سوز و گداز عشق
اکنوں ہما چہ طور خورد استخوان ما
در دیر و خانقاہ زما جستجو مکن
در ہیکدہ بپرس کہ یابی نشان ما
خواہیم جائے پا ز شرف فرق خود نہم
گشتہ زمین کوئے نگار آسمان ما

بر حال مخلصان خود ابد دست رحم کن
دل شاد کن ز لطف مگیر امتحان ما

دیگر

از در خواجۂ ہماں بہ کہ مرادے طلبیم — عقدہ در کار رفتادہ است کشادے طلبیم
عہد آں جور و جفا رفت دلش نرم شدہ است — یار با بر سر مہر ہست کہ دادے طلبیم
دل سودا زدہ را تاب زخش نیست بیا — تا ازاں غالیہ مو راہ سوادے طلبیم
شمع راہ حرم و دیر ہمیں سوز دل است — حیف از شیخ و برہمن چو مرادے طلبیم

از در کعبہ چہ حاصل شود اسے شاد بیا
تا یکے از در میخانہ کشادے طلبیم

غزل اردو

ساقیا بھر کے دی اک جام شراب — تا کریں عود پھر ایام شباب
ارنی کہتے ہوئے آئے تھے — لن ترانی کا ملا ہمکو جواب
ہم اُسی ذات کے اک مظہر ہیں — جسنے آدم کا دیا ہمکو خطاب
آخرت کا ہے سفر سب کو پیش — اس جہاں میں ہیں سبھی پا بر کاب
اس دُکھے دل کو نہ چھیڑو دیکھو — پھر صدا دینے لگیگا یہ رباب
اپنے اعمال کی گنتی ہو گی — آنے والا ہے مگر روز حساب
گر پلا دے رمضاں میں ساقی — بخشدونگا تجھے روزوں کا ثواب
عشقبازی جو خطا ہے تو کہو — کونسی بات ہے دنیا میں صواب
نوجوانو ؟ یہ نصیحت سنلو — دل لگانا ہی بہت سخت عذاب

جسم خاکی کا بھروسا کیا ہے
ورد لب جسکے ہو اللہ کا نام
سوزش عشق کا درماں یہ ہے
کچھ بھروسا تجھے نہیں دنیا کا
کیا کرے جی ہے بندہ مولیٰ کی

ہے یہ دریا کا فقط ایک حباب
اسپہ کیونکر نہ کھلے فتح کا باب
لب شیریں کا ہے بوسہ عناب
بچکے رہنا کہ یہ ہے ایک سراب
مجھکو حاصل ہوا چشتی کا خطاب

با ہمہ بے ہمہ مشرب ہے ترا
شاد اک مرد ہے تو بھی نایاب

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ — ۲۳ فروردی ۱۳۲۶ف — ۴ فروری ۱۹۱۷ء — روز یکشنبہ

شولاپور پہنچتے ہی خاصے کی تیاری کا حکم دیا۔ حسامی صاحب اور برزوجی جیاولے کے نام تار روانہ کئے۔ ایک غزل فارسی لکھی۔ چونکہ شب کو زیادہ جاگنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اسوجہ سے جلد کھانا کھا کر آرام کیا تین بجے بیدار ہوکر حضرت افضل شاہ بیابانی ثانی کو خط روانہ کیا۔ ٹہلتا ہوا پلیٹ فارم پر آیا۔ بعد مغرب کھانا کھا کر سات بجے وہاں سے روانہ ہوا۔ ڈاکٹر عبدالرحمن کو اپنے ڈبے میں بلوایا۔ اور چند یونانی مرکب ادویات بنانے کی ہدایت کی۔

غزل

ای بہر رنگ سوئے دیدۂ ما می آئی
جان فدایت بچہ انداز و ادا می آئی

غنچہ از جنبشِ دامانِ تو خندد چوں گل
از طلبگاریٔ تو مہر و وفا داشتہ ام
خاک بادا بسر آرزوئے دولت و مال
جام صہبا بکف و شیشہ گرفتہ بہ بغل
چارۂ دردِ جگر کس نشناسد جز عشق

بچہ انداز بگلشن چو صبا می آئی
اے فدائے تو دلم تو بجفا می آئی
پیش ہر اہل کرم ہیچو گدا می آئی
جانِ من با ہمہ سامان زکجا می آئی
عبث اے حضرت عیسیٰ بسوئے ما می آئی

شاد آں کیست کہ از بہر طواف کویش
از درِ میکدہ ہر صبح و مسا می آئی

سنہ ۱۳۳۵ھ	سنہ ۱۳۲۶ف	سنہ ۱۹۱۷ء	
۱۲ ربیع الثانی	۴ فروردی	۵ فروری	روز دو شنبہ

صبح کو عادةً بیدار ہوا حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر ساڑھے سات بجے پونے پہنچ بمبئی ڈبے کٹوا دئے۔ خاصے کی تیاری کا حکم دیا۔ چائے نوشی کے بعد کرایہ کی موٹر منگوا کر صدر پونے گیا۔ شاپ میں سے کچھ سامان خریدا۔ واپسی پر ۱۲ بجے کھانا کھا کر ساڑھے بارہ بجے وہاں سے روانہ ہوا۔ تھوڑی دیر قیلولہ کیا۔ تین بجے بیدار ہو کر لناله گھاٹ کھنڈالا گھاٹ کی سرنگیں دیکھتا ہوا سات بجے بمبئی پہنچا۔ اثناء راہ میں فارسی کی دو غزلیں لکھیں۔ بوری بندر اسٹیشن پر پہنچکر دریافت کیا تو باوجود تار دینے کے حسامی کو پایا نہ برزوجی کو ڈھونڈی کو اُنکے بلا نیکے لئے بھیجا۔ پلیٹ فارم پر ٹہل رہا تھا۔ کہ عثمان الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا کہ بندگان عالی کے ایک محل نے انتقال کیا۔ اِنّا لِلّٰہ اُسکے بعد حمام سے فارغ ہو کر اپنے ڈبوں کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ مولوی غیاث الدین صاحب بغرض روانگی نعش آئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد حسامی صاحب بھی آئے۔ اُن سے مکان کی

کیفیت دریافت کی معلوم ہوا کہ مکانات متعدد تلاش کر رکھے ہیں۔ مگر میری پسند پر انحصار ہے۔ اُن سے کہا کہ انشاء اللہ صبح کو چل کر دیکھوں گا۔ اُس کے بعد کھانا کھایا اور بعد مشاغل معمولی نصف شب کے بعد آرام کیا۔

غزل

نہ با ساغر ہوس دارم نہ با مے
بجز لعلش نمی خواہم دگر شے

نہ نا نم حال و استقبال و ماضی
بجویم مہر و آبان آذر و دے

بسوز و ساز غم تا چند سازم
دوائے عشق یارب کے رسد کے

بدہ ساقی من مست ازل را
مے خمخانۂ وحدت پیا پے

پیامی رود دل ماشاد گرداں
نمی آری خبر از یار تا کے

دیگر

از فرط داغ سینہ دہد لالہ زار رنگ
موج طراوت دل من شد بہار رنگ

بعد از شباب زندگیت چوں خزاں بود
چوں گل بہ نوبہار غنیمت شمار رنگ

نیرنگیش فزود طراوت بحسن باغ
بیرنگیم شکست بہار ہزار رنگ

برق بلاست خندۂ لبِ تو در نقاب
چوں طور سوخت سینۂ با ہزار رنگ

در جلوہ گاہ حسن و حیا گشت سد راہ
از چہرہ اش پدید و شد آئینہ دار رنگ

قربان سادگی کہ نماید ہزار رنگ	رنگے رساندہ است بہ ہستی عنصری

چوں بوئے گل بحلقۂ عرفاں رسیدۂ
اے شاد آفریں کہ شدت آشکار رنگ

روز شنبہ	۱۷ سنہ ۱۹۱۷ء	۶ فروری	۱۳۲۶ ف ۵ فروری	۱۳۳۵ھ ۱۳ ربیع الثانی

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی پلیٹ فارم پر آیا۔ انتظار ہی میں تھا کہ برزوجی جساوالا اور حسامی آگئے۔ اُن کے ہمراہ مکان دیکھنے گیا آٹھ نو مکان دیکھے۔ اُن میں جو پسند آئے اُن کے تصفیۂ کرایہ کا حکم دیا۔ بارہ بجے کے بعد اسٹیشن پر واپس آکر اطلاعی معروضہ ایوان شاہی پر روانہ کیا۔ اور کھانا کھاکر سو رہا۔ تین بجے بیدار ہو کر جواب کا منتظر رہا۔ ایک غزل فارسی کی لکھی۔ پانچ کے قریب جساوالے نے آکر جواب دیا کہ ایک مکان جو وارڈن روڈ پر میں نے پسند کیا تھا وہ دو ہزار ماہوار پر طے ہوا ہے۔ اور یہ تصفیہ راجہ نرسنگھ گیر بہادر کے ذریعہ سے ہوا ہے۔ میں نے اُسوقت نجم شاگرد پیشہ کو اُنکے پاس بغرض استفسار حال روانہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد اُسنے واپس آکر تصدیق کی۔ اسی اثناء میں قاری سرفراز حسین صاحب کا ملاقاتی کارڈ آیا۔ بعد مغرب اُن سے ملاقات کی اُن کی واپسی پر راجہ نرسنگھ گیر بہادر آئے۔ اُن سے بھی ملا۔ ساڑھے آٹھ بجے شب .. اُن کے واپس جانے کے بعد کھانا کھایا۔ ایک تازہ غزل کا مسودہ جو تلف ہو لیا ڈھونڈتا رہا۔ نہ ملنے پر دوبارہ طبع آزمائی کرکے غزل لکھی۔ اس کے علاوہ اور بھی دو ایک غزلیں لکھیں۔ قریب تین بجے شب کے آرام کیا۔

غزل

پیش روئے یار من از حسن خوباں دم مزن
روبروئے قدش از سرو گلستاں دم مزن

پیش چشم مستش از نرگس دگر لاف مزن
نزد زلفش در چمن از سنبلستاں دم مزن

چوں تو ئی با او نخواہی قرب ہم یاد آ
چو نتو بے او نیستی اصلا از ہجراں دم مزن

دیدہ را وقف تماشائے جمال یار کن
از بہاران و خزاں باغ و بستاں دم مزن

در طریق عاشقی گر جان خود را باختی
چوں جرس غوغا مریز و باش حیراں دم مزن

انچہ می بینی تماشائے گلستان جہاں
نرگس آسا لب بدوز و باش حیراں دم مزن

حسن او خورشید و شپر چشم واعظ شکوہ نیست
ہمچو بینا چشم کن پیدا از کوراں دم مزن

تا توانی صلح جو اے شاد اندر راہ عشق
لب بدوز و چشم بند از کفر و ایماں دم مزن

دیگر

اینجا رسیدم از حکم سلطاں
گشتم در یغا پابند احزاں

نے پائے رفتن نے جائے ماندن
یارب من اکنوں ہستم چو حیراں

دانست سوزم از تاب دورم
کرد است بامن فتنہ سلیماں

خانہ بدوشی رحمت بجانت
سعئی نمودم تا بود امکاں

اینک ہمیں نامہ سکانے
اسباب راحت یکسر پریشاں

روز و شب من در تاب و تنہا
طرفہ عذابست ای وائے بر جاں

ایں جسہ والا با آہ و نالہ
پرسیدم از وی ایں چیست شورش
دادہ جوابم سرکار والا
دیدم مکانے بر وارڈن روڈ
ہست آں مکانے نزدیک دریا
خنداں شدیم و گفتیم باوے
چوں قصر دیدم لاحول خواندم
مجبور گشتم باوے بگفتم

پیشم رسیدہ سرکردہ افغاں
ترسیدن تو کردہ ہراساں
از نا امیدی گشتم پریشاں
ہاں پرنمائی از پول داماں
باغیست در وے چوں باغ رضواں
بینیم ما ہم آں قصر و ایواں
واپس شدم من از غصہ پیچاں
گیری چو ایں ہم باشد صد احساں

اے شاد ہست آں دلال مردے
واللہ لعنت بر قوم شیطاں

دیگر

چہ تحقیق عناصر چوں ز آب و گل نمیداند
بہ بزم ناز پیش عاشقاں چوں بوالہوس لافد
چہاں راز اند و شد ہست آغازی و انجامے
چو مجنوں گر خودی خویش صرف بیخودی کردی

ز حد خود قدم بیروں زند ایں دل نمیداند
بجز پروانہ قدر شمع در محفل نمیداند
کدام آں راہ رو باشد کہ او منزل نمیداند
شوی لیلیٰ خود او لیلیٰ و ہم محمل نمیداند

کسے کو بر دو عالم شاد ہر دو دست افشاند
دلش در کشمکش آساں و ہم مشکل نمیداند

دیگر

بہرِ عبادتے چو با خلاص رو کنند
باید ز آب اشک خود اول وضو کنند

اہلِ یقیں چو چشم بصیرت کنند وا
در ذرّہ ذرّہ عین تماشای او کنند

سودائے خام پختہ شود عاشقاں اگر
دلہائے خویش در گرہ زلف او کنند

در محفلِ خیال نہ بیند عکس غیر
گر عاشقاں صد آینہ اش رو برو کنند

مرداں چو موج گردنِ دعویٰ نمی کشند
چوں شاخ باردار مگر سر فرو کنند

مستان بادہ نوش بنوشند می بجام
آری سر شماست کہ میل سبو کنند

ہر گہ قریب تر ز رگ گردنت یار
در دیر و کعبہ شاد چرا جستجو کنند

۱۴؍ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۵ھ	۶؍ فروردی سنہ ۱۳۲۶ ف	۷؍ فروری سنہ ۱۹۱۷ء	روز چارشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوا تھا کہ راجہ نرسنگھ گیر بہادر کے فرزند چندر بہان گیر کا ملاقاتی کارڈ ملا۔ اُن سے ملاقات کی اور اُنکے ساتھ ہی مکان کے دیکھنے کو گیا۔ واپسی کے بعد قاری سرفراز حسین صاحب سے ملاقات کی۔ گیارہ بجے اُن کے واپس جانے پر کاوس جی فرزند برزو جی جبا والی بیرسٹر سے ملاقات کی اور کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ تین بجے بیدار ہو کر بجواب عنایت نامہ معروضہ روانہ کیا۔ غزل فارسی کی لکھی جو درج ذیل ہے۔ چھ بجے کے قریب پھر مکان دیکھنے گیا۔ اور کچھ فرنیچر ضروری خرید گیا۔ بعد مغرب ڈاکٹر عبد الرحمٰن کو

اپنے ڈبّے میں بُلایا - اور کچھ ضروری کاغذات دیکھتا رہا - بارہ کی گاڑی میں حکیم میر احمد علی صاحب جو نواب فخر الملک بہادر کے ہمراہ آئے تھے اُنکی اطلاع ملی - اپنے ڈبّے میں بُلوا کر تقریباً ایک گھنٹے تک بات چیت کرتا رہا - بلدے کی حالت دریافت کی - اُن کے جانے کے بعد کچھ تار روانہ کئے اور دو بجے آرام کیا۔

غزل

بسر داریم ما سودائے جاناں
بہ دل یاد رخ زیبائے جاناں

دلے دارم تپش فرسودۂ غم
سر شوریدہ از سودای جاناں

ز حرص دین و دنیا بے نیازم
چناں دارم بدل پروای جاناں

نمی سازد ز ناقوس و اذاں ہیچ
بہ گوش دل مگر غوغای جاناں

شدم بیخود چو موسیٰ از تجلّی
چو دیدم چہرۂ زیبای جاناں

معطر شد دماغ من شب وصل
ز بوئے زلف مشک آسای جاناں

بحرمت نیست کم از کعبہ اللہ
دل من شاد تا شد جائے جاناں

۵ ا ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ ۷ ر فروردی ۱۳۲۶ ف ۸ ر فروری ۱۹۱۷ء روز پنجشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی سب کو بنگلے میں جانیکا حکم دیا - باربرداری کی اور سواری کی موٹریں منگوائی گئیں - راجہ نرسنگھ گیر بہا

سے ملاقات کی۔ ضروری احکام جاری کئے۔ اور کھانا کھا کر گیارہ بجے مع محلات و
اسٹاف کے وارڈن روڈ پر سر جگموہن داس جیونداس کے بنگلے موسوم بہ اوسٹیفلیڈ
میں پہنچ گیا۔ قریب نو بجے کے بہ تعمیل فرمان خداوندی ایوان مبارک پر حاضر ہوا۔ تھوڑی
دیر کی باریابی کے بعد واپس آیا۔ اور پانچ بجے دوبارہ حاضری کی عزت حاصل ہوئی
چھ بجے واپس آکر ڈنر میں جانے کی تیاری کی۔ کھانا کھا کر آٹھ بجے پھر ایوان مبارک پر
حاضر ہو کر ڈنر میں شریک ہوا۔ گیارہ بجے واپس آکر دو غزلیں لکھیں اور مشاغل
معمولی کے بعد آرام کیا۔

غزل

بے نیازیہائے تو گر درخور دربار بود
بہر ما عصیاں شعاراں ہم کرم درکار بود

پیچ پیچ گردہم ما پست و بلند راہ عشق
ورنہ راہ عاشقی از بسکہ ناہموار بود

از نگاہ وحدتے بگذشتم از ہر دو جہاں
پردۂ صد تار کثرت گرچہ مژگاں وار بود

چوں نمی بستیم با اسلام عقد دوستی
قاضیٔ کفر حقیقی بر سر اصرار بود

عاصیاں را گر نمی بود از رخ چشم قبول
سعیٔ توبہ از گناہاں کوشش بیکار بود

بیوفائی بے نیازی شیوہ اش آموخت غیر
ورنہ چشم یار ما زاں بیوفا بسیار بود

عاشقاں را شاد باطوف حرم کاری نبود
کعبۂ مقصود ایشاں خانۂ خمار بود

دیگر

فنا بعشق چو گشتی بقا چہ میجوئی
دلیل خویش شدی رہنما چہ میجوئی

متاع عشق گران قیمت و جہان بیدرد
چو قدرداں نبود کس بہا چہ میجوئی

سُراغ قافلۂ عمر رفتہ ناپیداست
غبار شو بہوا نقش پا چہ میجوئی

بہ بحر عشق بزن غوطہ گوہرے دریاب
بقعر او مدد از ناخدا چہ میجوئی

تلاش یار بکن پیش ازانکہ خاک شوی
بذاتِ خویش فنا و بقا چہ میجوئی

تو لی خزینۂ عرفان حق کلید توئی
ہمہ ز خویش طلب کن زما چہ میجوئی

بجز کوشش و بشو خاک و قصدِ اوج مکن
بمشت خاک عروج از ہوا چہ میجوئی

بہ باغ دہر چو یک روز پایمال شوی
برنگ سبزہ ز نشو و نما چہ میجوئی

چو نقطہ باش اسیر محیط وحدت ذات
ز ابتدا و ہم از انتہا چہ میجوئی

کسے کہ طینت او فطرۃً جفا کار یست
حذر چو شاد تو از وے وفا چہ میجوئی

سنہ ۱۳۳۵ھ	سنہ ۱۳۲۶ف	سنہ ۱۹۱۷ء	
۱۶ ربیع الثانی	۸ فروردی	۹ فروری	روز جمعہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فرصت حاصل کرکے کاغذات دیکھے قاری سرفراز حسین صاحب سے ملاقات کی حضور پر نور نے کشتی خاصے کی سرفراز فرمائی۔ دوپہر کو کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہو کر دیو اسکر صاحب آرٹسٹ سے ملا حکیم میر احمد علیصاحب سے ملاقات کی۔ ڈاک دیکھی۔ کچھ ضروری خط لکھے اور تار دیئے۔ آٹھ بجے شب کے حضوری ڈنر میں شریک ہوا۔ ہز ہائینس مولوی احمد حسین صاحب صدر المہام دفتر پیشی خداوندی نے نقل فرمان کی دی۔ جو میرے دو دامادوں

میر خورشید علی و اقبال چند کی ملازمت کے متعلق بارگاہ خداوند نعمت سے جاری ہوا تھا۔ گیارہ بجے شب کے بنگلے پر آتے ہی وہ نقل ثاقب صاحب کے پاس بھیجکر حکم دیا کہ اسکی ایک ایک نقل میرے خط کے ساتھ خورشید علی و اقبال چند کے پاس روانہ کیجائے۔ چنانچہ اسکی فوری تعمیل ہوئی۔ وقت معینہ پر چار نوشی کے بعد ذیل کی غزل لکھکر آرام کیا۔

غزل

از درد فراقت شدم پریشاں
کارم بود از نالہ ہم زافغاں

روزے بوصالم اُمید دادہ
یاد است مرا عہد نیز پیماں

اے نور تو آمد ز نور ایزد
روشن دہ ہر کاخ و ہر شبستاں

اے مرہم زخم درون عاشق
للہ بکن چارہ نیز درماں

یارب مدہ راہش درون دلہا
ایمن بنمائے از مکر شیطاں

تاچند شوم تشنہ لب چو ساحل
تاچند نشینم گرسنہ برخواں

بہر سر قدمی سجدہ کنم من۔
آیم بدر افتان و خیزاں

چوں نور تو ہر جاست جلوہ فرما
شاد است چو آئینہ چشم حیراں

۱۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۵	۹ فروردی سنہ ۱۳۲۶ ف	۱۰ فروری سنہ ۱۹۱۷ء	روز شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی حکیم میر احمد علی صاحب سے

ملاقات کی۔ قاری سلیمان صاحب سے ملا۔ سید غلام حافظ محمد علی صاحب سے
ملاقات کی۔ کچھ کاغذات دیکھنے کے بعد دریا کنارے چہل قدمی کی۔ ساڑھے بارہ بجے
کھانا کھا کر ایک اردو غزل لکھی جو درج ذیل ہے۔ تھوڑی دیر ٹہلنے کے بعد [illegible]
اور بعد اس شیوک رام صاحب سکریٹری حیدرآباد سندھ سے ملاقات کی۔
اُنکے بعد قاری سرفراز حسین صاحب سے ملا۔ پھر سید محمد دستگیر خواجہ سے جو
مسرت محل کے بہائی ہیں۔ ملنا چاہا مگر بعدم فرصت کے باعث نہ مل سکا۔ چند خطوط
ضروری لکھے۔ تار دلوائے۔ کھانے سے فارغ ہوا۔ ضروری احکام جاری
کرکے بعد نصف شب کے آرام کیا۔

غزل

کوئی رستا نہیں ارمان نکلنے کیلئے
کوئی ساماں نہیں دل کے بہلنے کیلئے

ہاتھ پائے کف افسوس ہی ملنے کیلئے
پانوں ہاتھ آئے رہِ شوق میں چلنے کیلئے

اپنے پہلو میں جگہ دوں تری شوخی کے عوض
اک نیا دل جو ملے روز مچلنے کیلئے

کھنچکے آجائینگی خود ناوکِ دلدوز کے ساتھ
حسرتیں میری ہیں تیار نکلنے کیلئے

قدر بیتابیٔ دل کی کوئی مجھ سے پوچھے
خود مچلتا ہے جگر اُسکے مچلنے کیلئے

نت نیا لطف تری روٹھنے کا آجائے
ایک دل روز جو مل جائے مچلنے کیلئے

جب گھڑی بھر دلِ بیتاب کو چین آتا ہی
طفل اشک آتے ہیں دامن پہ مچلنے کیلئے

کرکے زخمی دلِ مضطر کو جو تمنے چھوڑا
خوب جی بھر کے مزے ہمنے مچلنے کیلئے

جان دینے کو بہت سوختہ دل ہیں تیار
صرف پروانہ نہیں بزم میں جلنے کیلئے

یوں نہ بیتاب ہو تو کھیل نہیں وصل ادیل
ابھی درکار ہے کچھ وقت سنبھلنے کیلئے

غیر لطف خلش دل سے بہلا کیا واقف
دیدۂ و دل تری فرقت میں ملے ہیں مجھکو
کوئی بیکار نہیں دونوں ہیں مصروف بکار
طلبی ہو جو مری خواجہ سے پھر دیر ہی کیا

اُسکے پہلو میں کہاں دل ہے مچلنے کیلئے
ایک رونے کے لئے ایک مچلنے کیلئے
یہ جگر جلنے کو یہ دل ہے مچلنے کیلئے
ابھی تیار ہوں اجمیر کو چلنے کیلئے

شاد الفت میں نہیں ہیں جگر و دل بیکار
یہ تڑپنے کیلئے ہے وہ مچلنے کیلئے

۸ ؍ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۵ھ	۱۰ ؍ فروردی سنہ ۱۳۲۶ف	۱۱ ؍ فروری سنہ ۱۹۱۷ء	روز یکشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی حکیم میر احمد علی صاحب سے ملاقات کی۔ اُنکے بعد صوفی میر یعقوب علی آگئے۔ اُن سے ملا۔ اُسیوقت بہادیو دکشت نجومی آگئے۔ اُن سے بھی ملاقات کی۔ کنارۂ دریا پر تھوڑی دیر تک ہوا خوری کی۔ دوپہر کو کھانا کھا کر آرام کیا۔ پونے دو بجے کے قریب بیدار ہو کر چاہ نوشی سے فارغ ہوا تھا کہ حضوری میں یاد ہوئی۔ فوراً حاضر ایوان شاہی ہوا۔ قریب دو گھنٹے کے باریاب رہکر واپسی میں حضرت پیر ابراہیم صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں سے قریب ساڑھے آٹھ بجے کے بنگلے پر واپس آیا۔ کھانا کھا کر کاغذات دیکھتا رہا۔ اور بعد مشاغل ضروری و معمولی بعد نصف شب کے آرام کیا۔

۱۹ ؍ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۵ھ	۱۱ ؍ فروردی سنہ ۱۳۲۶ف	۱۲ ؍ فروری سنہ ۱۹۱۷ء	روز دوشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فرصت حاصل کی حکیم احمد علی صاحب سے

ملاقات کی۔ پینٹنگ کا کام کیا۔ خطوط لکھے۔ راجہ نرسنگ گیر بہادر سے ملاقات کی۔ اس عرصے میں معلوم ہوا کہ میرا قدیم ہندو باورچی دیورلج جو ایک مدت سے ضیق النفس میں مبتلا تھا۔ جاں بلب ہے۔ خود جاکر دیکھا۔ اس کے بعد کھانا کھاکر گھر آیا۔ تو معلوم ہوا کہ اُس نے انتقال کیا۔ دوپہر کو حسب معمول قیلولہ کرکے چار بجے بیدار ہوا۔ چا خوری کے بعد حضرت پیر ابراہیم صاحب قبلہ کے بنگلے پر گیا۔ ملاقات کی۔ نو بجے وہاں سے واپس آکر کھانا کھایا کر ضروری کاغذات دیکھے۔ بعد نصف شب کے آرام کیا

۳۰ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ	۱۳ اسفندارمذ ۱۳۲۶ف	۱۳ فروری ۱۹۱۷ء	روز سہ شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ حکیم سید احمد علی صاحب سے ملاقات کی کاغذات دیکھے۔ بچوں سے جی بہلاتا رہا۔ کچھ کتب بینی کی۔ دوپہر کو بارہ بجے کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہوکر بعد چا نوشی کے پیر ابراہیم صاحب قبلہ کے بنگلے گیا۔ سات بجے وہاں سے واپس آیا۔ ایک غزل فارسی لکھی جو درج ذیل ہے۔ کھانا کھانے کے بعد بذریعۂ ٹیلیفون بندگان عالی نے یاد فرمایا۔ فوراً حاضر ہوا۔ تقریباً دو گھنٹے کی باریابی کے بعد گیارہ بجے واپس آکر ایک غزل فارسی کی لکھی اور مشاغل معمولی سے فرصت حاصل کرکے بعد نصف شب کے آرام کیا۔

غزل

رازِ سربستۂ دلدار بگوییم یا نہ	سخن یار با غیار بگوییم یا نہ
آنچہ مخفی است بگنج دلِ من ای واعظ	پیش تو شمۂ زلبسیار بگوییم یا نہ

افگنم پردہ از عشق زلیخا ناصح ‏—‏ راز یوسف سر بازار بگویم یا نہ

من کہ از بند محبت شدم آزاد اکنوں ‏—‏ چیزی از شکوهٔ آزار بگویم یا نہ

زحمت درد بگفتار نگنجد ایدل ‏—‏ قصهٔ آبلہ با خار بگویم یا نہ

حرف شیریں کہ شب وصل شنیدم زلبت ‏—‏ ای شکر خند بتکرار بگویم یا نہ

شوق دیدار کہ ایں چشم پر از چشم دارند ‏—‏ رو بروئی بت عیار بگویم یا نہ

راز توحید کہ در پردهٔ کثرت مخفیست ‏—‏ ترسم ایدل کہ باغیار بگویم یا نہ

بر در خواجۂ اجمیر رسم گرای شاد

گو کہ احوال دل زار بگویم یا نہ

دیگر

خبر نکرد دل از نالۂ شبانۂ ما ‏—‏ بگوش او نرسانید ایں ترانۂ ما

ازاں زماں کہ شدم ہمصفیر بلبل زار ‏—‏ بہ گلشن دل گلروست آشیانۂ ما

کشاں کشاں ز دکن آمدیم تا اینجا ‏—‏ دریں دیار رسانید آب و دانۂ ما

فنا بذات احد گشتن از خودی نشود ‏—‏ ہمیں وجود حجابست درمیانۂ ما

بحال زار کند رحم بے گماں ای شاد

اگر دمے شنود خواجہ ایں فسانۂ ما

۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۵ھ ‏—‏ ۱۳ فروردی سنہ ۱۳۲۶ف ‏—‏ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۱۷ء ‏—‏ روز چہارشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت حاصل کی۔ بچوں کو ہمراہ لیکر ہواخوری کو گیا۔ گیارہ بجے واپس آکر کاغذات دیکھے۔ بارہ بجے کھانا کھاکر قیلولہ کیا۔ آج ایوان شاہی میں ایٹ ہوم ہونے والا تھا جسمیں حاضر ہونیکا فرمان دست مبارک کا لکھا ہوا سرفراز ہوچکا تھا۔ مگر کسی وجہ سے ملتوی رہا۔ چار بجے بیدار ہوکر کچھ ضروری احکام جاری کئے۔ صدر ناظم صاحب نے ایکہزار روپیہ بذریعۂ تار بھیجا تھا۔ وہ وصول ہوا۔ پرتور سے پانچ ہزار کی ہنڈوی آئی۔ بعد مغرب کھانا کھاکر آٹھ بجے بتقریب ڈنر حاضر ایوان شاہی ہوا۔ دس بجے واپس آکر ایک غزل فارسی کی لکھی۔ جو درج ذیل ہے اور مشاغل معمولی سے فرصت حاصل کرکے بعد نصف شب کے آرام کیا۔

غزل

الا اے الفت غارتگر ہوش
الا اے جور یار خود فراموش

الا اے ماہ وش خورشید سیما
الا اے ترک بیباکے قدح نوش

ندارم تاب ضبط شوقت ای گل
برنگ مل سر خم سینہ ام جوش

کجا آسودگی یابم بہ عشقت
چو سیمابے دلم مضطر بہ آغوش

چرا بامن کنی اغماض ای دوست
چرا کردی مرا از دل فراموش

چہا دادی مئے سرجوش وحدت
شدم از مستیش کثرت فراموش

مباش اندوہگیں اے شاد ہرگز
ز ساقی جام گیر و دمبدم نوش

۲۲ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ — ۱۴ اسفندارمذ ۱۳۲۶ف — ۱۵ فروری ۱۹۱۷ء روز پنجشنبہ

صبحکو عادتاً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی حکیم میر احمد علیصاحب سے ملاقات کی۔ ان کے جاتے ہی قاری سرفراز حسین صاحب آئے اُن سے بہت دیر تک گفتگو کرتا رہا۔ اسکے بعد ایک غزل فارسی لکھی جو درج ذیل ہے بارہ بجے کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ دو بجے ہی بیدار ہوکر حسب فرمان خداوندی گرش میں جانے کی تیاری کی۔ پانچ بجے سوار ہوکر چلا تھوڑی دور جاتے ہی خاصہ کی موٹر خراب ہوگئی فوراً اپنی دوسری موٹر منگا کر گیا۔ واپسی میں فورٹ کی طرف سے ہوتا ہوا بعد مغرب بنگلے پر پہنچا ضروری کاغذات دیکھے۔ کچھ خطوط لکھے شب کو کھانا کھا کر ضروریات سے فارغ ہوکر دس بجے سو رہا۔

غزل

اگر فانیم از چہ باقیستم من
وگر باقیم از چہ فانیستم من

اگر او نیم پس بگو چیستم من
وگر نیست او من بگو کیستم من

اگر خالقم نیست مخلوق چونم
اگر او نیست قادر چرا زیستم من

نہ کافر نہ مومن نہ فانی نہ باقی
خدارا بگوئید پس چیستم من

نہ آتش نہ آبم نہ بادم نہ خاکم
ہمانیم لاریب من نیستم من

منم ساز حیرت بگیرید عبرت
کہ ہستم بہ او ورنہ کس نیستم من

نظر کن بلفظم چہ دارد حقیقت
سراپا ز اسرار معنیستم من

چو نقش قدم در رہم او فتادہ
چہ فانیستم من چہ باقیستم من

کمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ ۵ اسفندارمذ ۱۳۲۶ف ۱۶ فروری ۱۹۱۷ء روز جمعہ

صبح کو عادتاً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوا صاحبزادہ حافظ محمد عبید اللہ خان صاحب جنرل ریاست بھوپال اور ہز ہائینس والیہ بھوپال کے نام کارڈ چھوڑنے گیا تھا کارڈ چھوڑ کر واپس ہوا ضروری کاغذات اور ڈاک دیکھتا رہا کچھ خطوط لکھے دوپہر کو کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ تین بجے بیدار ہو کر غزل فارسی لکھی جو درج ذیل ہے۔ حکیم میر احمد علی صاحب سے ملاقات کی ان کے بعد ہی حکیم صوفی میر یعقوب علی صاحب مترجم کلام مجید آ گئے ان سے بھی ملا بعد مغرب کھانا کھا کر تاج محل ہوٹل جا کر حضوری ڈنر میں شرکت کی عزت حاصل کی۔ قریب گیارہ بجے کے واپس آیا اور ایک غزل فارسی لکھی مشاغل معمولی سے فرصت حاصل کر کے ایک بجے شب کے سو رہا۔

غزل

جانم فدائے حسن و دل من فدائے ناز
اے شمع روبخش فروغ بچشم ما
دیدہ روز و شب تو داریم بصد نیاز
دامن کشان چو دید صبا در چمن بگفت

جانا ز من بپذیر چنین تحفۂ نیاز
از بہر گیست انجمن دل بسوز و ساز
از درد عشق تو بدل خود ہم گداز
بالد ز سرو قد تو اے گل قبائے ناز

عشاق را بمذہب و ملت بود چه کار
در دیر و کعبه شاد مکن ہیچ امتیاز

ایضاً

هرچند خاکسارم و چون ذرهٔ تنم — اما ز عشق لاف انا الشرق میزنم

قربان لطف پیر مغانم که بعد زهد — از جام صاف کرد دل تیره روشنم

شهباز باغ وحدتم از شان اوج فقر — برتر بود ز سدره و طوبی نشیمنم

مثل زبان شمع زبانست در دهن — لیکن ز سوز عشق تو حرفی نمیزنم

گاہے به خانقاهم و گاہے بمیکده — من رند پاکبازم و صوفی منش منم

اے شیخ گرچه معصیت من ز حد گذشت — زآلودگی شرک ولے پاکدامنم

تا زندگیست بندهٔ احسان تست شاد
لطف و نوازش تو شده طوق گردنم

۲۴ ربیع الثانی سنه ۱۳۳۵ھ ۱۶ ماہ فروردی سنه ۱۳۲۶ف ۷ ماہ فروری سنه ۱۹۱۷ع روز شنبه

صبح کو عادةً بیدار ہو کر ضروریات سے فرصت پا کر باہر آیا۔ تھوڑی دیر بعد وزیر الملک مولوی اسرار حسن خانصاحب سی۔ ایس۔ ای منسٹر ریاست بھوپال تشریف لائے سنجیدہ اور خوش عقیدہ آشنا پرست آدمی ہیں۔ وزارت علیشاہ صاحب کے دیکھے والے ہیں باتوں میں تصوف کا رنگ ملا ہوا ہے۔ و قاری سلیمان صاحب اقبال

احمد صاحب و کپتان امیر احمد صاحب آئے اُنسے ملاقات کی اور بعد از تواضع چائے دیان قریب گیارہ بجے کے برخاست کی زان بعد کچھ کاغذات دیکھے گیارہ بجے قاری سلطان صاحب پیرزادے کے بنگلے پر آئے انکو ہمراہ لیکر جنابہ عالیہ بیگم صاحبہ والیۂ ریاست بھوپال کی ملاقات کو گیا بیگم صاحبہ موصوفہ نہایت خلیق اور مدبر خاتون ہیں میری گزشتہ خدمات سلطنت دکن کے متعلق اور حضور مرحوم کے متعلق جو خیالات تھے انکا اظہار کیا۔ اور معمولی مراعات اور یہ بات بھی دریافت کی میں طاعون کب سے شروع ہوا ہے اسکا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ شاہجہاں بیگم صاحبہ مرحومہ کے بعد جسطرح بھوپال میں طاعون شروع ہوا اسیطرح دکن میں محبوب علی بادشاہ کے انتقال کے بعد طاعون ہوا اس کو نہ صرف اتفاقی خیال فرمائیں بلکہ دونوں کی نیک نیتی کا سبب بتلائیں۔ وہاں سے واپس ہوکر کھانا کھایا اور قیلولہ کیا چار بجے بیدار ہوکر حکیم میر احمد علی صاحب سے ملاقات کی اور اُن کو ساتھ لیے حضور کی دیوڑھی کی جانب ہواخوری کو لے گیا اتفاق سے حضور مرحوم کے منجھلے اور چھوٹے صاحبزادے چاندنی پر برآمد تھے۔ موٹر سے اتر کر میں نے آداب عرض کیا چھوٹے صاحبزادے نے خیر و عافیت اور میری سکونت کا مقام اور حکیم میر احمد علی صاحب کا نام دریافت فرمایا اور یہ بھی استفسار فرمایا کہ بھائی بادشاہ یعنی اعلیحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے ہو عرض کیا کہ چند روز کے قبل حاضر ہوا تھا اب جب یاد ہوگی تو حاضر ہونگا اسقدر گفتگو کے بعد واپس ہوا۔ اعلیحضرت مرحوم کے انتقال کی تاریخ سے بہت کم ان صاحبزادوں کو دیکھنا ہوتا ہے۔ ماشا اللہ اب نہایت سنجیدہ اور ہوشیار ہو رہے ہیں۔ خدا عمر میں برکت دے۔ بعد مغرب ضروری کاغذات دیکھے احکام جاری کئے اور مشاغل معمولی سے فرصت حاصل کرکے دو بجے شب کے سو رہا۔

۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۵ھ ۱۷ امرداد فروردی سنہ ۱۳۲۶ف ۱۸ فروری سنہ ۱۹۱۷ء روز یکشنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت حاصل کی قاری سلیمان صاحب سے ملاقات کی اُن کے بعد قاری سرفراز حسین صاحب سے ازاں بعد نرسنگھ گیر بہادر سے ملاقات کی ازاں بعد راجہ نرسنگھ گیر بہادر کے مکان میں ڈنڈی سوامی سے ملنے گیا واپسی کچھ کاغذات دیکھے اور بارہ بجے کھانا کھاکر قیلولہ کیا تھا کہ بندگانعالی نے یاد فرمایا تقریباً دو بجے حاضر ایوان شاہی ہوا وہاں سے ایک گھنٹہ کے بعد واپس آکر چار نوشی کی اور ڈاک دیکھکر حضرت پیر ابراہیم صاحب کے بنگلے پر گیا۔ نو بجے واپس آکر کھانا کھایا اور مشاغل معمولی سے فارغ ہوکر دو بجے سو رہا۔

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ ۱۸ اسفندار فروردی ۱۳۲۶ف ۱۹ فروری ۱۹۱۷ء روز دو شنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ حکیم میر احمد علی صاحب سے ملاقات کی۔ کل عند الملاقات ڈنڈی سوامی کو دعوت دی تھی۔ یہ سنیاسی ہیں میرے والد مرحوم کے پیر ہوتا۔ مجھپر بھی ان کی بہت عنایت ہے۔ اُن کے کھانے وغیرہ کی تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ قریب گیارہ بجے کے وہ بنگلے پر آئے اشنان کرکے کھانا کھایا اور واپس ہوگئے۔ اُن کے جاتے ہی خواجہ شمس الدین صاحب اورنگ آبادی مجھسے ملنے کے لئے آگئے۔ اُن کے ہمراہ دو مرید بھی تھے۔ تھوڑی دیر بات چیت کی۔ اورنگ آباد کی آب وہوا دریافت کی ان کے جانے کے بعد حضرت پیر ابراہیم صاحب کے بنگلے پر گیا وہاں سے چار بجے کے بعد واپس آکر قیلولہ کیا۔ قریب مغرب بیدار ہوا۔ چار نوشی سے فارغ ہوکر ڈاک دیکھی۔ ساڑھے آٹھ بجے کھانا کھاکر ایوان شاہی پر حاضر ہوا اور شرکت ڈنر کی عزت حاصل کی بارہ بجے واپس آیا اور مشاغل معمولی کے بعد دو بجے سو رہا۔

۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۵ء ۱۹ فروردی سنہ ۱۳۲۶ف ۲۰ فروری سنہ ۱۹۱۷ء روز سہ شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فرصت حاصل کر کے ٹہلتا ہوا اُس بنگلے تک چلا گیا جس میں صاحبزادہ جنرل عبید اللہ خانصاحب تھے اور اب خالی ہو چکا ہے۔ چند ہی منٹ میں واپس آکر حکیم میر احمد علیصاحب سے اور اُن کے بعد صوفی میر یعقوب علیصاحب سے ملاقات کی۔ کچھ ضروری کاغذات دیکھے۔ قریب بارہ بجے کے لارنس منیجر لارنس اینڈ میو کمپنی سے ملاقات کر کے کہانا کھایا۔ اسوقت حضور سے خاصہ کی کشتی سرفراز ہوئی۔ تھوڑی دیر قیلولہ کر کے بیدار ہوا چار نوشی سے فرصت پاتے ہی جب ایما ایوان شاہی پر حاضر ہوا چھ بجے واپس آکر ڈاک دیکھی اور کھانا کھا کر نو بجے ڈنر میں حاضر ہوا ساڑھے دس بجے واپس آیا۔ کچھ کاغذات پر دستخط کئے۔ مشاغل معمولی سے فرصت حاصل کر کے بعد دو بجے کے سو رہا۔

۲۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۵ء ۲۰ فروردی سنہ ۱۳۲۶ف ۲۱ فروری سنہ ۱۹۱۷ء روز چہارشنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہو ضروریات سے فرصت حاصل کی۔ قاری محمد سلیمان صاحب سے ملاقات کی حکیم میر احمد علیصاحب سے ملا۔ کاغذات دیکھے دوپہر کو کھانا کھا کے قلعہ کی طرف اسکوتیھ کمپنی کی شاپ تک پہنچا ہی تھا کہ میرا ملازم آغا محمد بیگ دوسری موٹر میں پہنچا اور عرض کی کہ حضور پر نور نے یاد فرمایا ہے فوراً بنگلے پر آیا اور کپڑے بدلکر حاضر ایوان شاہی ہوا باریابی کی عزت حاصل کی دو بجے کے بعد واپس آکر کچھ دیر قیلولہ کیا اٹھتے ہی حضرت پیر ابراہیم صاحب کے بنگلے پر گیا۔ وہاں سے قریب نو بجے کے واپس آکر کھانا کھایا۔ اور بعد مشاغل معمولی نصف شب کے بعد سو رہا۔

۲۹ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ ۲ فروردی ۱۳۲۶ف ۲۲ فروری ۱۹۱۷ء روز پنجشنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت حاصل کی ماد ہو پنڈت صاحب نجومی سے ملاقات کی اُن کے جانے کے بعد فورٹ بمبئی کو گیا ویٹ ڈی لیڈلا کمپنی جاکر اینڈ کو اور بجلی کی کمپنی میں گیا بارہ بجے واپس آکر کھانا کھایا اور قیلولہ کیا تین بجے بیدار ہوکر بچوں کو انگریزی ناٹک دکھانے کے لئے مسز کارنش کے ساتھ روانہ کیا۔ اور میں پیر ابراہیم صاحب کے بنگلے پر گیا۔ وقت مغرب واپس آتے ہی حضور پر نور نے یاد فرمایا فوراً حاضر ایوان شاہی ہوکر سرکس میں ہمرکابی کا شرف حاصل کیا قریب بارہ بجے کے واپس آکر کچھ کاغذات دیکھے اور مشاغل معمولی سے فارغ ہوکر تین بجے

۳۰ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ ۲۲ فروردی ۱۳۲۶ف ۲۳ فروری ۱۹۱۷ء روز جمعہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت حاصل کرکے ضروری خطوط لکھے کاغذات دیکھے۔ کچھ کتب بینی کرتا رہا۔ دوپہر کو کھانا کھاکے قیلولہ کیا تین بجے حاضر ایوان شاہی ہوکر قریب پانچ بجے کے واپس آیا۔ تھوڑی دیر پھر آرام کیا۔ اور بعد مغرب حضرت پیر ابراہیم صاحب کی ملاقات کو گیا۔ نو بجے کے بعد واپس آکر معلوم ہوا کہ ثاقب صاحب نے جو دو روز کی اجازت سورۃ جانے کی غرض سے حاصل کی تھی اس سے استفادہ اٹھانے کے لئے میل ٹرین میں گئے۔ میں نے کھانا کھاکر حسب معمول سو رہا۔

غرہ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ۲۳ فروردی ۱۳۲۶ف ۲۴ فروری ۱۹۱۷ء روز شنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فرصت حاصل کر کے ضروری خطوط لکھے
اسی اثنا میں آسل کمپنی سے ایک برقی پنکھا مع ایک کیٹلی کے آیا جس میں برقی قوت
سے چائے تیار ہوتی ہے یہ دونوں چیزیں ۱۲۰ میں خرید کر لیں۔ نو بجے راجہ نرسنگھ گڑھ
سے اور ان کے بعد پنڈت مہادیو صاحب سے ملاقات کی۔ گیارہ بجے صاحبزادہ
حافظ محمد عبید اللہ خان صاحب جنرل میرے بنگلے پر تشریف لائے آدھے گھنٹے تک
ان سے بات چیت کرتا رہا چائے سے تواضع کی اس کے بعد واپس ہوئے۔
بارہ بجے کے بعد کھانا کھا کر بیٹھا تھا کہ خواجہ شمس الدین صاحب تشریف لائے
آدھے گھنٹے تک گفتگو کرتا رہا۔ ان کے حسب الطلب بیاض نمبرا جس میں میری
غزلیات لکھی ہیں مستعار دی۔ ان کے رخصت ہونے کے بعد قیلولہ
کیا۔ قریب تین بجے کے حضور میں یاد ہوئی فوراً لباس بدل کر حاضر ہوا ڈیڑھ
گھنٹے تک باریاب رہا۔ قریب پانچ بجے کے واپس آکر پھر تھوڑی دیر قیلولہ
کیا بعد مغرب خطوط و اخبارات دیکھے آٹھ بجے کھانا کھا کر مشاغل معمولی سے
فرصت حاصل کر کے ایک بجے سو رہا۔

۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۵ھ ۲ فروردی سنہ ۱۳۲۶ف ۲۵ فروری سنہ ۱۹۱۷ء روز یکشنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوا۔ تھوڑی دیر دریا کی سیر کر کے بچوں کو
ساتھ لئے ہوئے ہوا خوری کیلئے بجی فورٹ تک گیا بعد واپسی کے خطوط لکھے۔
برزوجی جیا والے سے ملاقات کی۔ ایک ہزار چار سو چالیس روپئے کا منی آرڈر
جو رام راؤ مہتمم جیب خاص نے بلدہ سے بذریعہ تار روانہ کیا تھا وصول کیا۔
بارہ بجے کھانا کھا کر قیلولہ کیا چار بجے بیدار ہو کر حضرت کلیمی شاہ صاحب کو مزاج

پوسی کا تار بھجوایا۔ اور میں حضرت پیر ابراہیم صاحب کے بنگلے پر گیا ساڑھے سات بجے واپس آکر کھانا کھایا۔ بہ تعمیل فرمان خداوندی اہل و عیال نے تمغہ دیکھنے کے لیے حاضر ایوان شاہی ہوا ہوا تھا۔ تماشہ ایوان خسروی میں ہوا تھا۔ بارہ بجے واپس آکر مشاغل معمولی سے فرصت پا کر دو بجے سو رہا۔

۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ ۱۵ فروردی ۱۳۲۶ف ۲۶ فروری ۱۹۱۷ء روز دوشنبہ

صبحکو عادةً بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت حاصل کی ضروری خطوط لکھے نو بجے قاری سلیمان صاحب سے ملاقات کی۔ اُن کی واپسی کے بعد حبیب نوکر آیا دو رقعے لائے اُن سے ملا دو پارسلیں آئیں وہ چاک کیں۔ دوپہر کو کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ تین بجے کے بعد بیدار ہوکر معلوم ہوا کہ ثاقب صاحب واپس آگئے۔ انگوٹھی غزلیات فارسی ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کے پاس بھجوانے کی غرض سے صاف لکھوانے کا حکم دیا۔ پانچ بجے حضرت پیر ابراہیم صاحب قبلہ کے بنگلے پر گیا ساڑھے سات بجے واپس آکر آٹھ بجے کھانا کھایا۔ اور ڈاکٹر عبدالرحمن کو بلالیا۔ انتظام روانگی کے لئے ریلوے کے ڈبوں کے متعلق ضروری ضروری احکام منتظم پیشی انگریزی پر جاری کئے۔ کاغذات دیکھے۔ دواخانہ ڈاکٹری کے رجسٹر کا معائنہ کیا اور مشاغل معمولی سے فرصت پا کر دو بجے شب کے سو رہا۔

۴ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ۲۶ فروردی ۱۳۲۶ف ۲۷ فروری ۱۹۱۷ء روز سہ شنبہ

صبح کو عادةً بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت حاصل کی کچھ کاغذات دیکھے نو بجے

موٹر پر سوار ہو کر فورٹ میں۔ لیڈلا تھا کر اینڈ کو کی شاپ میں گیا۔ کچھ سامان خریدا
واپسی میں بین پاؤل کمپنی میں کچھ دیر ٹھیرا۔ دس بجے کے بعد واپس آیا تو ہالینڈ
کمپنی کا منیجر ایک موٹر بغرض فروخت لایا تھا اُس سے ملا۔ اسی اثنا میں بیرز وجی جیا بھائی والے
کی اطلاع ملی اُن سے ملاقات کی کپتان امیر احمد صاحب بھوپال والے آ گئے اُن سے
علاوہ چار پارٹی کے بعد واپس گئے۔ بارہ بجے کھانا کھا کر قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار
ہو کر کتابوں کی پارسل آئی تھی وہ دیکھی اور کتب ذیل دفتر پیشی میں رکھنے کی غرض
سے بھیجیں۔ یہہ وہ کتابیں قلمی ہیں جو یوسف علی صاحب اثر دہلوی کے پاس سے
اڈہائی سو کلدار میں منگوائی گئیں اُن کے نام یہہ ہیں۔ گلزار حال۔ نلدمن۔ دیوان
حضرت شمس تبریز رح ناتمام۔ یہہ کل کتب زمانہ عالمگیر کی لکھی ہوئی ہیں۔ دریا کے کنارے
کچھ دیر چہل قدمی کی۔ ایک تار صدر ناظم صاحب کو دیا۔ کچھ خطوط لکھے آٹھ بجے
کھانا کھایا بعد نصف شب کے سو رہا۔

۵ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ۲۷ فروردی ۱۳۲۶ف ۲۸ فروری ۱۹۱۷ء روز چہار شنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوا۔ صدر ناظم صاحب کو تار دلوایا
خطوط لکھے چھٹی شریف کی تیاری کے لئے مہتمم کارخانجات کو حکم دیا۔ نصیر المہام دربار
بھوپال کو میوہ تحفۃً روانہ کیا۔ جیا والے سے ملاقات کی۔ اسی عرصے میں خواجہ
شمس الدین صاحب تشریف لائے اُن سے ملا۔ اُن کے واپس جاتے ہی قاری
سلیمان صاحب اور کپتان امیر احمد صاحب آ گئے اُن سے بات چیت کرتا رہا چاء پان
سے تواضع کی۔ ڈیڑھ بجے اُن کی واپسی پر کھانا کھا کر کچھ قیلولہ کیا خواجہ صاحب نے
ہرن کا شکار بھیجا تھا اُسکا شکریہ ادا کیا چار بجے بیدار ہو کر کچھ دیر کتب بینی کی اور
قریب چھ بجے کے بچوں کو ہمراہ لئے ہوئے حضرت پیر ابراہیم صاحب کے بنگلہ پر

گیا۔ آٹھ بجے واپس آکر کھانا کھایا۔ اور مشاغل معمولی سے فرصت حاصل کرکے بعد نصف شب کے سو رہا۔

۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ ۲۸ فروردی ۱۳۲۶ف یکم مارچ ۱۹۱۷ء روز پنجشنبہ

صبحکو عادتاً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ ضروری احکام جاری کئے۔ چھٹی شریف کی مجلس کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ نو بجے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب مع چند مریدین و دبیر الملک مولوی اسرارحسن خانصاحب نصیر المہام بھوپال و قاری محمد سلیمان صاحب و ڈاکٹر سید نظیر حسین صاحب ڈاکٹر بھوپال۔ و قاضی کبیر الدین صاحب بیرسٹر۔ و میر علی نواز خانصاحب ولیعہد خیرپور تشریف لائے پہلے چاء سے تواضع کی۔ زاں بعد دس بجے سماع شروع ہوا۔ بارہ بجے تک تین چوکیوں نے قوالی کی۔ بارہ کے بعد ختم شریف اور فاتحہ ہوکر تبرک تقسیم ہوا مجلس برخاست ہوئی بعد برخاست تھوڑی دیر تک حضرت خواجہ صاحب نے قیام کیا۔ پان سے تواضع کی خواجہ صاحب اور نصیر المہام صاحب کی رخصت کے بعد قاری محمد سلیمان صاحب سے آج میں نے قرات کی تعلیم شروع کردی اُن کے جانیکے بعد ڈیڑھ بجے محل میں گیا۔ کھانا کھایا۔ باہر آکر نواب زادہ حافظ محمد عبید اللہ خانصاحب جنرل ریاست بھوپال کو تبرک کی کشتی روانہ کی۔ کچھ یونہیں سا قیلولہ کیا تھا کہ حضور پرنور نے یاد فرمایا۔ قریب پانچ بجے کے حاضر ایوان شاہی ہوا۔ آدھے گھنٹے کے بعد واپس آیا بعد مغرب اول وقت کھانا کھاکر بہ تعمیل فرمان خداوندی آٹھ بجے تاج محل ہوٹل میں جاکر شرکت دعوت کی عزت حاصل کی۔ بارہ بجے واپس آکر پرنٹین کے متعلق منتظم انگریزی کو ہدایات کیں حکیم مولوی مقصود علی خانصاحب کے خط کا جواب لکھا

کچھ پنسل اسکیچ کا کام کیا۔ قریب تین بجے شب کے آرام کیا۔

۷ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ۲۹ فروری ۱۳۲۶ف ۲ مارچ ۱۹۱۷ء روز شنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ کچھ کاغذات دیکھے پر تورے پانچ ہزار روپئے کلدار آئے تھے وہ وصول کئے۔ نو بجے موٹر پر سوار ہوکر تہاکر کمپنی آرہی تھی کمپنی میں جاکر گیارہ بجے واپس آیا۔ مہادیو صاحب پنڈت اور جبا والے سے ملاقات کی۔ دوپہر کا کہانا کھاکے قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہوکر مسٹر جال سے جو قاضی پٹیل بیکانز کے فرزند ہیں ملاقات کی۔ چھ بجے حضرت پیر ابراہیم صاحب کے بنگلے پر گیا نو بجے کے قریب واپس آیا۔ کچھ کاغذات اور ڈاک دیکھی اور مشاغل معمولی سے فرصت حاصل کرنے کے بعد نصف شب کے سو رہا۔

۸ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ۳۰ فروری ۱۳۲۶ف ۴ مارچ ۱۹۱۷ء روز یکشنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ ہواخوری کے لئے جانیکا ارادہ کیا ہی تھا کہ راجہ نرسنگ گیر آئے اُن سے ملاقات کی اُن کے بعد جبا والے سے ملا۔ اسی اثنا میں سید نور المنیب اللہ صاحب برادرزادہ مفتی نور الضیا صاحب اور اُن کے بعد ہی بابو نند لال صاحب سیل آگئے۔ سب سے نوبت بہ نوبت ملاقات کرتے کرتے دوپہر ہوگئے کھانا کھاکے قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہوکر ڈاک دیکھی۔ کچھ خطوط لکھے چھ بجے کے قریب دریا کے کنارے چہل قدمی کی۔ بعد مغرب کاغذات و خطوط دیکھے۔ آٹھ بجے کہانا کھایا اور معمولی مشاغل سے فرصت پاکر بعد نصف شب کے سو رہا

۹ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ، ۳۱ فروردی ۱۳۲۶ف، ۴ مارچ ۱۹۱۷ء روز یکشنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت حاصل کی موٹر پر سوار ہوکر فورٹ بمبئی کی طرف گیا۔ اتوار کی وجہ اکثر شاپیں بند تھیں۔ جلد واپس آیا مسٹر فنانڈس اور رشید نور الحسینی صاحب سے ملاقات کی۔ زاں بعد شاہ مرزا بیگ جو جنگ جرمن سے دو سال بعد چھ ماہ کی رخصت حاصل کرکے بعزم بلدہ آرہے ہوئے تھے ملنے کو آگئے۔ اُن سے بہت دیر تک بات چیت کرتا رہا۔ چار پان سے تواضع کی ایک دستی گھڑی طلائی بطور تحفہ انکو دیکر رخصت کیا۔ زاں بعد بابو نندلعل صاحب سیل اور قاری سلیمان صاحب سے نوبت بنوبت ملاقات کرکے کھانا کھایا۔ آج پڑتور سے پانچہزار روپیہ تعلقدار صاحب نے اور بھیجے۔ دوپہر کو قیلولہ کیا بیدار ہوتے ہی حضور پر نور میں یاد ہوی فوراً حاضر ایوان شاہی ہوکر باریابی کی عزت حاصل کی چھ بجے واپس آکر کاغذات دیکھے۔ سات بجے حضرت پیر ابراہیم خلیفہ صاحب کے بنگلے پر گیا قریب نو بجے کے واپس آکر کھانا کھایا کاغذات ضروری اور ڈاک دیکھی اور مشاغل معمولی سے فرصت پاکر بعد نصف شب کے سو رہا۔

۱۰ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ، غرہ اردی بہشت ۱۳۲۶ف، ۵ مارچ ۱۹۱۷ء روز دوشنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ بابو نندلال سے ملاقات کی اُن کی موجودگی میں منتظم انگریزی کو بلاکر ریلوے کے انتظام کے متعلق ضروری ہدایات کیں جبا و اسٹاور بدرالدین فورٹ۔ فاضل موراج سے ملاقات کی۔ مہادیو پنڈت نجومی کے فرزند کی رسم زنار بندی تھی۔ دو سو روپیے ایک دوشالہ ایک ریشمی شیروانی بھجوائی۔ بارہ بجے کھانا کھاکر قیلولہ کیا۔ تین بجے کے بعد یاد ہوی فوراً حاضر ایوان شاہی ہوا۔ پانچ بجے کے

قریب واپس آیا۔ خطوط لکھے وقت معینہ پر کھانا کھایا۔ نو بجے بعد کیسر نامی طوائف جس کی سفارش راجہ نرسنگ گیر نے کی تھی اس کا مجرا محل میں سنا۔ چار گنیاں دیکر رخصت کیا بعد نصف شب کے سو رہا۔

۱۱ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ۲ امرداد ۱۳۲۶ف ۹ مارچ ۱۹۱۷ء روز سہ شنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت حاصل کی کچھ کاغذات دیکھے الہٰی بخش سوختی فرنیچر مرچنٹ سے ملاقات کی دوپہر کو کھانا کھاکر یوں ہی قیلولہ کرنے لیٹا تھا کہ ڈھائی اور تین بجے کے درمیان یکایک بندگانعالی خلد اللہ ملکہٗ کی سواری مبارک رونق افروز ہوگئی گھبراکر اٹھا حسب عادت نذر گزراننے کی عزت حاصل کی۔ سواری مبارک کی ہمرکابی میں نواب افسر الملک بہادر ڈاکٹر شاہ میر خان۔ مولوی غیاث الدین۔ عثمان یار الدولہ اور رجال صاحب تھے۔ سرو دس منٹ کے بعد مراجعت فرمائی۔ میں موٹر پر سوار ہوکر ہور کمپنی۔ تھاکر کمپنی۔ وڈوی لیڈلا کمپنی میں گیا۔ قریب چھ بجے کے واپس ہوا خطوط لکھے اور ساڑھے چھ بجے حضرت پیر ابراہیم صاحب کے بنگلے پر گیا۔ ۹ بجے وہاں سے واپس آکر دیکھا کہ نواب حافظ محمد عبید اللہ خاں بہادر جنرل ریاست بھوپال نے میرے بچوں کے لئے کچھ تحائف بھیجے ہیں۔ گیارہ کشتیاں رکھی ہوئی ہیں۔ جن میں میوہ بھی شریک ہے۔ ان کی خدمت میں شکریہ کا خط لکھکر روانہ کیا ازاں بعد کاغذات دیکھتا رہا اور بعد نصف شب کے سو رہا۔

۱۲ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ۳ امرداد ۱۳۲۶ف ۷ مارچ ۱۹۱۹ء روز چہار شنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت پاتے ہی حضور میں یاد ہوئی فوراً حاضر

ایوان خسروی ہوا دو گھنٹے تک باریابی کی عزت حاصل کی قریب گیارہ کے واپس آیا۔
نندلال صاحب سیکا ظلم علیصاحب شوکت عہاد یو پنڈت نجومی سے ملاقات کی زائر
وسیوسینہ یاصاحب منسٹر ریاست میسور آئے چار پان سے اُن کی تواضع کی کیسنر
ساکن بمبئی کا مجرا ہوا۔ چار گنیاں دیگئیں۔ دبیر الملک مولوی اسرار حسن خانصاحب نصیر المہا
بھوپال اور قاری سلیمان صاحب سے ملاقات کی اُن کی تواضع بھی چار پان سے ہوی
رخصت کئے کھانا کھایا قیلولہ کا ارادہ ہی کیا تھا کہ دوبارہ یاد ہوی دو بجے حاضر ہوکر
بجے واپس ہوا کچھ دیر قیلولہ کرکے چھ بجے بیدار ہوا۔ ڈاک دیکھی ضروری کاغذات پر د
کئے۔ آٹھ بجے کھانا کھاکر مشاغل معمولی کے لبعد دو بجے شب کے سو رہا۔

۱۳ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ۱۴ ارادی بہشت ۱۳۲۶ف ۸ مارچ ۱۹۱۷ء روز پنجشنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت حاصل کی۔ چونکہ جس بنگلے میں ہوں اُسکا
ایک مہینہ پورا ہوچکا اور ابھی چند روز قیام کی ضرورت اور بھی ہے لہذا راجہ نرسنگ
صاحب سے توسیع کے لئے کہا گیا تھا اُسکا جواب حاصل کرنے کے لئے سید عبدالحسین مترجم
انگریزی کو ان کے پاس بھیجا۔ اس اثنا میں بابو نندلال صاحب بیل آگئے اُن سے
کی کچھ کاغذات دیکھے۔ اور جبا والے اور بابو صاحب کو لیکر توپ خانہ کے قریب ایک
بنگلہ تھا اس کے دیکھنے کو گیا۔ بنگلہ اچھا ہے دو منزلہ ہے روبرو دریا کا منظر خوشنما۔
اس کے کرایہ ٹھہرانے کے لئے جبا والے کو تاکید کی۔ بارہ بجے کھانا کھاکر قیلولہ کیا۔
وقت بیدار ہوا تو دوبارہ بابو نندلال صاحب کے آنے کی اطلاع ملی۔ اُن کے ہمراہ
ایک بنگلہ دیکھنے گیا۔ جس میں زنجیرے کے نواب ٹھہرا کرتے ہیں اگرچہ ایک کمپونڈ میں
متعدد بنگلے ہیں مگر جگہ بارونق اور منظر خوشنما نہیں وہاں سے مہالکشمی کی دیول کے پاس

ایک گرودوارہ ہے وہاں کے سجادہ نشین سے ملاقات کی صدر ریش اوداسی اس گرودوارہ میں فروکش تھے ایک پیر مرد ہے جسکا نام ہیرا داس ہے۔ فقیر دید وشنی کا اچھا معلوم ہوتا ہے وہاں سے واپس ہوتے وقت دو گنیاں گرودوارے میں نذر چڑھاکر آیا۔ جسا دلے سے ملاقات کی۔ ڈاک دیکھی۔ پانچ بجے کے بعد حضرت پیر ابراہیم صاحب قبلہ کے بنگلے پر گیا۔ بعد مغرب حضوری میں یاد ہوئی حضرت کے بنگلے سے بالا بالا حاضر ایوان خسروی ہوا ڈیڑھ گھنٹے کی باریابی کے بعد سوا نو بجے واپس آیا۔ خاصہ سے فارغ ہوا۔ آج ہولی کے باعث ہمراہی کے راجہ پلٹن کے فوجی سپاہی پردیسی رنگ لے آئے تھے رسماً انکا رنگ قبول کیا اور چار گنیاں ان کو انعام دیکر رخصت کیا۔ اور بعد مشاغل معمولی سو رہا۔

۱۴ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ۵ مارد ی بہشت ۱۳۲۶ف ۹ مارچ ۱۹۱۷ء روز جمعہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ نو بجے کے قریب مولوی اسرار حسن خانصاحب نصیر المہام بھوپال آئے ان سے ملاقات کی چاریان سے تواضع کی گئی۔ زاں بعد بابو نند لعل صاحب سیل اور ان کے بعد سید تراب علیصاحب و قاری سلیمان صاحب سے باری باری ملاقات کی۔ ڈاک دیکھی۔ کاغذات پر دستخط کئے۔ مدار المہام بہادر ریسو کو کچھ میوہ بھیجا۔ دوپہر کو کھانا کھاکر قیلولہ کیا چار بجے بیدار ہوا۔ جسا والے سے ملا دو گولڈن لیڈیز واچ ان کی معرفت خرید کیں پانچ بجے حضوری چوبدار نے ڈنر کی دعوت کا فرمان پہنچایا ساڑھے آٹھ بجے تاج محل ہوٹل میں شرکت ڈنر کی عزت حاصل کی گیارہ بجے واپس آیا۔ بارہ بجے مکرر یاد فرمائی ہوئی فوراً حاضر ایوان خسروی ہوا باریابی کا شرف حاصل کیا۔ دو بجے واپس ہوکر کچھ کاغذات دیکھے۔ اور مشاغل معمولی سے فرصت پاکر چار بجے سو یا۔ خواجہ حسن نظامی صاحب کو خط لکھا۔

تماشے کی عزت حاصل کی۔ بارہ کے بعد واپس آکر ضروری کاغذات دیکھے اور مشاغل معمولی سے فرصت پاکر تین بجے سو رہا۔

۲۱ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ۱۲ اسفندارذی بہشت ۱۳۲۶ف ۱۶ مارچ ۱۹۱۷ء روز جمعہ

صبحکو حسب عادت بیدار ہوکر ضروریات و چارنوشی سے فرصت حاصل کی باہر آیا۔ حکیم میر احمد علیصاحب سے ملاقات کی بابو ننذلعل سیل آگئے اُن سے ملا سید تراب علی سے ملاقات کی کاغذات پر دستخط کئے۔ ڈاک دیکھی۔ بارہ بجے کے بعد کھانا کھاکر قیلولہ کا ارادہ کیا تھا کہ حضوری چوبدار آیا۔ دو بجے حاضر ایوان خسروی ہوکر باریابی کی عزت حاصل کی تین بجے کے بعد واپس ہوکر فورٹ میں ہوتا ہوا ساڑے چار بجے بنگلے میں آیا۔ چارنوشی کرکے کچھ سو رہا۔ آٹھ بجے کھانا کھاکر کاغذات دیکھتا رہا۔ احکام جاری کئے خطوط لکھے۔ ایک نظم فارسی لکھی جو درج ذیل ہے مشاغل معمولی سے فرصت حاصل کرکے تین بجے شب کے سو رہا۔

نظم حسب حال

بختم آشفتہ مخالف روزگار	کار من برہم شود چوں زلف یار
چشم از نادیدنی ہاے جہاں	روز و شب چوں ابر ماند اشکبار
بہر بخت خفتہ روز من شب است	چشم بیخوابم بہ شب اختر شمار
ہستم از پایہ یمین السلطنت	قدر من داند فلک کم از یسار
دشمناں چوں گرگ ہاں از پیش و پس	دوستاں از پیش شاں بے اختیار

کس نمی پرسد ز احوال دلم	کے شود بختم الٰہی سازگار
بست تن دارم ز فرزندان خویش	پانزدہ از دختران پوراند چار
اے دل وجانم فدایت یا الٰہ	بلکہ ایماں را کنم برتو نثار
چشم قربان احسانت شوم	اے کہ فرمودی خزانم نوبہار
من نمانم ہرچہ دادی درجہاں	از عنایات تو ماندیا دگار

تا کہ باشد در عناصر امتزاج
شاد باشد بندہ ات اے کردگار

۲۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۵ھ ۱۳ اسفندارمذ سنہ ۱۳۲۶ف ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۱۷ء
روز شنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ حکیم میر احمد علی اور بابو نند لعل سیل سے ملاقات کی۔ کاغذات دیکھے۔ ضروری خطوط لکھے۔ دوپہر کو کھانا کھاکر قیلولہ کیا۔ تین بجے بیدار ہوکر چار نوشی سے فارغ ہوا ہی تھا کہ حضوری چوبدار آیا فوراً حاضر ایوان خسروی ہوا۔ پانچ بجے شیرینی کی کشتی سرفراز ہوی۔ ایک گھنٹہ کی باریابی کے بعد واپس ہوکر حضرت پیرابراہیم صاحب کے بنگلے پر اتر پڑا۔ حضرت سے ملکر قریب سات بجے کے اپنے بنگلے پر آیا۔ آٹھ بجے کھانا کھا کر باہر آیا۔ فارسی دو غزلیں لکھیں جو درج ذیل ہیں۔ اس کے بعد ضروری کاغذات دیکھتا رہا اور مشاغل معمولی سے فرصت پاکر دو بجے شب کے سو رہا۔

غزل

شد از رحیق عشق خمیر سرشت ما | تعمیر میکده شود از خاک خشت ما
زاہد کجا بہ کعبہ بود جلوۂ بتاں | مائل بہ سجدہ باش بسعیٔ کنشت ما
گر از طواف کعبہ سوی میکدہ رویم | واعظ ترا چہ بحث از ین خوب و زشت ما
ما ز ندمی کشیم نہ خلد بریں چہ کار | ساقیست حور و میکدہ حم بہشت ما

ایشاد ہستی ابد از عشق یافتیم
باشد ہمیں ز روز ازل سرنوشت ما

ایضاً

اگر در بر من بیاید نگارے | دل بیقرارم بہ گیرد قرارے
من و رنج ہجران ز یار ستمگر | من و بخت و صد فتنۂ روزگارے
گر از عشق یارب مقدر ہمیں است | چگونہ کنم با فلک کارزارے
گلہ می نمودم من از بخت دشمن | اگر دوست بودی مرا ہیچ یارے
نہ چوں درد ہجران مرا دردبودے | نہ چوں نار عشقش بدل سوزنارے
سزد گر بدامانت آویزم ای چرخ | سزد گر ازیں غصہ پیچم چو مارے
چو آں چشم مستش مرا یاد آمد | فتاد از نظر نرگس نوبہارے
اگر گوہری تو بہ چشمان عاشق | صدف وار بینی ز چشم کنارے
بہ ذکر تو کارم نباشد بہ تسبیح | زنامت بہ انفاس دارم شمارے
اگر لا برے نفی بود در دل من | چگونہ رود بر زبان لفظ آرے
ببالین من گر بیائی مسیحا | بجز تو نباشد بجان ہیچ کارے

اگر استی ترک جہانی الفراق صید لے	بجز آہوئے دل مغز ماشکارے
اگر خواک پائے تو منعم سوے سد	بر اہت شود چوں گدا خاکسارے
بہترا ستانت نگیرم ره دگر جا	بہ قربت شود گرم ہر انجمن بارے

عمر اتوا چہ کا فیست چوں در دو عالم
چہ کارم بود شاد با شہر یارے

۲۴ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ۱۴ اسفندی بہشت ۱۳۲۶ف ۱۸ مارچ ۱۹۱۷ء روز یکشنبہ

صبح کو عادۃً بیدار ہو کر ضروریات سے فرصت حاصل کی حکیم احمد علی صاحب سے ملاقات کی۔ ان کے بعد یوسف لعل سیل سے ملا۔ کاغذات دیکھتا رہا بارہ بجے کھانا کھا کر قیلولہ کرنا چاہتا تھا کہ حضوری چوبدار آیا۔ ایک بجے حاضر ایوان شاہی ہوا وہاں سے برخاست کے بعد فورٹ میں گیا مگر چونکہ یکشنبہ کے سبب شاپیں بند تھیں لہذا واپس آیا۔ اور سو رہا۔

چھ بجے کے بعد حضرت پیر ابراہیم صاحب کے بنگلے پر گیا لیکن حضرت کہیں تشریف لے گئے تھے لہذا فوراً واپس آیا۔ آٹھ بجے کھانا کھایا۔ کاغذات دیکھے کچھ خطوط لکھے۔ اور ایک غزل فارسی لکھی جو درج ذیل ہے۔ اور مشاغل معمولی سے فارغ ہو کر دو بجے سو رہا۔

غزل

صبحدم در بوستاں چوں گلعذار آمد برون	پر فشاں از آشیاں ہا صد ہزار آمد پرون

آہوئے دل سوئے تیر ناز او بے خود دوید	بہر صید او چوں آں ترک سوار آمد بروں
فتنہ برپا شود از چشم مست نازنین	خواب آلودہ ز خلوت پر خمار آمد بروں
بہر بخشایش الٰہی اینقدر را تا خیر چیست	چوں گنہگارت ز دنیا شرمسار آمد بروں

شاد چوں از دشمنان سوئے علی بردم پناہ
بہر قتل فتنہ کاراں ذوالفقار آمد بروں

۲۴ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ۱۵ اردی بہشت ۱۳۲۶ف ۱۹ مارچ ۱۹۱۷ء روز دوشنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ حکیم سید احمد علی صاحب سے ملاقات کی ان کے بعد بابو نند لعل سیل سے ملا۔ دس بجے بدر الدین عبد اللہ کور آگئے ان سے ملا۔ اسی اثنا میں حضور پر نور نے یہ مصرع طرح عنایت فرمایا۔ (پوچھتے اشک اگر گوشۂ داماں ہوتا) بارہ بجے کھانا کھاکر غزل مندرجۂ ذیل لکھی ایک بجے حاضر ایوان شاہی ہوکر شرکت لنچ کی عزت حاصل کی۔ آج گورنر صاحب اور ان کی خاتون بھی شریک تھیں۔ دو بجے کے بعد واپس آیا۔ تین بجے مکرر یاد ہوئی فوراً حاضر ہوا۔ شعر شاعری کا تذکرہ رہا۔ اعلیحضرت ماشاء اللہ سخن شناسی کا مذاق نہایت عمدہ رکھتے ہیں اب سخن گوئی کیطرف بھی رجحان ہوا ہے۔ کچھ اشعار اس مصرع طرح پر فرمائے تھے وہ ہم فدائیوں کو سنا کر عزت بخشی۔ قریب پانچ بجے کے واپس ہوکر فورٹ کیطرف گیا۔ چھ بجے بنگلے پر آکر دریافت سے معلوم ہوا کہ حضرت پیر ابراہیم صاحب مکان پر تشریف رکھتے ہیں ان کی ملاقات کو گیا وہاں حاجی مرزا عبد الرحیم صاحب متوطن بلبلہ توابع باکو سے ملاقات کی

قریب آٹھ بجے کے واپس آکر کھانا کھایا۔ ڈاک دیکھی۔ حضرت پیر ابراہیم صاحب کے نام ایک چٹھی روانہ کی۔ کاغذات پر دستخط کئے اور مشاغل معمولی سے فارغ ہوکر سو رہا۔

غزل

اپنے قابو میں اگر دیدۂ گریاں ہوتا
کبھی افشا نہ کسی پر غم پنہاں ہوتا

آج اس بت سے اگر وصل کا ساماں ہوتا
درد الفت کا مسیحا مرے درماں ہوتا

دم لبوں پر ہے نظر در پہ لگی ہے ظالم
اب بھی آ تا مری بالیں پہ تو احساں ہوتا

زلف الجھی ہوئی گر دیکھتی چشم نرگس
شل سنبل کے بہت حال پریشاں ہوتا

جلد سے لیکے مرا دل وہ بڑی خیر ہوئی
ورنہ اب آ کے پھر کون نگہباں ہوتا

نہیں موقوف یہی ہے اسے آئنہ دیکھے تو خود
دیکھتا جو کوئی تجھکو وہی حیراں ہوتا

ضعف نے روک دیا دست جنوں کو ورنہ
جیب کی طرح کبھی ٹکڑے کبھی داماں ہوتا

تلخ کامی نے کیا ذائقہ پھیکا ورنہ
میرا ہر زخم جگر شور نمکداں ہوتا

وصل اس بت کا میسر نہ ہوا خوب ہوا
ورنہ لازم تھا کہ مجھکو غم ہجراں ہوتا

آتش عشق سے ہوتا جو کسی دن روشن
کثرت داغ سے دل سرو چراغاں ہوتا

دیکھتا حق کو جو صورت میں بتوں کی زاہد
قسم اللہ کی تو صاحب عرفاں ہوتا

مصحف رخ کا تصور جو نہ ٹلتا دل سے
میں کبھی واعظ بخدا حافظ قرآں ہوتا

زہد نے مجھکو ریاکار بنایا زاہد
خوب ہوتا جو گنہ کرکے پشیماں ہوتا

جسم پر تار بھی رکھتا نہ جنوں نے باقی
پوچھتا اشک اگر گوشۂ داماں ہوتا

تھم گئے اشک مرے ہوگئی موقوف جھڑی
ورنہ رونے سے بپا نوح کا طوفاں ہوتا

عید نوروز خوشی سے ہیں مناتا گھر میں | رونق افروز اگر خسرو ذی شان ہوتا

خال عارض کی محبت نے بنایا کافر
ورنہ اسے شاد میں اک مرد مسلمان ہوتا

۲۵ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ۱۶ اسفندارمذ ۱۳۲۶ف ۱۸ مارچ ۱۹۱۷ء روز سہ شنبہ

صبحکو حسب عادت بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت حاصل کی۔ حکیم میر احمد علی صاحب اور اُن کے بھائی میر کاظم علی شوکت سے ملاقات کی۔ دس بجے چوبدار آیا فوراً حاضر ایوان خسروی ہوا۔ جو غزل کہی تھی گذران دی۔ قبول فرما کر نمکخواروں کی عزت بڑھائی گیارہ بجے کے بعد وہاں سے اسٹیشن بوری بندر پر گیا اور اسپشل کی تیاری کے لئے آرڈر دیا کہ کل صبح کے آٹھ بجے پلیٹ فارم پر تیار رہے بارہ بجے واپس آکر کھانا کھایا اور قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہوکر ڈاک دیکھی۔ ریلوے ٹرافک منیجر کی چٹھی کا جواب دیا۔ بابو سندر لعل سیل سے ملاقات کی۔ ہوا خوری کے لئے گودی اور اپالو بندر کو گیا۔ بعد مغرب واپس آکر ایک قطعہ فارسی کا اور دو اردو کے لکھے جو درج ذیل ہیں۔ کھانا کھا کر کاغذات دیکھے صبحکی روانگی کے متعلق ہدایات کیں۔ تین بجے شب کے سو رہا۔

قطعہ

شاد پاس ادب سے شہ نے مرے | گو تخلص ہے رکھ لیا عثمان

لیکن اس میں نہیں قباحت کچھ
ہائے میراث اگر شہ ذیشان

ورنہ ان میں سے جو کہ ہیں ستمر
منتخب شہ کریں تو ہے احسان

واصف و ناصر و نظام افضل
یا سکندر تخلص ذی شان

یہ اب وجد کے نام ہیں روشن
نام پر جن کے جان و دل قربان

گر تخلص حضور کا ہو شاد
ہے ہر اک انتہا سے شایان

گر یہ مصرعہ ہو اور کچھ خلاف
ہے یہ امید لطف شہ ذیشان

تو نیابت سے ہو عفو قصور
شاد رکھے حضور کو یزدان

ہو مبارک مراجعت شاہا
رہے دائم عنایت سبحان

جلد پہنچیں سلامتی سے حضور
با ہزاران جلال و شوکت و شان

ہو گا کل نہیں سوار فدوی بھی
دن کے بارہ کے بعد اے سلطان

ہو گئی اب طبیعت اپنی اداس
اور ہونے لگا زبس خفقان

بہت تکرار ریل والوں سے
پانچ ڈبے لگائیں گے نہ یہاں

شہ کی سرحد میں جب کہ پہنچوں گا
مشکلیں ہوں گی میری سب آسان

پانچ چھ سو اضافہ دیگر شاد
تھوڑی دور اسپشل میں ہو گا روان

اپنی سرحد پہ جا کے بندۂ شاہ
اسپشل چھوڑ دیگا نا امکان

صاف لکھتا ہے وہ بھی اے شاہ
اسپشل کا اگر نہ ہو سامان

کر کے تفریق فیا ملی کی چلو
واہ کیا تباتے ہیں احسان

ایسی تفریق بمبئی سے ہو
ہے یہ دشوار و خارج از امکان

خیر باد اب کہوں گا اس کو ضرور
بمبئی کے قیام میں ہے زیان

آپ کی واپسی کے بعد حضور
عیش کا کیا رہا یہاں سامان

عرض کرتا ہوں اب خدا حافظ
عرض مقبول ہو مرے سلطان

آہوے دل سوئے تیر ناز او بے خود دود
فتنہ برپا شود از چشم مست نازنین
بہر بخشائش الٰہی اینقدر تا خیر چیست

بہر صید او چوآں ترک سوار آید برون
خواب آلودہ زخلوت بر تماشا آید برون
چوں گنہگار ت زدنیا شمر سار آید برون

شاد چوں از دشمنان سوئے علی بردم پناہ
بہر قتل فتنہ کاراں ذوالفقار آید برون

۲۴ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ – ۱۵ امرداد ۱۳۲۶ف – ۱۹ مارچ ۱۹۱۷ء روز دوشنبہ

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ حکیم میر احمد علیصاحب سے ملاقات کی اُن کے بعد بابو نند لعل سیل سے ملا۔ دس بجے بدرالدین عبداللہ قور آگئے ان سے ملا۔ اسی اثنا رمیں حضور پرنور نے یہ مصرع طرح عنایت فرمایا۔ (پوچھتے اشک اگر گوشۂ داماں ہوتا) بارہ بجے کھانا کھاکر غزل مندرجۂ ذیل لکھی ایک بجے حاضر ایوان شاہی ہوکر شرکت لنچ کی عزت حاصل کی۔ آج گورنر صاحب اور اُن کی خاتون بھی شریک تہیں۔ دو بجے کے بعد واپس آیا۔ تین بجے مکرریاد ہوی فوراً حاضر ہوا۔ شعر شاعری کا تذکرہ رہا۔ اعلیحضرت ماشاراللہ سخن شناسی کا مذاق نہایت عمدہ رکھتے ہیں اب سخن گوئی کیطرف بھی رجحان ہوا ہے۔ کچھ اشعار اس مصرع طرح پر فرمائے تھے وہ ہم فدائیوں کو سناکر عزت بخشی۔ قریب پانچ بجے کے واپس ہوکر فورٹ کیطرف گیا۔ چھ بجے بنگلے پر آکر دریافت سے معلوم ہوا کہ حضرت پیر ابراہیم صاحب مکان پر تشریف رکھتے ہیں اُن کی ملاقات کو گیا وہاں حاجی مرزا عبدالرحیم صاحب متوطن بلبلہ توابع باکو سے ملاقات کی

قریب آٹھ بجے کے واپس آکر کھانا کھایا۔ ڈاک دیکھی۔ حضرت پیر ابراہیم صاحب کے نام ایک چٹھی روانہ کی۔ کاغذات پر دستخط کئے اور مشاغل معمولی سے فارغ ہوکر سو رہا۔

غزل

اپنے قابو میں اگر دیدۂ گریاں ہوتا
کبھی افشا نہ کسی پر غم پنہاں ہوتا

آج اس بت سے اگر وصل کا پیماں ہوتا
درد الفت کا مسیحا سے درماں ہوتا

دم لبوں پہ ہے نظر در پہ لگی ہے ظالم
اب بھی آجا مری بالیں پہ تو احساں ہوتا

زلف الجھی ہوئی گر دیکھتی چشم نرگس
مثل سنبل کے بہت حال پریشاں ہوتا

چل دئے لیکے مرا دل وہ بڑی خیر ہوئی
ورنہ اب اٹھ کے پھر کون نگہباں ہوتا

نہیں موسیٰ ہی پہ اے آئنہ رو کچھ موقوف
دیکھتا جو کوئی تجھکو وہی حیراں ہوتا

ضعف نے روک دیا دست جنوں کو ورنہ
جیب ہوتی کبھی ٹکڑے کبھی داماں ہوتا

تلخ کامی نے کیا ذائقہ پھیکا ورنہ
پھر ہر زخم جگر شور نمکداں ہوتا

وصل اس بت کا میسر نہ ہوا خوب ہوا
ورنہ لازم تھا کہ مجھکو غم ہجراں ہوتا

آتش عشق سے ہوتا جو کبھی دل روشن
کثرت داغ سے دل سرو چراغاں ہوتا

دیکھتا حق کو جو صورت میں بتوں کی زاہد
قسم اللہ کی تو صاحب عرفاں ہوتا

مصحف رخ کا تصور جو نہ ملتا دل سے
میں بھی واعظ بخدا حافظ قرآں ہوتا

زہد نے تجھکو ریاکار بنایا زاہد
خوب ہوتا جو گنہ کرکے پشیماں ہوتا

جسم پر تار بھی رکھا نہ جنوں نے باقی
پوچھتا اشک اگر گوشۂ داماں ہوتا

تھم گئے اشک مرے ہوگئی موقوف جھڑی
ورنہ رونے سے بپا نوح کا طوفاں ہوتا

عید نو روز خوشی سے ہیں مناتا گھر میں | رونق افروز اگر خسرو ذی شان ہوتا

خال عارض کی محبت نے بنایا کافر
ورنہ اسے شاد میں اک مرد مسلمان ہوتا

۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۵ھ ۱۶ اسفندارمذ (اردی بہشت) سنہ ۱۳۲۶ف ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۱۷ء روز سہ شنبہ

صبحکو حسب عادت بیدار ہو کر ضروریات سے فرصت حاصل کی حکیم میر احمد علی صاحب اور اُن کے بھائی میر کاظم علی شوکت سے ملاقات کی۔ دس بجے چوبدار آیا فوراً حاضر ایوان خسروی ہوا۔ جو غزل کہی تھی گذران دی۔ قبول فرما کر نمکخواروں کی عزت بڑھائی گیارہ بجے کے بعد وہاں سے اسٹیشن بوری بندر پر گیا اور اسپشل کی تیاری کے لئے آرڈر دیا کہ کل صبح کے آٹھ بجے پلیٹ فارم پر تیار رہے بارہ بجے واپس آکر کھانا کھایا اور قیلولہ کیا۔ چار بجے بیدار ہو کر ڈاک دیکھی۔ ریلوے ٹرافک منیجر کی چٹھی کا جواب دیا۔ بابو نند لعل سیل سے ملاقات کی۔ ہوا خوری کے لئے گودی اور اپالو بندر کو گیا۔ بعد مغرب واپس آکر ایک قطعہ فارسی کا اور دو اردو کے لکھے جو درج ذیل ہیں۔ کھانا کھا کر کاغذات دیکھے صبح کی روانگی کے متعلق ہدایات کیں۔ تین بجے شب کے سو رہا۔

قطعہ

شاد پاس ادب سے شہ نے مرے | گو تخلص ہے رکھ لیا عثمان

لیکن اس میں نہیں قباحت کچھ — پائے میں اس اگر شہ ذیشان
ورنہ ان میں سے جو کہ بہتر ہو — منتخب شہ کریں تو ہے احسان
واصف ۔ ناصر ۔ و منتظم افضل — یا سکندر تخلص ذی شان
یہ اب وحید کے اسم ہیں شایاں — نام ہیں جس کے جان و دل قربان
گر تخلص حضور کا ہو شاہ — ہے ہر اک اعتبار سے شایان
گر یہ منظور ہو دیکھے خلاف — ہے یہ امید سے شہ ذیشان
کچھ لطف سے ہو عفو قصور — شاد رکھے حضور کو یزدان
ہو مبارک مراجعت شاہا — رہے دائم عنایت سبحان
جا کے پہنچیں سلامتی سے حضور — با ہزاراں جلال و شوکت شان
ہوگا کل پانچ سوار فدوی بمبئی — دن کے بارہ کے بعد اے سلطان
ہوگئی اب طبیعت اپنی اداس — اور ہونے لگا زبس خفقان
پھرتے تکرار ریل والوں سے — پانچ ڈبے لگائیں گے نہ یہاں
شہ کی سرحد میں جب پہنچوں گا — مشکلیں ہوں گی میری سب آسان
پانچ چھ سوا اضافہ دیگر شاد — تھوڑی دور اسپشل میں ہوگا رواں
اپنی سرحد پہ جا کے بندہ شاہ — اسپشل چھوڑ دیگا تا امکان
صاف لکھتا ہے وہ بھی اے شاہ — اسپشل کا اگر نہ ہو سامان
کرکے تفریق فیالی کی چلو — واہ کیا بتاتے ہیں احسان
ایسی تفریق بمبئی سے ہو — ہے یہ دشوار و خارج از امکان
خیر باد اب کہوں گا اس کو ضرور — بمبئی کے قیام میں ہے زیان
آپ کی واپسی کے بعد حضور — عیش کا کیا رہا یہاں سامان
عرض کرتا ہوں اب خدا حافظ — عرض مقبول ہو مرے سلطان

قطعه

سخن ذوق کرد شاه دکن — شعر را پایه [illegible]
شد طلبگار استاد خسرو ما — که همین شاعر است و نامآور
شه گزیده تتبع ناسخ — که بود مثل او سخن گستر
شه بدان شیوه خوش نوائی کرد — که بود دلکش و از او خوشتر
مطلع شاه مطلع خورشید — مطلع اوست مطلع [illegible]
میکشد دل ز سینهها که بود — بیت شه بیت ابروی دلبر
غزل شاه هست دیوانی — شعر با شد ز عشق یک دفتر
شعرش از حسن معنی و ترکیب — دلرباتر ز شاهد [illegible]
گر ز نازک خیالیش بیند — [illegible]
هست هر شعر شاه از خوبی — دلکش و دلفریب چون دلبر
راست گویم که شعر شاه دکن — در صفا بین اثر بود [illegible]
حسن و خوبی شعر این سلطان — افگند از نظر بت آذر
مقطع شاه است یک جاگیر — بلکه معمورتر ز یک کشور
نقش پرواز فکرش از اعجاز — نقش بند از شعله آذر
از صفائی طبیعتش حیران — همچو آئینه گرد اسکندر
دم آغاز فکر شاه جهان — افگند منتهی به پیشش سر
فی البدیهه اگرچه دشوار است — لیک پیش شه است آسان تر
در جهان سخن رسان کمال — شعر را فکر شه بود مفخر
است این شاه در علوم و فنون — از عروج خیال به ز پدر
آن چنان حکمران که در ملک است — حکمران است در سخن کشور

دلربائے اگر شود پیدا — در دل خویش جا و ہم او را
رفت عمرم بانتظار وصال — رحم بر حال خستہ ام فرما
من و سودائے زلف محبوباں — این چہ شوریست اینچہ طرفہ بلا
کفر و ایماں نگیست در پیشش — ہر کراہست دیدۂ بینا
گفت خواجہ گدے این حکایت — بندۂ خواجہ بنشاد گفت گدا

ات

ہمرہ شاہ بعد سیر و سفر — چونکہ آمدیم شکر خدا
این سفر بود تفرقہ از چرخ — ما ز یاران خود شدیم جدا
شہر تاراج گشت از طاعون — شد مسلط بلا بحکم خدا
ہمرہ شاہ بودم ولیکن — سجدا بود قلب من این جا
پنج و ہم دہ ہزار خلق بمرد — باید اکنوں گرفت راہ رضا
این بلا بود شامت اعمال — خلق از کردہ بود بے پروا
حکم حق کل من علیہا فان — بہر فانی بود چگونہ بقا
روز اخبار شہر می خواندم — نالہ می کردم و ہم آہ و بکا
توبہ می کردم و ہم استغفار — می نمودم برائے خلق دعا

دعا

اے جہاں آفریں خدائے قدیر — رحم بر بندگان خود فرما
در دو عالم بغیر تو کس نیست — توئی پنہاں و ہم توئی پیدا
جملہ مخلوق حادث و فانیست — نبود جز بذات پاک بقا
ما اگر معصیت نمیکردیم — کہ طلبگار عفو بود خدا
عفو خواہیم ما خطاکاراں — عفو تقصیر مر ترا زیبا
جز تو دیگر مرا پناہے نیست — ورنہ ما ہم بگیر رستے غلطے
کرد مخلوق را تبہ طاعون — ہست از ما خطا ز تست عطا

باشد امید عفو و خوف سخط
سرخرو کن چو پیش تو آیم
اے خدا چوں گناہگار تو ایم
خواندہ نام خویش را غفار
عاصیان را چرا عطا نشود
بجلال خدا و عزت او
اے فدائے تو جان و ایمانم
چوں دعا کردم و شدم فارغ
بعد چندے بمن رسید نوید
حال کشور شنیدہ یکسر
شدہ از پول جیب من خالی
بچگاں را گرفت از بس تپ
دامن دل گرفت رنج و تعب
فضل می گفت ہاں مترس اصلا
بارے انجام ایں سفر شد نیک
پول ہم داد از خزانۂ غیب
وحدہٗ لا الٰہ الا ھو

ہست ایمان میان خوف و رجا
یا الٰہی ہمیں است از تو دعا
از کہ خواہیم عفو و لطف و عطا
در ازل شد بلوح ایں طغرا
از تو منشور لطف و عفو خطا
ہمہ او ہست شاد چشم کشا
اے خداوند خالق الاشیا
قلت للقلب کل خلق سخا
گشت طاعون فنا بفضل خدا
بشنو اے یار حال من حالا
گرچہ ماندے یکسر دریا
زبر و دت زسرفہ بود ایذا
درد میخواست بہر خویش دوا
قلب میخواند ربی الاعلیٰ
بمریضاں خدا بداد شفا
کہ غنی ہست و قادر است خدا
ذات او را سزاست حمد و ثنا

یا الٰہی ز جام الفت خویش
مست و سرشار شاد را فرما

۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۵ ۱۸ امرداد ی بہشت سنہ ۱۳۲۶ ف ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۷ء روز پنجشنبہ

صبحکو حسب عادت بیدار ہوکر ضروریات سے فارغ ہوا۔ ساڑھے سات بجے گاڑی سائڈنگ پر ٹھہرنے کے بعد پلیٹ فارم پر آیا۔ ڈبہ میں سے موٹر اتروا کر سوار ہوا سب سے پہلے حضرت شاہ نور حموی کی درگاہ پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھی۔ وہاں سے خواجہ شمس الدین صاحب کے مکان پر گیا اُن سے ملاقات کرکے اپنا باغ و مکان واقع مہاراجہ بازار اور رنگ آباد دیکھا۔ بارہ بجے واپس آکر کھانا کھایا۔ کچھ خیال ہو گیا ہی تھا کہ منماڑ سے آنیوالی ٹرین کی گڑبڑ سے آنکھ کھل گئی۔ ضروری کاغذات دیکھنے شروع کردئے ایک غزل فارسی لکھی جو درج ذیل ہے شام کو پانچ بجے کے بعد میرے ڈبے دوسری سائڈنگ پر آگئے۔ میں ڈبے سے نیچے اترا۔ بچوں کو حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کے مکان پر بھیجا۔ بعد مغرب کھانا کھا کر سیٹھ جھوٹے لعل صاحب اور رنگ آبادی کھتری نبالکشن صاحب کھتری سے ملاقات کی۔ اسٹیشن ماسٹر و اسٹاف کو تقسیم انعام کا حکم دیا۔ اس کی فوری تعمیل ہوی۔ ان بعد کاغذات دیکھتا رہا۔ گیارہ بجے کے بعد ٹرین اسٹارٹ ہوی میں نے بھی مشاغل معمولی سے فرصت حاصل کرکے دو بجے سو رہا۔

غزل

گفتم اے جان کجاست عہد شبا
متبسم شد و بہ گفت بجواب

گفتمش چیست نور رخسارت
گفت اینست پرتو مہتاب

گفتمش چیست این شب فرقت
گفت زلف بلائے فتنہ خضاب

متعلق حکم دے چکا تھا۔ اور ٹرین چار بجے اسٹیشن مذکور پر پہنچی۔ فوراً معصوم علی صاحب منصف پربھنی جو میرے اسٹیٹ کے معتمد رہ چکے ہیں اور اورنگ آباد سے اُن کو اطلاع دیدی تھی اسٹیشن پر حاضر ہوئے اُن کو اپنے ڈبے میں بلوا کر ملا۔ انھوں نے میرے قیام کیلئے ایک مختصر سا مکان جو با غیں ہے اور ایک ڈیرے کا بھی انتظام کرادیا تھا۔

سات بجے پلیٹ فارم پر آیا۔ موجودہ اشخاص کا سلام لیا۔ رام کشن شاستری آگئے ان سے ملاقات کی۔ زاں بعد ناشتے اور چاء وغیرہ سے فارغ ہو اکاغذا دیکھے۔ دو غزلیں اُردو لکھیں جو درج ذیل ہیں۔ دوپہر کو کھانا کھاکر قیلولہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد بیدار ہوتے ہی معلوم ہوا کہ فرحت محل کو بخار ایکسو ۱۰۵ پانچ ڈگری ہے معصوم علی کو اپنے ڈبے میں بلوا کر ملاقات کی۔ روانگی کے متعلق مشورہ کیا۔ بالآخر آج ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔ پانچ بجے بچوں کو بہمرائی مولوی معصوم علی درگاہ حضرت سید شاہ تراب الحق صاحب رح پر روانہ کیا۔ بعد مغرب پلیٹ فارم پر کرسیاں ڈلوا کر بیٹھا اور مولوی عبدالحی وکیل کشن راؤ وکیل ڈھونڈ براج وکیل۔ گوبند راؤ وکیل۔ کیشو راؤ وکیل۔ نارایُن راؤ وکیل۔ خیرالدین وکیل۔ محمد غوث صاحب محرر پولیس جو بیشتر میری اسٹیٹ میں امین تھے۔ اُن سب سے ملاقات کی نو بجے کے بعد برخاست کرکے کھانا کھایا۔ اور بعد مشاغل معمولی نصف شب گذرنے پر سو رہا۔

غزل

تھی جو شباب میں وہ طبیعت نہیں رہی	وہ راحت و سکون و فراغت نہیں رہی

اب وہ کہاں عشق کہاں کی وہ عاشقی
اب وہ وجاہت اور وہ صورت نہیں رہی

اب وہ فراغ دستی اہل دول کہاں
وہ حوصلے نہیں ہیں وہ ہمت نہیں رہی

قارون کیساتھ زیر زمیں گنج ہو گئے
پہلی سی منعموں کی وہ نیت نہیں رہی

وہ اعتقاد غرض ہیں فقط اس کی فنا سے
دوزخ کا خوف خواہش جنت نہیں رہی

ساقی و تشنگی کا زمانہ کہاں ہے اب
جب جا چکا شباب تو عادت نہیں رہی

حسب عیش نہیں سے انداز و کرشمے ہی اٹھ گئے
وہ ہنسنے بولنے کی بھی رغبت نہیں رہی

پرساں نہیں ہے کوئی بھی اہل کمال کا
اس واسطے کمال کی شہرت نہیں رہی

حرص و ہوا کی خوب زمانہ میں ہے ہوا
دیکھی کہیں نہیں وہ قناعت نہیں رہی

مقراض کیطرح سے چلی بھی زباں تو کیا
باتوں میں اب کسی کی حلاوت نہیں رہی

اب یہ ہو کہ بازیوں کا ہی بازار گرم ہے
قول و قرار میں وہ صداقت نہیں رہی

اب ہے ہوا بندھی ہوئی مکر و فریب کی
وہ جرأتیں نہیں وہ شجاعت نہیں رہی

سب خود غرض ہیں جتنے ہیں احباب آج کل
وہ مہربانیاں وہ عنایت نہیں رہی

کہلاتے جو غیور تھے نابود ہو گئے
اب وہ حمیت اور وہ غیرت نہیں رہی

اپنی غرض کے واسطے کرتے ہیں نوکری
آقا کی مخلصانہ اطاعت نہیں رہی

آقا بھی قدر دان زمانے میں شاذ ہیں
نوکر کیساتھ مہر و عنایت نہیں رہی

جوہر شناس اب تو کہیں خال خال ہیں
تعداد ہے قلیل وہ کثرت نہیں رہی

احباب کے سوال کا میں کیا جواب دوں
کہتے ہیں کیوں وہ اگلی سی حالت نہیں رہی

مرجھا گئی ہے شاد طبیعت یہ کس لئے
زندہ دلی وہ اور وہ نزہت نہیں رہی

دل کی خوشی کیساتھ تھی ساری چہل پہل
اب وہ سکون اور وہ راحت نہیں رہی

اب رفتہ رفتہ ہوتے چلے مضمحل قویٰ
زور آوری وہ اور وہ طاقت نہیں رہی

دوزخ کا خوف یا کہ ہے جنت کی آرزو
اللہ کے لئے وہ عبادت نہیں رہی

حاتم کا نام ایک زمانے میں رہ گیا — لیکن کسی میں شانِ سخاوت نہیں رہی
کیا ٹھنڈی روشنی ہے یہ بجلی کی روشنی — وہ جوشِ مذہبی وہ حرارت نہیں رہی
ظاہر میں بول چال ہے میٹھی دلوں میں زہر — سچا خلوص اور وہ مروت نہیں رہی
خلق و ادب کا نام زبانوں پہ رہ گیا — وہ تمکنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
کسبِ کمال و علم کا دل میں نہیں ہے شوق — اسواسطے دلوں میں وہ عزت نہیں رہی
بیٹے کیساتھ باپ کو دل سے نہیں ہے انس — بیٹے کو باپ سے وہ محبت نہیں رہی
دختر کو ماں کے ساتھ وہ اخلاص ہی نہیں — دختر کے ساتھ ماں کو وہ الفت نہیں رہی
آپس میں بھائی بھائی کے قلبی ہے دشمنی — احباب میں بھی چشمِ مروت نہیں رہی
دعوی عبث ہے فقر و کرامت کا اندنوں — وہ جہدِ نفس اور ریاضت نہیں رہی
شملہ ہی سر پہ اور ہے تسبیح ہاتھ میں — لیکن کچھ انمیں شانِ مشیخت نہیں رہی
کچھ اندنوں ہے ایسا جہالت کا زور شور — سنجیدگی وہ نطق و ذکاوت نہیں رہی
سفلوں کے ساتھ رہتے ہیں لڑکے امیروں کے — اسواسطے وہ شانِ امارت نہیں رہی
دلمیں بھرا ہے شوق ولایت کا اندنوں — لیکن طبیعتوں میں وہ شوکت نہیں رہی
ہلمٹ ہے کوٹ اور ٹروزر ہے بوٹ ہے — وہ انکا خلق اور وہ الفت نہیں رہی
مغرب میں غرق ہو گئے اخلاق مشرقی — ہیں صرف مدعی وہ وراثت نہیں رہی
جز میکشی کے اور نہ سیکھا کوئی ہنر — شرم و لحاظ و خلق و مروت نہیں رہی
مذہب کو نذرِ فلسفہ ہر ایک کر چکا — کچھ بھی شریعت اور طریقت نہیں رہی
آنکھوں پہ تھا جو پردہ ہماری اناث کے — ق — وہ اٹھ گیا ہے اسلئے عزت نہیں رہی
بے پردگی پہ مرد بھی کرتے ہیں جان فدا — باعث یہی ہے کہ عظمت عصمت نہیں رہی
مذہب کا کچھ خیال نہ کچھ خاندان کا — کہتی ہے گرچہ قوم شرافت نہیں رہی
مشہور تھے جو لوگ کہ ہیں بانیانِ قوم — تقلید کرنے کی انہیں ہمت نہیں رہی

خدا کے فضل پہ تکیہ کر اسے فقیر نہ ڈر
طمع نہ کر تو زیادہ قناعت اچھی ہے
حسد سے کوئی جو بولے ۔ ہے موجب تقصیر
وصال یار کا طالب ہو دل بھی ہو بےچین
نہ کر تو عاشق غمگیں کے مرنیکا کچھ غم
جو لین دین کا سودا ہے آپ کو منظور
جو ٹھیک ہے سے ہی کے رستے سے آج چلنا ہی
لگی ہیں پی ہی دفنا دے نعش کو میری
تیرے سے لئے ہی منزل ادھر [illegible] ہے

فلک کے جور سے تجھے وہ تو خفا نہ ہو
بشر کے واسطے یہ حرص بیشمار نہ ہو
کہ جان نثار دوں پہ تیرے سے میرا شکار نہ ہو
نظر ہو در پہ لگی اور انتظار نہ ہو
مثال شب کے مری جان سوگوار نہ ہو
مجھے تو کچھ بھی نہیں عذر استعار نہ ہو
تو پہلے چاہئے زاہد کو روزہ دار نہ ہو
فنا کے بعد پریشان مرا غبار نہ ہو
میں تجھکو چاہوں تجھے میرا اعتبار نہ ہو

خدا کی ذات پہ کامل بھروسہ رکھ انشا
تو نا امید کبھی اسے امیدوار نہ ہو

۵ ۲ جمادی الاول ۱۰ امرداد ی بہشت ۲۳ ۲ سارچ — ۱۳۳۵ھ ۱۳۲۶ف — [illegible]

صبح کو عادۃً بیدار ہوکر ضروریات سے فرصت حاصل کی ۔ پہلے پنڈت بابا ریست سے ان کے بعد پنڈت بالکرشن جاننے والے سے ملاقات کی ۔ ان بعد مولوی معصوم علی صاحب مولوی وحید الدین صاحب اول تعلقدار سے ملا مولوی وزیر الدین قریشی دوم تعلقدار نے ایک عجیب مربع دکھایا جس میں قدرۃً چاند اور تارے کا نقش ہے ان کا بیان تھا کہ نجومی اسکو سلطنت کے لئے سعد خیال کرتے ہیں [illegible] ملاقات کی دس بجے حضرت شاہ تراب علی صاحب اور حضرت فرید الدین صاحب کی درگاہ میں حاضر ہوا واپسی میں ڈاکخانہ دیکھا

فی الحقیقت ڈاکٹر گوپال راؤ سے یہاں کے غریب امیر عہدہ دار بالخصوص مریض بہت خوش پاگئے مریضوں کیلئے جو وہاں موجود تھے پچیس روپیے بغرض خوراک وغیرہ دیئے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ اول تعلقدار صاحب نے شیرینی اور معصوم علیصاحب نے کچھ میوہ بھیجا ہے۔ اس کو قبول کیا اور نظم میں شکریہ ادا کیا نظم شکریہ درج ذیل ہے۔ دوپہر کو کھانا کھا کر قیلولہ ادا کیا تھوڑی ہی دیر میں بیدار ہو کر ڈاکٹر گوپال راؤ کو ایک خط اور ایک سرٹیفکٹ معہ دستی طلائی گھڑی کے بھیجا۔ اور ایک دھرمسالہ جو اسٹیشن کے قریب تیار ہونیوالا ہے اس کے لئے ڈیڑھ سو روپیے دئے چونکہ ٹرین کا وقت قریب آ پہنچا تھا لہذا روانگی کے متعلق ضروری احکام جاری کئے۔ ڈیڑھ سو روپیے بغرض تقسیم انعام مولوی معصوم علیصاحب کے پاس بھجوادے اور خود تیاری میں مصروف ہوا۔ عین وقت باوجود کوشش کے ڈبون کے لگانے کا انتظام نہو سکا اور یہی عذر رہا کہ چھ ڈبے نہیں لگائے جا سکتے۔ بجز دو ڈبوں کے مجبوراً پھر قیام کرنا پڑا۔ ٹرین کے وقت میرے روانہ کرنے کے لئے مولوی وحید الدین صاحب اول تعلقدار۔ ڈاکٹر گوپال راؤ سول سرجن۔ قاضی صدیق احمد صاحب فہیم وکیل مسٹر کشن راؤ۔ مسٹر گوبند راؤ مولوی عبد الحی وکلا رعدالت بھی آئے تھے۔ ٹرین روانہ ہونے کے بعد۔ مولوی احمد حسین صاحب صدر المہام پیشی۔ وجمعدار لچھمن راؤ اور ٹریفک منیجر سکندرآباد کے نام تار روانہ کئے۔ ایک رباعی لکھی جو درج ذیل ہے۔ اور مشاغل معمولی سے فرصت پا کر بعد نصف شب کے سو رہا۔

نظم

گرچہ آیا میں پربھنی لیکن
یار زندہ تو باقی ہے صحبت

وقت رہنے کا کم ہی مجھکو ملا
پھر ملیں گے بعون رب علا

متمنی خلوص کا ہوں میں / خواہ وہ شاہ خواہ ہو وہ گدا

للہ الحمد یاں کے سب افسر / ہیں محب اور مخلص یکتا

نیک انسان ہیں وحید الدین / اور صوفی بھی داد کیا کہنا

ہیں مرے ہم مذاق و ہم مشرب / دل کو دل سے نہ کیوں ہو راہ بھلا

تم ہو معصوم اور وہ ہیں رشید / دونوں کے دونوں اگر ہیں یکتا

پھانسنا چاہتے ہو تم مجھکو / ہے نرالی تمھارے دل کی دوا

میری خواہش ہے اب ہوں آزاد / اب نہ پابند ہوں کبھی اصلا

فقر کی دے خدا مجھے شاہی / کیا وزارت کی مجھکو ہے پروا

ہاں فرائض سے سارے بچ کے / جلد ہو جاؤں اے خدا میں ادا

یہی دنیا کی بس تمنا ہے / اور کچھ بھی نہیں ہے اسکے سوا

شکر ہے تمنے بھیجے میں نے لئے / اس عقیدت کا دے خدا اچھا

رہو تم شاد اور با اولاد / رہو پھولے پھلے یہی ہے دعا

سب کو کہتا ہوں میں خدا حافظ
رکھے خورسند دوستوں کو خدا

رباعی

اللہ نے کیا روز ازل سے ہے سعید / یکتا ہو اپنے عصر میں اور وحید

دل شاد رکھے تمکو خدائے ودود / عرفاں میں حاصل ہو تمھیں فوق مزید

غرہ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ ۱۲ اردی بہشت ۲۵ مارچ ۱۹۱۷ء روز یکشنبہ

صبح کو ۸ بجے بیدار ہو کر ضروریات سے فارغ ہوا۔ ٹریفک منیجر نے پھر بھی چھوڑ دینے لگانے سے انکار کیا اور یہ رائے ظاہر کی کہ پاسنجر کا وزن زیادہ ہونے سے مسافروں کو خطرہ ہے اس لئے اسپشل میں جانا مناسب ہے۔ ناچار سنگ آمد و سخت آمد۔ اسپشل کی اجازت دی معصوم علیصاحب و لایت علیخان صاحب وکیل احمد اللہ خانصاحب مولوی انیس صاحب وکیل سے ملاقات کی کا غذات دیکھے دوپہر کو کھانا کھا کر قیلولہ کیا تین بجے بیدار ہو کر چار نوشی وغیرہ سے فرصت حاصل کی۔

۵ بجے سے باہر آکر سایہ دار درخت کے نیچے کرسیاں ڈلوا کر بیٹھا۔ مولوی وحید الدین صاحب اول تعلقدار و ڈاکٹر گوپال راو سول سرجن۔ غلام محمد منتظم عدالت سیشن جج وکیل کشن راؤ وکیل۔ کیشوراؤ وکیل۔ حاجی کریم الدین۔ مولوی عبدالغنی وکیل محمد احمد اللہ خاں برادر زادہ نصر اللہ خاں صاحب مہتمم خزانہ عامرہ مرزا رحمت اللہ بیگ سیغہ دار دیوانی۔ عنایت علیخاں سے ملاقات کی۔ یہاں کے تعلقدار نہایت لایق اور خوش مذاق اور علم دوست ہیں۔ علمی تذکرے رہے۔ قریب مغرب تک وہیں بیٹھا رہا۔ بعد مغرب برخاست کر کے اپنی سیلون میں گیا کاغذات دیکھے۔ آٹھ بجے کھانا کھایا۔ عثمانیہ کلب کیطرف سے مولوی معصوم علی نے جو درخواست پیش کی تھی اسکو منظور کیا۔ پچاس روپے نقد دیے اور پانچ روپے ماہانہ فیس میری طرف سے مقرر کرنیکا حکم جیب خاص پر نافذ کیا۔ دس بجے پورنا سے میری اسپشل لینے کے لئے انجن مع بریک آیا۔

پونے بارہ بجے ٹرین اسٹارٹ ہوئی پورنا تک مولوی معصوم علیصاحب منصف مولوی عبدالغنی وکیل محمد احمد اللہ خان میرے پہنچانے کو آئے مشاغل معمولی سے فارغ ہو کر بعد دو بجے شب کے سو رہا۔

۲ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ ۲۲ اردی بہشت ۱۳۲۶ف ۲۶ مارچ ۱۹۱۷ء

صبحکو عادۃً بیدار ہوکر چلتی ہوئی ٹرین میں مناظر قدرت کی سیر کرتا رہا۔ ضروریات سے
فارغ ہوکر۔ کاماریڈی پیٹھ اسٹیشن پر انجن میں آکر بیٹھا اور اس کے چلانے اور ٹھیرانے
وغیرہ کی ترکیبیں دیکھتا ہوا مرزاپلی تک آیا۔ مرزاپلی پر اترتے وقت انجن ڈرائیور
اور فائرمن وغیرہ کو انعام دیا۔ گیارہ بجے الوال اسٹیشن پر آیا جو میری جاگیر ہے
وہاں مولوی مظفر حسین تعلقدار تلنگانہ جن کا مستقر ۱۳۲۵ف سے میں نے الوال ہی
میں قرار دیا ہے معہ بعض اہلکاروں و عہدہ داروں و پولیس علاقہ جاگیر وغیرہ کے
نذروں کے لئے حاضر تھے ان کی نذریں لیں۔ تھوڑی دیر میں اسپشل وہاں سے روانہ
ہوکر بعد بارہ بجے کے اسٹیشن سکندرآباد پر پہنچی صرف دو منٹ وہاں قیام کرکے
ایک بجے اسٹیشن نامپلی پر پہنچی۔ وہاں سے تقریباً ڈیڑھ بجے داخل مکان ہوا
اور سجدۂ شکر ادا کیا۔